TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222242
UNIVERSAL LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۵۴۳۳۳ Accession No. ۶۳۶۸

Author ع - گ

Title گردش زمانہ

This book should be returned on or before the date last marked below.

{ ہو العزیز }

نام کتاب ... گردش زمانہ

دیباچہ

Checked 1975

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم Checked 1969.

منظور ہے گذارشِ احوالِ واقعی ۔ اپنا بیانِ حسنِ طبیعت نہیں مجھے

انقلاب زمانہ نے جب ہندی دانی کی ضرورت پیش کی تو مجھے ایک دلچسپ بنگالی قصہ کے دیکھنے کا اتفاق ہوا - اس کتاب کے تفصیلی حالات کیلئے تو ایک مستقل دیباچہ کی ضرورت تھی - مختصر یہہ ہے کہ یہہ قصہ پہلے بنگالی زبان مین لکھا گیا اور بنگالی سے ہندی مین ترجمہ ہوا -

متفند مصنف کے ایک دلگداز راز کو متفتخر مولف نے اپنی برج بھاشا مین تکلف اور تصنع سے پاک کر کے سادہ الفاظ مین لکھا ہے - مصنف یا مترجم کے مذاق اور لیاقت کی نسبت مجھے رائے زنی کا کوئی حق حاصل نہین ہے - یہ فیصلہ ناظرین کے ذوق سلیم اور مذاق پر چھوڑا جاتا ہے - میرے اکثر دوستون نے اس کتاب کے ترجمہ پر بار بار زور دیا اور کہا کہ یہہ دلچسپ قصہ پر لطف زبان یعنی اردو مین ہونا چاہیئے - مگر مجھے اپنی استعداد اور لیاقت کا اندازہ بخوبی تھا اور چادر سے زیادہ پائون پھیلانا نہین چاہتا تھا لیکن قلم قدرت نے کمال اور نازک خیال اہل فن کے سامنے مترجمانہ لباس مین آنا لکھدیا تھا - لیکن جبکہ طبیعتین بے شغلی کی بے چینی سے کروٹین بدل رہی تھین مین نے لگے ہاتھون ان کے لئے ایک مشغلہ پیدا کر دون - دوسرے لفظ

اصرار ضد کی حد کو پہونچ گیا تھا ناچار بحکم آنکہ ع

خیال خاطر احباب چاہیئے ہردم
انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینون کو

مین نے ترجمہ کا بار گران اپنے سر پر لیا اور جادو نگاران و نثاران وقت کا منہہ چڑانے کو آمادہ ہوگیا۔ ترجمہ او تصنیف کے تجربہ کار جانتے ہین کہ کسی زبان کا اپنے الفاظ مین ترجمہ کرنا کیا کیا دقتین پیش کرتا ہے۔ کسی زبان کا اصل لفظ جو اپنا مطلب بتا جاتا ہے دوسری زبان کی ایک سطر بھر مین ترجمہ کرین تو وہ بات حاصل نہین ہوتی اکثر معانی ایسے ہوتے ہین کہ اونھین اونھین کی زبان مین کہین تو ایک لفظ مین ادا ہوجاتے ہین ترجمہ کرنے مین ایک فقرہ بنتا ہے پھر بھی نہ وہ مزا آتا ہے نہ مطلب نکلتا ہے۔ گویا قانون زبان مجبور کرتا ہے کہ یہان وہی لفظ بولنا چاہیئے دوسرا لفظ جایز نہین۔ مجھے چونکہ ہندی جیسی زبان کا ترجمہ کرنا پڑا ایسی مشکلون کا بہت سامنا ہوا۔ مجھے اور ریختہ نگاری نثاری کا دعویٰ۔ چھوٹا منہہ بڑی بات۔ میری گمنامی خود میری بے کمالی کی پوری دلیل ہے۔ علاوہ برین نثاران زمانہ کی نازک خیالیون اور ناول نگارون کی شوخ تحریرون نے اردو کو ایسے اونچے درجہ پر پہونچا دیا ہے کہ میرے خیال کی رسائی بھی وہان تک ناممکن ہے۔ لیکن اگر اون کا کمال بے مثال ہے تو میری بیکمالی اپنی شان تنزل مین بینظیر ہے۔ کسکو کیا پڑی ہے جو میرے ہوئے کو مٹانیکی کوشش کریگا اور میری غلطیان شمار کرنے بیٹھیگا۔ البتہ جن حضرات نے اصل نسخہ ملاحظہ کیا ہے اور جانتے ہین کہ ہندی زبان کیسی ہوتی ہے اونھین ضرور میری محنت اور جگر کاوی کی داد دینا پڑیگی۔ اس ترجمہ کو اصل کتاب سے وہی نسبت ہے جو ا[illegible] ہے یا مفہوم کو الفاظ کتاب سے۔ اصل کتاب مین حسن اور عشق پر بہت زور دیا [illegible]نکو مین نے زمانہ حال کے مذاق یا اپنی طبیعت کے خلاف سمجھکر نظر انداز [illegible] نقشہ بنا کر تہذیب کے لباس مین پبلک کے سامنے پیش کرتا ہے

مین اس مختصر التماس کو بعد ادائے شکریہ جناب مولانا حکیم سید شاہ احمد اشرف صاحب ہیڈ مولوی گورنمنٹ ہائی اسکول مرزاپور جن کی مہربانیان باعث سہولیت ترجمہ ہوئین ختم کرتا ہون اور اُمید کرتا ہون کہ بلند نگاہ ناظرین کمترین کی بضاعت و لیاقت کو ملحوظ رکھکر عیوب پر پردہ پڑا رہنے دینگے۔

وباللہ التوفیق وہو حسبی ونعم الرفیق

مُستدعی دعاء خیر

خاکسار مترجم عبدالحق صاحب

۶۳۴۷

۸۹۱۶۴۳۳۳

ع۔ گ

Checked 1975

پہلا باب

شادی جو ہوئی غم کے بھی پہلو نکل آئے
جب کوئی ہنسا ساتھ ہی آنسو نکل آئے

بچپن کا زمانہ تو بخیر؛ مین گذرا۔ لیکن جب ہوش سنبھالا تو اپنے آپ کو نہایت عیش و آرام کی زندگی مین پایا۔ میرے باپ بڑے امیر کبیر آدمی تھے۔ کلکتہ مین اون کی دولت و ثروت کی دھوم تھی۔ مین اکلوتا بیٹا ہونیکی وجہہ سے نہایت لاڈلا تھا ماں باپ اپنی آنکھوں سے اوجھل نہونے دیتے تھے۔ مجھکو پڑھنے کے لئے کسی مدرسہ مین نہین بھیجا گیا۔ جب کبھی کبھی اسکول مین بھیجنے کا ذکر آتا تو میری ماں آنکھوں مین آنسو بھر لاتی اور رو کر کہتی "مین برجیندر کو اتنی دیر تک اسکول مین اکیلا نہین چھوڑ سکتی گھر پر ماسٹر پڑھا جایا کرین۔ قسمت مین ہوگا تو پڑھ لیگا کیا اسے کسی کی نوکری کرنی ہے کالی جی کرین جیتا جاگتا رہے۔ آی کس بات کی کمی ہے" باوجود لاڈ پیار کے میری تعلیم مین کمی نہین کی گئی۔ دس بجے سے چار بجے تک باری باری سے تین ماسٹر مکان پر آکر مجھکو پڑھایا کرتے تھے۔ اٹھارہ برس کی عمر مین میری تعلیم ختم ہوئی۔ نہایت ہی آرام سے زمانہ گذر رہا تھا مین خیال کرتا ہون اس عمر تک مجھکو کسی قسم کی تکلیف نہین ہوئی۔ تمام عیش و آرام کے سامان مہیا تھے۔ مین اپنے باپ کی خوابگاہ مین سویا کرتا تھا جب تک مین نہ سو جاتا وہ جاگتے رہتے۔ رات دن اپنی نظرون مین رکھتے تھے

ایک دن مین نے سُنا کہ میری ماں میرے باپ سے کہہ رہی ہے کہ "دیکھو مان جائے میرے دل سے لگی ہوئی ہے کہ برجیندر بہوش بیاہا جائے تمنا بر آئے۔ بڑے آدمی کی سوہبت ساجھن زادے۔ جیسا برا بچہ ہے ویسی ہی خوبصورت بہو ہونی چاہیئے ناک برجیندر کی عمر اٹھارہ برس کی ہوگئی ہے آخر اب بیاہ ہوگا تو کیب

بڑھاپے میں ہوگا؟ - جلدی کہین تجویز کرو ناکہ مین اپنی آنکھون سے رشید کو دولھا بنا دیکھ لون - آئے دن بیمار رہتی ہون - زندگی کا کیا بھروسہ ہے - آج مری کل دوسرا دن؟

میرے باپ نے ان باتون کا کچھ جواب نہین دیا اور ہنسکر چپ ہو رہے - ہر گھڑی مان میرے بیاہ کا تقاضا کرنے لگی - باپ کی باتون سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ابھی راضی نہین ہین - اون کا منشا تھا کہ جب مین اور بڑا ہو جاؤن اوس وقت شادی ہو لیکن مان کا اصرار ضد کی حد کو پہونچگیا آخر کار اون کی خوشی پوری ہوئی اور ایک بڑے دولتمند شخص کے یہان میرا بیاہ ٹھیرا - شادی مین بڑی دھوم دھام مچگئی ہمارے مکان پر ہر قسم کے کھیل تماشے اور اپنے بیگانے جمع ہوئے - لیکن میرے باپ کو دلی خوشی نہ معلوم ہوتی تھی - برا تیون مین دستور کے خلاف سوائے میرے اور میرے باپ کے اور کوئی نہین گیا - سب رسوم چپ چاپ بلا دولہن کے ادا کی گئین - جسکے یہان میرا بیاہ ہوا اوس کے یہان برخلاف میرے گھر کے بالکل دھوم دھام نہین کی گئی البتہ آدمی بہت جمع تھے - مکان بہت بڑا تھا - لیکن مرمت طلب اور ٹوٹا پھوٹا - مین خاموش حیرت کی نگاہ سے ان تمام باتون کو دیکھتا رہا - شرم نے کچھ پوچھنے نہ دیا - بارات رخصت ہوئی ہم لوگ گھر آئے لیکن دولہن اور جہیز ساتھ نہین آیا -

بیاہ کو ایک ہفتہ گذر گیا - بی بی کا ذکر بھی کبھی بھول کر بھی سامنا نہین ہوا - گھر مین سب پر خاموشی چھائی ہوئی تھی - مین بوجہہ شرم کے کسی سے بی بی کا حال دریافت نکر سکا دل ہی دل مین پیچ و تاب کھا کر رہ جاتا تھا - ایک دن مین اپنے کمرہ مین بیٹھا ہوا دوستون کیساتھ دل بہلا رہا تھا کہ کسی نوکر نے آکر مجھ سے کہا " بابو جی آپ کو یاد کرتے ہین " - مین فوراً اوس کیساتھ ہو لیا - جاکر دیکھا کہ میرے والد خلاف عادت چارپائی پر کچھ غمگین سے بیٹھے ہین اور چہرہ سے فکر کے آثار پائے جاتے ہین - پاس پہونچکر میں نے ادب کیساتھ کہا - بابو جی کیا آپ نے مجھے بلایا ہے -

بابوجی (کسیقدر چونک کر) ہان بیٹا مین نے ہی بُلایا ہے - بیٹھ جاؤ -

مین ایک کُرسی پر جو قریب ہی بچھی ہوئی تھی بیٹھہ گیا - میرے بیٹھہ جانے کے بعد بابوجی نے آہستہ سے یون کہا :-

" برجبندر آج تمہین سسرال جانا ہوگا - اون لوگون کے یہان رسم ہے کہ دولھا دولہن مل کر سب دیوتاؤن کی پوجا کیا کرتے ہین - مین بھی ساتھ چلون گا دو گاڑیان منگائی ہین - ہم تم ایک گاڑی پر چلین گے - بہو اور مادھو سنگھ کی لڑکی دوسری گاڑی پر ہون گی - تمھارے کپڑے باہر والے کمرے مین رکھے ہین - جاؤ اور جلدی کپڑے بدلکر آؤ - وقت بہت کم ہے شام ہوا چاہتی ہے "

مین باپ کے حکم کے موافق کمرے مین گیا - جاکر کیا دیکھتا ہون کہ ایک نئی سلی ہوئی پوشاک میرے لئے رکھی ہے - جیسے کپڑے مین روزمرہ پہنا کرتا تھا اون سے یہ بجائے اچھے ہونے کے نہایت ہی گھٹیا تھے - معمولی کالی کنارے کی دھوتی سادہ قمیص اور ایک نری کا جوتہ - مین متعجب تھا کہ یہہ سب چیزین اسقدر معمولی کیون ہین سسرال کے لئے تو روزمرہ سے اچھے کپڑے ہونے چاہئین تھے نہ کہ ایسے - دل مین سوچنے لگا کہ آخر ماجرا کیا ہے شادی ہے یا تماشہ - آجتک بی بی کے درشن ہی نہین ہوئے - حیران تھا کہ ان سب باتون کا انجام کیا ہوگا - کچھہ سمجھہ مین نہین آتا تھا - ہمیشہ میری مان مجھے کپڑے پہنایا کرتی تھی آج یہہ نئی بات ہوئی ہے کہ تنہا اس کمرہ مین تبدیل لباس کو لئے بھیجا گیا ہون - جب کپڑے پہن چکا اور باہر آیا تو بابوجی کو چلنے کے لئے طیار پایا - اور وہ بھی اپنی عادت کے خلاف بہت سادہ اور معمولی کپڑے پہنے ہوئے تھے - مین نے بابوجی سے کہا اندر جاکر اپنی مان سے رخصت ہو آؤن -

بابوجی - نہین وقت بہت تنگ ہوگیا ہے - میرے ساتھ چلے آؤ گاڑیان طیار ہین -

میری انگلی مین ایک ہیرے کی انگوٹھی تھی اور اوس کو مین ہمیشہ پہنے رہتا تھا - [illegible] ہوئے اون کی نگاہ انگوٹھی پر پڑی اور مجھہ [illegible] انگوٹھی مانگ کر معلوم

کیون اپنی اونگلی مین پہن لی - مین اور بابوجی ایک گاڑی مین بیٹھ گئے - سوار ہوتے وقت دیکھا کہ زنانی ڈیوڑھی کے پاس دوسری گاڑی جو کرایہ کی معلوم ہوتی تھی کھڑی ہے - مین نے خیال کر لیا کہ یہہ گاڑی بی بی کے لئے ہے -

ہمارے سوار ہوتے ہی دونون گاڑیان چلدین - دوسری گاڑی ہماری گاڑی کے پیچھے پیچھے چلی - شادی کے دن ہم مکان سے پچھم کی طرف گئے تھے آج پورب کی طرف گاڑیان جارہی ہین -

دوسرا باب

پنہان تھا دام سخت قریب آشیانہ کے
اُڑنے نپائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

شام کا سُہانا وقت ہے - سورج گوشۂ مغرب مین روپوش ہو رہا ہے - گاڑیان بڑی تیزی سے جارہی ہین - ہم تہوڑی ہی دور چلے ہونگے کہ رات ہوگئی - اندہیرے نے ہر جگہہ اپنا پورا دخل کر لیا - دوسری گاڑی مع آنکھون سے اوجہل ہوگئی - مین چھیاتک بار بار گاڑی سے سر لکالکر دیکھتا تھا - لیکن بابوجی اطمینان کے ساتھ بیٹھے ہین - کانون پر جون نہین چلتی - ایک مرتبہ بھی نہ تو گاڑی کو دیکھا اور نہ اوس کے متعلق کسی سے کچھہ پوچھا شہر سے تہوڑی دور فاصلے پر میرے ایک دوست کا پائین باغ تھا جہان مین کبھی کبھی سیر کی غرض سے جایا کرتا تھا - اوس باغ تک تو مین راستہ سے واقف تھا - لیکن جب گاڑی آگے بڑھی تو مجھے ذرا علم نہ تھا کہ کہان جا رہا ہون - بعض وقت خوف اور حیرت گھیر لیتی تھی - لیکن یہہ خیال کہ اپنے باپ کے ہمراہ ہون دلکو ڈھارس دیتا خوف کو دور کرتا تھا ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چل رہی تھی - نیند کے جھونکے آنے لگے اور مین سو گیا - یہہ نہین کہہ سکتا کہ کتنی دیر تک سویا - یکایک نیند اوچٹ گئی - گاڑی سے سر نکالکر دیکھا تو تھا ا

اندھیرے اور جنگل کے کچھ دکھائی نہیں دیا۔ غالباً شب کا نصف حصہ گذر چکا تھا۔ مین اپنے ناظرین کو یہہ نہین بتا سکتا کہ شہر سے کتنی دور اور کس مقام پر تھا۔ جاتے جاتے گاڑی ایک پرانی عمارت کے سامنے ٹھہر گیٔ۔ اوس ٹوٹی پھوٹی عمارت کو دیکھتے ہی مجھے ایک قسم کا خوف معلوم ہوا۔ گاڑی کے ٹھہرتے ہی مین اور بابوجی گاڑی سے اوتر پڑے سخت تاریکی ہونیکی وجہ سے میرے باپنے سائیس کو حکم دیا کہ گاڑی کی لالٹین لیکر آگے آگے چلے۔ مین اپنے باپ کے ساتھ ہولیا۔ لالٹین کی روشنی سے عمارت کے سامنے کا حصہ بخوبی دکھائی دیتا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ کسی زمانہ مین یہہ عمارت بڑی عالیشان اور آباد ہوگی۔ اب زمانہ کی رفتار سے پامال ہوکر ویران ہوگئی ہے۔ اس عمارت کے صدر پھاٹک کے سامنے بہت بڑا چبوترا مثل پل کے تھا۔ نیچے ایک نہر تھی مگر وہ بھی سنگ کی طرح خشک و بے آب پھاٹک ابتک نہایت مضبوط ہونیکی وجہ سے اپنی اصلی حالت پر قایم تھا۔ اوس مین موٹی موٹی لوہے کی پتیان جڑی ہوئی تھین اوپر نگاہ کرتے سے بہت سی کھڑکیان نظر آئین مگر اون مین کواڑ وغیرہ باقی نہین رہے تھے۔ دیوار پر کہین کہین گھاس جمگئی تھی۔ چارون طرف سوائے گھنے اور سنسان جنگل کے اور کچھ نہ تھا۔ پھاٹک بند تھا۔

بابوجی نے پکار کر کہا ”رائے جی پھاٹک کھولو“ لیکن کچھ جواب نہ ملا۔ الفاظ ہوا مین گونج کر رہ گئے۔ پھر بڑے زور سے پکارا تو جواب مین کسی شخص نے کہا ”ٹھہرو آتا ہون“ پھاٹک کھلا ایک بڑا لمبا تڑنگا آدمی ہاتھ مین چراغ لئے ہوئے باہر آیا۔ اوس کے جسم پر سوائے دھوتی کے اور کچھ نہ تھا۔ چہرے کو لمبی داڑھی اور مونچھون نے رعب دار بنا دیا تھا۔ اوس شخص نے بہ کشادہ پیشانی میرے باپ سے کہا ”آئیے آئیے ہری بابو تشریف لائیے۔ دیر ہوجانیکی وجہ سے مین تو اس خیال مین تھا کہ اب نہ آئیگا“ ہمارے اندر داخل ہوتے ہی پھاٹک بند کر دیا گیا۔ مکان بہت وسیع تھا۔ چارون طرف بڑے بڑے کمرے اور دالان بنے ہوئے تھے۔

بیچ میں چھوٹا سا باغ تھا جس میں جگنو کا چمکنا اور پھولوں کا مہکنا عجب بہار دکھا رہا تھا۔ پھاٹک کے قریب ایک چوڑا چوبی زینہ تھا۔ جس کے ذریعہ سے ہم چھت پر پہونچے کئی کمروں میں ہوتے ہوئے ایک بڑے کمرے میں پہونچے۔ یہاں بہت سے آدمی بیٹھے ہوئے تھے جو ہمارے پہونچتے ہی اوٹھ کھڑے ہوئے اور بڑی آؤ بھگت کے ساتھ ہم صدر جگہہ پر بٹھائے گئے۔ میرے باپ نے ایک شخص کی جانب اشارہ کر کے مجھہ سے کہا کہ یہی رائے جی تمھارے خسر ہیں۔ میں نے نہایت ادب سے اونھیں سلام کیا۔ رائے جی نے صرف سر کے اشارہ سے جواب دیا۔ کمرے کے گوشہ میں ایک پرانی میز پر چھوٹا سا لیمپ ٹمٹما رہا تھا۔ اِدھر اُدھر بہت سے پھٹے ہوئے کاغذ اوڑتے پھرتے تھے۔ کمرہ بڑا اور پختہ ضرور تھا لیکن میلا اور بدبودار۔ چھت میں مکڑیوں کے جالے بکثرت لگے ہوئے تھے۔ ایسا خیال ہوتا تھا کہ یہہ کمرہ عرصہ کے بعد آج ہی کھولا گیا ہے۔ خسر کے دیکھنے سے گونہ تعجب ہوا۔ کیونکہ شادی کے دن جس شخص کی نسبت میرا خسر ہونا بیان کیا گیا تھا اون کی اور اس شخص کی صورت میں بڑا فرق تھا۔ البتہ جسامت کے لحاظ سے دونوں شخص یکساں تھے۔ میں نے یہ خیال کیا کہ شادی کے دن صرف ایک مرتبہ خسر کو دیکھا تھا اوس کے بعد پھر کبھی دیکھنے کی نوبت نہیں آئی۔ یہی میرے خسر ہوں گے۔ میرا خیال غلطی پر ہے نگاہ تصور کرتی ہے۔ کیونکہ باپ سے زیادہ اور کسکا قول معتبر ہو سکتا ہے۔

میں اپنی اس اُدھیڑ بُن میں لگا ہوا مکان کو تعجب کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا کہ ایک عورت نہایت پر تکلف حقہ لئے ہوئے آئی اور رائے جی کے (میرے خسر کے) سامنے رکھکر کچھہ اشارہ کرتی ہوئی چلی گئی۔ رائے جی نے حقہ بابو جی کے سامنے رکھدیا۔ میرے باپ نے ایک کش کھینچکر کہا رائے جی حقہ تازہ نہیں کیا گیا۔ یہہ سُننا تھا کہ رائے جی خود حقہ لیکر باہر چلے گئے۔ اور پھر بابو جی اور کمرے کے تمام آدمی باہر چلے گئے۔ میر[illegible] دیا گیا۔ جوں جوں وقت گذرتا گیا پریشانی بڑھتی گئی۔ چاروں طرف سوائے حیر[illegible]

حیرت سے کچھ نظر نہیں آتا تھا ہر بات میں ایک راز معلوم ہوتا تھا۔ شادی اس خوبی کی ہوئی کہ بیوی کی صورت آج تک دکھائی نہیں دی۔ برات ایک دوسرے مکان پر گئی تھی یہ مکان اور ہے۔ جب شادی ہوئی تھی تو شہر سے باہر جانا نہیں پڑا تھا۔ اب اسقدر فاصلہ طے کرنا پڑا۔ توہمات نے یہاں تک گھیرا کہ باپ کی حرکتوں پر بھی شک ہونے لگا۔ عالم سکوت میں بیٹھا ہوا ان باتوں پر غور کر رہا تھا کہ باہر سے کچھ آدمیوں کی بات چیت کی آواز آئی۔ لیکن کوئی بات صاف سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ میں دبے پاؤں اوٹھکر اوس کھڑکی کے پاس پہنچا کہ جس جانب سے آوازیں آ رہی تھیں کھڑکی کی درازوں سے جھانک کر دیکھا کہ بابو جی دو آدمیوں سے باتیں کر رہے ہیں ان دو آدمیوں میں سے ایک شخص کے ہاتھ میں لالٹین اور دوسرے کے ہاتھ میں بڑا سا لٹھ تھا۔ اوس بھیانک مقام پر اپنے باپ کو اُن وحشی آدمیوں کے ساتھ دیکھکر مارے خوف کے دم بخود رہگیا اور اُن کی گفتگو سننے لگا۔

بابو جی - تم لوگ رضامند ہو یا نہیں؟

اجنبی شخص - نہیں بابو جی ذرا سوچئیے تو کہ کیا سنو ہی روپیے میں اتنا بڑا کام کرینگے کام کے موافق دام دیجئے۔

بابو جی - میں جانتا ہوں کہ تم لوگ سخت لالچی ہو۔ اچھا دو سو روپئے تم دونوں کو دیئے جائیں گے۔

دوسرا شخص - سنیئے بابو جی پانچسو روپئے ہم دونوں لینگے اور آپ کا کام ٹھیک ٹھیک کر دیں گے۔ لیکن دیکھیے کسیکو خبر نہ ہو ورنہ سبکی جان پر آفت آئیگی۔

بابو جی - پانچسو تم کو دوں۔ پانچسو رائے جی کو اور پانچسو گھر والوں کو تو پھر مجکو کیا بچیگا؟

دونوں آدمی (ایک ساتھ) تو سمجھ اس خیال کو جانے دیجئے۔ اچھا بندگی ہم جاتے ہیں۔

یہ کہکر دونوں جانے لگے۔ تب میرے باپ نے کہا :-

بابو جی - سنو تو سہی آخر تمھیں اسقدر جلدی کیوں ہے۔ جو کچھ تم کہتے ہو مجھے منظور ہے

لیکن سب کام ٹھیک طور پر کرنا ورنہ بڑی مشکل کا سامنا ہوگا۔ یہ لو دو سو روپے پیشگی دیتا ہوں
یہ کہکر دو سو روپیہ کے نوٹ بابوجی نے اون کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔ جب وہ کچھ دور
چلے گئے تو پھر بابوجی نے پکار کر کہا:-

بابوجی- میں مکان کے پیچھے تمہارا منتظر رہوں گا۔ جب موقعہ ہو مجھے تلاش کر لینا۔

دونوں آدمی بہت اچھا کہکر چلتے ہوئے۔ میں اپنی جگہ پر جا بیٹھا۔ خوف کے مارے دل دھڑکتا اور کلیجہ بانسوں اچھلتا تھا۔ سمجھا کہ شاید خواب دیکھ رہا ہوں۔ پیارے باپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ یہ کیسا جال پھیلایا جا رہا ہے۔ کس کے لئے یہ سامان ہو رہے ہیں۔ حیرت اور خوف کی انتہا نہ رہی بدحواس ہو گیا۔ چاروں طرف اندھیرا معلوم ہونے لگا۔ دل کے اضطراب نے بیٹھنے نہ دیا۔ آخرکار لیٹ گیا پھر کچھ خبر نہ رہی شاید سو گیا۔ یہ نہیں کہہ سکتا کہ کتنی دیر تک اس حالت میں رہا۔ آہستہ آہستہ افاقہ ہوا یعنی میں سو کر اوٹھا پورے طور پر آنکھیں کھلنے بھی نہ پائی تھیں کہ آواز کان میں آئی:-

آواز- بیچارہ لڑکا ہے اسنے کبھی تکلیف نہیں اوٹھائی تھکا ہوا تھا سو گیا بابوجی جگا دیجئے بہت دیر ہو گئی۔ کھانا ٹھنڈا ہوا جاتا ہے۔

بابوجی نے میرے پاس آکر نہایت پیار سے کہا:-

بابوجی- برجیندر برجیندر- اٹھو بیٹا! اتنا کیوں سوتے ہو۔ طبیعت کیسی ہے؟۔ دیکھو تمہارے خسر دیر سے تمہارے منتظر کھڑے ہیں۔ کھانا ٹھنڈا ہوا جاتا ہے۔

میں آنکھیں ملتا ہوا اوٹھ بیٹھا۔ دل کی جو حالت تھی وہ بیان نہیں کر سکتا۔ نہ مجھے بھوک تھی نہ پیاس مارے خوف کے کانپ رہا تھا۔ نیچی نظروں سے بابوجی کی طرف دیکھا نہ معلوم کیوں اون کی صورت سے بھی خوف معلوم ہونے لگا اور خیال ہوا کہ میرے باپ ضرور کوئی اندیشناک کام کرنے والے ہیں۔ آخرکار رائے جی نے مجھ سے کہا:-

رائے جی- آؤ اندر چلو سب تمہارے منتظر ہیں۔ ہاتھ منہہ ڈالو اور کچھ کھا پی لو۔ میں نے کچھ جواب نہ دیا اور چپکے سے اٹھکر اون کے ساتھ ہو لیا۔ رائے جی مجھکو اپنے ساتھ زنانہ

مکان میں لیگئے۔ یہ بھی شل باہر کے مکان کے میلا کچیلا پڑا ہوا تھا۔ رائے جی کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی لالٹین تھی جس کی وجہ سے راستے وغیرہ میں کچھ دقت پیش نہیں آئی صحن میں ہوتے ہوئے ہم لوگ ایک دالان میں پہونچے جسکے بغل میں ایک مختصر سا کمرہ تھا۔ کمرے کے اندر طاق پر ایک چراغ جل رہا تھا۔ کمرے کی حالت بالکل ردی تھی جابجا اینٹیں نکل رہی تھیں۔ سخت سیل کی وجہ سے بدبو پیدا ہوگئی تھی۔ ایک کمرے سے گذر کر ہم ایک اور کمرے میں پہونچے جہاں تین عورتیں ایک ہی چارپائی پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ ایک جوان تھی اور دو بوڑھی۔ کمرے کے ایک جانب بہت سی پھول کی تھالیاں لوٹے اور گلاس بے ترتیبی سے رکھے ہوئے تھے۔ ایک تپائی پر ٹین کا چھوٹا سا شمعدان روشن تھا جس کے پاس ہی الگنی پر بہت سی چھوٹے کام کی ساڑھیاں ٹنگی ہوئی تھیں۔ کمرے کی دیواروں میں دیوتاؤں کی تصویریں لگی تھیں۔ چھت میں ایک پرانے چھینکے پر رنگی ہوئی مٹی کی ہانڈی لٹک رہی تھی۔ تمام کمرے میں دری کا فرش تھا۔ درمیان میں بہت ہی اچھا اونی قالین بچھا ہوا تھا۔ اور وہیں ایک مسہری آراستہ تھی۔ مسہری کے پاس تپائی پر تھوڑی سی مٹھائی رکھی تھی۔ رائے جی نے مجھے لیجا کر قالین پر کھڑا کر دیا۔ چار روپیہ دیئے اور کہا :۔

رائے جی (انگلی سے بتا کر) دیکھو میری ماں کے پاس جو بیٹھی ہیں وہ تمہاری ساس ہیں یہ روپئے انھیں دو اور ان کے قدم لو۔ میں دیوانہ وار جو رائے جی کہتے گئے کرتا گیا۔ ساس کے پیروں کے پاس روپئے ڈال دیئے۔ اور ان کے پیر چھوئے۔ پھر ان دونوں بڑھیوں کے بھی جو میری ساس کے پاس بیٹھی تھیں قدم لینے پڑے۔ سب نے دعائیں دیں۔ رائے جی نے بڑھیا سے مخاطب ہو کر کہا۔ کہو داماد کیسا ہے؟

بڑھیا۔ پرمیشور کی دیا سے بڑا سندر اور ہونہار ہے۔ اسپر سب ہنس پڑے۔ رائے جی نے بڑھیا سے کہا۔

رائے جی۔ ماں تم اپنے داماد کو کھانا کھلاؤ۔ شام سے انھوں نے کچھ نہیں کھایا ہے

بھوک لگی ہوگی - میں بابوجی کے پاس جاتا ہوں وہ تنہا بیٹھے ہیں (پھر میری طرف مخاطب ہوکر کہا) برجنید رتم کھانا کھاؤ میں باہر جاتا ہوں - شرم کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہہ تو تمھارا گھر ہے - جوں ہی رائے جی باہر گئے میری ساس گھونگھٹ کھول کر بے تکلف پاس آئیں اور ہاتھ پکڑ کر بولیں "کھاؤ لالہ کھاؤ - شرم کیوں کرتے ہو - ہم لوگ کیا غیر ہیں تم تو ہماری اولاد ہو - کیا تمھیں معلوم نہیں ہے - افسوس کہ آج برجنید رتم کو بڑی تکلیف ہوئی - بیشک یہہ کھانے کا وقت نہیں ہے - بہت دور سفر کرنا پڑا - تھک گئے ہوگے - تھوڑا بہت کھا کر سو رہو - پلنگ بچھا ہوا ہے - اچھا اب دیر مت کرو کچھ کھالو"

جسقدر مجھہ سے کھانا کھانے کو کہا جاتا تھا اوتنا ہی مجھپر خوف غالب ہوتا جاتا تھا خاموش بیٹھا ہوا چاروں طرف دیکھتا اور اون لوگوں کی حرکتوں پر غور کرتا تھا -

ساس (بڑھیا سے) ماں کیا ابتک دودھ نہیں آیا ؟ - اِن کو تم کھانا کھلاؤ میں جاکر دودھ منگاتی ہوں -

یہہ کہکر وہ چلی گئی - بڑھیا میرے پاس آکر بیٹھ گئی اور بڑی شفقت سے کہنے لگی

بڑھیا - بیٹا شرم نے اتنک تمکو نہیں چھوڑا لو اب تو کچھ کھالو -

جب کھانیکے واسطے بہت مجبور کیا تو میں نے بڑی عاجزی سے کہا مجھے بھوک نہیں ہے - لیکن یہہ کون سنتا تھا - بڑھیا اور زیادہ مجبور کرنے لگی - اصرار کی کوئی انتہا نہ تھی بار بار کہنا شروع کیا کہ اب تم کو تمہاری دولہن خود آکر کھلادیں گی دولہن کا نام سنکر ایک گونہ خوشی ہوئی کہ سات دن سے جسے میری آنکھیں ڈھونڈ رہی ہیں اس وقت اوس کا نظارہ میسر آئیگا -

بڑھیا (مجھے خاموش دیکھکر) ہیرا کی ماں جاکر انکی دولہن کو بلا لا ورنہ یہہ کھانا نہیں کھائیں گے -

اچھا کہتی ہوئی تیسری عورت چلی گئی - اس ہیرا کی ماں نے ابتک کوئی بات نہیں

کی تھی جاتے وقت چراغ کی روشنی میں اُس کا چہرہ دیکھکر میں نے پہچان لیا کہ یہ وہی عورت ہے جو میرے خُسر کے لئے حقہ لیکر گئی تھی۔

بڑھیا (میرے سر پر ہاتھ پھیر کر) بیٹا سات ہی دن میں اسقدر محبت ہو گئی کہ بغیر بیوی کے کھانا نہیں کھا سکتے۔ چلو اچھا ہوا یہی چاہیئے۔ جسقدر زیادہ تم دونوں میں سلوک ہوگا اوتنی ہی زیادہ ہم سب کو خوشی ہوگی۔

باہر سے پازیب کی جھنکار کی آواز آئی۔ بڑھیا اوٹھکر فوراً چلی گئی۔ باہر پہنچکر اوس نے بآواز بلند کہا:-

بڑھیا- بیٹی جاؤ تمھارے بغیر وہ کھانا نہیں کھاتے ہیں۔ اپنے ہاتھ سے منہہ میں نوالہ دینا۔

مجھے ان تمام باتوں پر غور کرنے کا پورا موقع نہیں ملا کہ یکایک ایک حُسن کی دیوی نے دروازہ کھول کر اپنا جمال جہاں آرا دکھایا۔ بڑی شوخی سے گھونگھٹ کھول کر میرے پاس بیٹھ گئی۔ میں اُس کی بیحجابی پر حیران رہگیا۔ دیوانہ وار منہہ تکنے لگا۔ یہہ عورت نہایت ہی حسین تھی۔ ہر عضو سانچے میں ڈھلا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ کشادہ پیشانی نازک نازک ہاتھ۔ بیباکی اور شوخی سب سے زیادہ قیامت ڈھا رہی تھی۔ آنے والی نازنیں نے مجھکو اسقدر ازخود رفتہ دیکھکر کہا:- "مجھے کیا دیکھتے ہو؟ مزاج کیسا ہے؟"

میں (منت سے) آپ کون ہیں؟ میں نے پہچانا نہیں معاف کیجئے۔

نازنیں- تعجب ہے کہ آپ مجھے نہیں پہچانتے- ایسے تغافل کا کیا ٹھکانہ ہے دو ہی دن میں بھول گئے- گویا ان تلوں تیل ہی نہ تھا- میں تمھاری بیوی ہوں"۔

میں- سچ بتاؤ تم کون ہو- میں نے تمھیں کبھی نہیں دیکھا- تمھاری بڑی عنایت ہوگی اگر تم صحیح صحیح اپنا حال بیان کر دو گی کہ میں یہاں کیوں لایا گیا ہوں یہہ کیا مقام اور کس کا مکان ہے- تم کون ہو؟ اور میں کس جال میں پھنسایا گیا ہوں- یہہ

بیداری ہے یا خواب؟

نازنین - پاگلوں کی سی باتیں مت کرو - بہت ہو چکی - اب کھانا کھاؤ گے یا نہیں؟ تم کیسے آدمی ہو کہ اپنی بیوی کو نہیں پہچان سکتے - سچ ہے - (مصرع) ابھی سِن ہی کیا ہے جو بیباکیاں ہوں -

میں اُس پری تمثال نازنین کی شیریں گفتاری پر محوِ حیرت ہو گیا - یکایک نازنین نے مٹھائی اپنے ہاتھ سے اوٹھا کر مجکو کھلائی - اِنکار نہ کر سکا - لاچار ہو کر کھانے لگا - جب کھانے سے فارغ ہوا تو اُس نازنین نے دریافت کیا "کیا تم حقہ پیتے ہو؟ حکم ہو تو میں لے آؤں" میرا جواب نفی میں تھا - اوس نے پھر کہا "اچھا اب تم کیا کرو گے؟ میری دانست میں تو تمھیں اب آرام کرنا چاہیئے - کیونکہ سفر کا تکان بہت زیادہ ہو گیا ہو گا"

میں (بڑی عاجزی سے) کیا کہوں مجھے بہت سے شکوک پیدا ہو گئے ہیں - تمھاری بڑی مہربانی ہو گی اگر تم اونھیں رفع کر دو گی -

عورت - وہ کیا شکوک ہیں؟ - میں تمھاری ایک ادنےٰ لونڈی ہوں جو کچھ پوچھو گے صاف صاف بیان کر دو نگی -

میں - کیا درحقیقت تم میری بیوی ہو؟ - میرا دل کیوں گھبراتا ہے؟ - سر میں کیوں چکر آتا ہے؟ - طبیعت کے نڈھال ہونے کا کیا سبب ہے؟ - کیا اس کھانے میں نشہ ملا ہے؟ کچھ بتاؤ کہ تم نے مجھے کیا کھلا دیا؟ - اس آفت میں کیوں مُبتلا کیا؟ -

نازنین - چہ خوش! میں کون ہوں یہ تم اب تک نہیں جانتے؟ میں تمھاری بیوی ہوں - اچھا اب پھر ملونگی کیونکہ تم بہت تھکے ہوئے ہو اس وقت تمھارا دماغ صحیح نہیں ہے - بہکی بہکی باتیں کرتے ہو - تمکو آرام کرنا چاہیئے -

میرے سر میں سیلے نتہا چکر پیدا ہو گیا - اپنے بیگانے کی خبر نہ رہی [illegible] آ گیا - کتنی دیر تک بیہوش رہا - اس کا مطلق علم نہیں - ہوش ہوا تو کیا دیکھتا ہوں [illegible] تمام جسم برہنہ ہے صرف ایک لنگوٹی بندھی ہے - پھوس پر پڑا ہوا ہوں - چاروں [illegible] اندھیرا چھایا

ہوا ہے۔ مُبو کا مقام ہے۔ دل دہلنے لگا۔ کلیجہ ہاتھوں اچھلنے لگا۔ یاس نے آکر گھیر لیا۔ اپنے حال زار پر بے اختیار رونے لگا اور دل ہی دل میں کہنے لگا۔ کیا دنیا میں ایسے ہی باپ ہوتے ہیں؟۔ کیا اس حالت پر پہونچانے والا میرا باپ ہی ہے؟۔ کیا باپ ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں؟۔ کیا مکان سے مجھے قید کرنے کے واسطے لائے تھے؟۔ کیا مجکو انہوں نے اسی واسطے پرورش کیا تھا؟۔ جب آنسو تھمے تو میں نے دیکھا کہ روشندان سے خفیف سی روشنی آرہی ہے۔ جیسے ہی سورج بڑھتا گیا ویسے ہی روشنی بھی زیادہ ہوتی گئی ہر چیز صاف دکھائی دینے لگی۔ میں نے اندازہ کیا کہ جس کوٹھڑی میں میں قید ہوں وہ پانچ ہاتھ لنبی اور تین ہاتھ چوڑی ہے۔ ایک بہت مضبوط آہنی دروازہ لگا ہوا ہے۔ اس کے سوا اور کوئی راستہ کوٹھری کا معلوم نہیں ہوتا۔ کوٹھڑی اسقدر تنگ ہے کہ ایک آدمی کے واسطے بمشکل کافی ہوسکتی ہے۔ پھوس کے بچھونے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ میں نے چاروں طرف تلاش کی لیکن کوئی نکلنے کا راستہ نہیں ملا۔ مجبور اپنی قسمت کو رو کر چپ چاپ بیٹھ رہا۔ پھر دل میں خیال آیا کہ اگر ممکن ہو تو دیوار کے سہارے روشندان کے ذریعہ سے چھت پر پہونچ جاؤں اور وہاں سے رہائی کی کوئی تدبیر نکالوں۔ لیکن یہہ ناممکن معلوم ہوا۔ کیونکہ دیواریں بہت ہموار تھیں۔ یہہ سوچ ہی رہا تھا کہ سر میں چکر آگیا اور میں پھر بیہوش ہوگیا

تیسرا باب

جس شجر پر ترا جی چاہے نشیمن کر لے
پھٹ پڑینگے نہ ترے بوجھ سے ڈالے بلبل
[illegible]

بیخبری اور بیہوشی کی مدت کا تو اندازہ کر نہیں سکتا مگر یکا یک ایک جھنجھناہٹ کی آواز کے ساتھ میں چونک پڑا۔ آنکھیں کھول کر دیکھا تو ایک آدمی جو صورت شکل سے خدمتگار معلوم

ہوتا ہے۔ کچھ کھانے پینے کا سامان لئے ہوئے کھڑا ہے۔ میں نے بڑے ادب سے سلام کیا اور کہا کہ پیغمبر کے لئے میری جان بچاؤ عمر بھر تمہارا احسان مانوں گا۔ اوس شخص نے مطلق جواب نہیں دیا۔ بُت سا بنا کھڑا رہا۔ کھانے کی تھالی اور ایک گلاس پانی سے بھرا ہوا میرے سامنے رکھدیا اور تھوڑی دور ہٹ کر خاموشی کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ میں نے جب سمجھ لیا کہ وہ میرے سوالوں کا جواب دینا نہیں چاہتا ناچار خاموش ہو کر کچھ تھوڑا سا کھایا۔ جب میں کھا چکا تو وہ آدمی تھالی وغیرہ لیکر واپس چلا گیا اور دروازے کو بدستور بند کرتا گیا۔

روشندان میری گھڑی تھی جس سے وقت کا اندازہ کرتا تھا۔ جب روشندان سے روشنی آنی بند ہوئی اور اس مکان میں تیرگی چھا گئی میں نے سمجھ لیا کہ رات ہو گئی۔ میری یہ حالت تھی کہ خوف سے دل کانپ رہا تھا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اور دل میں اپنی رہائی کی دعائیں مانگ رہا تھا۔ کچھ عرصے تک اسی حالت میں رہا کہ پھر دروازہ کھڑکا۔ میں چونک پڑا اور سنبھل کر بیٹھ گیا۔

جو آدمی دن کو کھانا لایا تھا وہی کھانا لئے ہوئے میرے سامنے موجود تھا میں نے پھر اپنی رہائی کے متعلق التجا کی۔ لیکن اوس نے کچھ توجہ نہ کی۔ مجبور ہو کر میں چپ ہو گیا اور کھانا جسقدر مجھ سے کھایا گیا کھایا۔ کھانا کھانے کے بعد وہ آدمی حسب دستور برتن لیکر دروازہ بند کرتا ہوا چلا گیا۔ آہستہ آہستہ رات بڑھنے لگی۔ روشندان سے آکر اندھیری نے کوٹھڑی میں دخل کر لیا۔ باہر سے زیادہ میری کوٹھڑی تاریک تھی۔ اپنے دل میں خیال کرتا تھا کہ نہ معلوم کتنے دن تک اس کال کوٹھڑی میں رہوں گا۔ کبھی رہائی بھی ہوگی۔ یا اسی میں تڑپ تڑپ کر جان دینی ہوگی۔ میں نے کیا خطا کی ہے جسکے عوض میں مجھ سے یہ بدسلوکی ہوئی ہے۔ آہ وزاری میں رات تمام ہوئی۔

جوں ہی روشندان سے روشنی آئی معلوم ہوا کہ صبح ہو گئی۔ اوٹھ بیٹھا اور ادھر ادھر نکل بھاگنے کا راستہ ڈھونڈھنے لگا۔ رہائی کے خیال کے سوا اور مجھکو کچھ کام نہ تھا۔ [illegible]

بڑی فکر کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ ایسے مکانوں میں اکثر پوشیدہ راستے ہوتے ہیں شاید میری
خوش قسمتی سے اس میں بھی کوئی راستہ ہو۔ بہت تلاش کیا لیکن اس قسم کا کوئی راستہ
نہ ملا۔ ناچار دیواروں کو غور کی نگاہ سے دیکھنا شروع کیا۔ پچھم کی دیوار پر نگاہ جا پڑی
دیکھتا ہوں کہ وہاں کچھ لکھا ہوا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے لکھکر کاٹ دیا ہے
بڑے غور کے بعد میں نے پڑھا کہ "ششی ولا" لکھا ہوا ہے۔ خیال ہوا کہ ایسے تاریک
اور بھیانک مقام پر عورت کا نام کس نے لکھا۔ شاید یہی جگہہ قتل گاہ کا کام دیتی ہے اور یہ
لوگ جسکو قتل کرتے ہیں اوس کا نام لکھ دیتے ہیں۔ غالباً "ششی ولا" نامی کوئی عورت
یہاں قتل کی گئی ہے۔ یہہ بھی ممکن ہے کہ اوسی مرنے والی عورت نے اوروں کے آگاہ
کرنے کے واسطے اپنا نام دیوار پر لکھدیا۔ ضرور ہے کہ یہہ عورت باعصمت ہوگی۔ اس وجہ
سے ان بدمعاشوں نے قید کیا اور پھر قتل کر ڈالا۔ میں اپنی اسی اودھیڑبن میں تھا
کہ ایکایک بڑے زور سے دروازہ کھلا اور جو شخص ہر روز میرے واسطے کھانا لاتا تھا
آج خلاف دستور وہ کھانا نہیں لایا بلکہ ایک نہایت حسین خوشرو لڑکا بڑی ستھری
اور نفیس پوشاک پہنے ہوئے کھانے کی تھالی لیکر آیا۔ اوس کی دلفریب حسن نے مجکو
ہمہ تن محو دیدار بنادیا۔ حسن یوسف کی جیتی جاگتی تصویر آنکھوں کے سامنے آگئی جو کانوں
سے سنا کرتا تھا وہ آنکھوں نے دکھادیا۔ لڑکا بہت کم سن تیرہ چودہ برس کا ہوگا۔
مجھے حیرت ہوئی کہ ایسی ناپاک جگہ میں یہہ حسین لڑکا کہاں سے آیا۔ شاید یہی میری
رہائی کا سبب ہو۔ میں نے نہایت خوشامد سے کہا "بھائی تم کون ہو؟ میری حالت
پر رحم کرو اور مجھے بچاؤ۔ کیونکہ گرفتاران رنج والم کی امداد باعث ثواب ہے۔ میں عمر
بھر تمھارا بندۂ بیدام رہوں گا تا زیست احسان نہ بھولوں گا۔ لڑکے نے خاموش رہنے
کے لئے اشارہ کیا۔ اوسی وقت باہر کسی کے پاؤں کی آہٹ سنائی دی۔ ایک آدمی
اندر آیا۔ یہہ وہی دیوسیرت آدمی تھا جسکے اور میرے باپ کے درمیان لین دین کی گفتگو
ہوئی تھی۔ اوس کو دیکھتے ہی ہوش بجا نہ رہے۔ موت کا یقین ہوگیا۔ آنیوالا شخص

نہایت ترشروئی سے میری طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا "تو ان کے ساتھ کیا تدبیر بتارہا ہے"۔ (لڑکے سے مخاطب ہو کر) آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں"؟

لڑکا (نہایت بیباکی سے) میں یوں ہی چلا آیا۔ رام سنگھ دیکھو یہ شخص روتا ہے اسکے رونے پر رحم آتا ہے۔

وہی آدمی (مجھ سے مخاطب ہو کر) جلد کھانا کھالے۔ ہم کب تک تیرے پاس اپنا وقت ضایع کریں۔

پھر وہ آدمی اور لڑکا دروازہ بند کرتے ہوئے چلے گئے۔ اوس اندھیرے قیدخانہ میں میں تنہا رہگیا۔ سامنے کھانا رکھا ہوا تھا لیکن خواہش مطلق نہ تھی۔ اپنے دل میں لڑکے کی شیریں گفتاری اور لاثانی خوبصورتی پر غور کر رہا تھا کہ روشندان سے کوئی چیز آکر میرے سامنے گری۔ میں دیوار کی طرف ہٹ کر بیٹھ گیا اور گرنے والی چیز کو غور سے دیکھنے لگا۔ یہ ایک بڑی آہنی کنجی تھی اور غالباً تین انچ لمبی۔ اس کے بعد روشندان سے ایک سر خون سے تر اور ایک تلوار میرے سامنے آکر گری۔ میں نے تعجب اور خوف کے ساتھ شناخت کی یہ سر اوسی آدمی کا ہے جو تھوڑی دیر پہلے مجکو دھمکا رہا تھا۔ خوف کی کوئی انتہا نہ تھی۔ پھر دیکھا کہ ایک کاغذ اوسی روشندان سے میرے سامنے گرا جسکو کھول کر میں نے پڑھا اور حسب ذیل مضمون پایا:۔

" اگر جان بچانی ہو تو ذیل کی ہدایتوں پر فوراً عمل کرو۔ ہوش میں آکر عقل سے کام لو۔ شمال کی جانب دیوار پر جہاں کچھ لکھا ہوا ہے اوس تحریر کے بیچ میں ایک سوراخ ہے جو چونہ سے بند ہے۔ چھیلنے سے کنجی جانے کے لایق سوراخ پیدا ہو جاویگا۔ کنجی کو سوراخ میں ڈالکر گھمانے سے آدمی کے گذرنے کے قابل راستہ نمودار ہوگا تمکو چاہیے کہ سر کو کواڑوں کی چول میں رکھدو اور تلوار لے کر ہوشیاری سے اس نئے راستے سے جو دیوار میں پیدا ہوگا نکل بھاگو راستے میں تمکو بہت سے قیدخانے ملینگے ڈر نا مت کیونکہ وہ سب خالی ہیں۔ سب سے آخر میں تمکو دروازے پر ایک آدمی پہرہ

دبتا ہوا نظر آئے گا۔ نہایت ہوشیاری اور تیز دستی سے اوس کا سر اپنی تلوار سے کاٹ
ڈالنا اور اوس کی وردی اوتار کر خود پہن لینا۔ جہاں یہہ شخص پہرا دیتا ہوا تم کو
ملیگا وہاں ایک بڑا سا پتھر رکھا ہوا ہے اوس پتھر کو ہٹاؤ گے تو ایک راستہ ملیگا۔
بخوف اوس کو جلدی سے طے کرنا۔ آخر کار جب تم صدر پھاٹک پر پہونچو گے تو ایک آدمی
تمھارے پہننے کے لئے کپڑے لئے ہوئے وہاں کھڑا ہوگا۔ تلوار اور اوس سپاہی کی
وردی جسے تم قتل کروگے اوس شخص کو دیدینا اور فوراً جنوب کی جانب روانہ ہونا لیکن
یہہ یاد رہے کہ بھول کر بھی اپنے باپ کے گھر مت جانا۔ نہیں پھر پکڑے جاؤ گے
اور اس سے زیادہ تکلیف اوٹھاؤ گے۔ رقعہ کو بعد ملاحظہ چاک کر ڈالنا۔ جلد نکلو دیر مت کرو"
اس رقعہ کو پڑھکر مجھے جسقدر خوشی ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔ پرمیشور کا شکر
ادا کیا۔ رقعہ کے لکھنے والے کو دعائیں دینے لگا۔ فوراً اوٹھا سر کو موافق ہدایت
کے کواڑوں کی چول میں رکھدیا۔ دیوار میں واقعی ایک سوراخ تھا جس میں کنجی ڈالکر
گھماتے ہی ایک آدمی کے نکلنے کے لائق راستہ پیدا ہوگیا۔ میں تلوار ہاتھ میں لیکر
اور نئے راستے سے گذر کر کئی کوٹھریاں طے کرتا ہوا اوسی دروازے پر پہونچا جہاں ایک
آدمی پہرا دے رہا تھا۔ خوش قسمتی سے اوس کا منہہ دروازے کی جانب نہ تھا قبل
اسکے کہ اوسے میرے پہونچنے کا علم ہو میں نے اوس کا سر قلم کردیا اور اوس کے کپڑے
خود پہن لئے۔ یہاں درحقیقت ایک پتھر رکھا ہوا تھا۔ پتھر کو ہٹایا راستہ نمودار ہوا
اوس راستے کو طے کرنے کے بعد میں صدر دروازے پر پہونچا اور ایک شخص کو اپنا منتظر
پایا۔ جسنے نہایت ادب سے سلام کیا اور کہا "جہاں تک ہوسکے جلد کپڑے پہن کر روانہ ہوجئے
نہیں تو دشمنوں کی جان کی خیر نہیں ہے"۔ میں نے اوس کے دیئے ہوئے کپڑے فوراً پہن لئے
تلوار و مقتول سپاہی کی وردی اوس کو دیدی۔ لیکن رقعہ اپنے پاس رہنے دیا۔ رخصت
ہوتے وقت اوس شخص سے دریافت کیا کہ جس کی مہربانی سے میری جان بچی ہے کیا آپ
اوس کا نام مجکو بتا سکتے ہیں؟

نامعلوم شخص۔ آپ کو نام جاننے کی ضرورت نہیں ہے۔ فوراً یہاں سے تشریف لیجائیے چاروں طرف جاسوس پھر رہے ہیں۔ اگر کسی نے آپ کو یہاں دیکھ لیا تو سینکڑوں آدمیوں کی جانیں مفت جائیں گی۔

میں نے اور کوئی سوال نہ کیا اور اپنا راستہ لیا۔

چوتھا باب

کیا گذرتی ہے مجھ آوارہ وطن پر دیکھوں
راہ پُرخوف ہے گھر دور ہے دن آخر ہے

میں بغیر کسی طرف دیکھے ہوئے سرپٹ بھاگا جاتا تھا جس سڑک پر جا رہا تھا اوس کے دونوں طرف گنجان درخت لگے ہوئے تھے۔ ایک گھنٹہ تک اسی طرح دوڑنے کے بعد ایک بڑے برگد کے درخت کے نیچے سانس لینے کے لئے ٹھہر گیا۔ ازبسکہ تھک گیا تھا اور پاؤں من من بھر کے ہو رہے تھے چلنے سے جواب دینے لگے۔ کھڑا نہ رہ سکا بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد کچھ دور فاصلہ سے یہ آواز آئی "ہمارے ہاتھ سے بچکر کہاں جاویگا" گو یہ الفاظ کچھ مُہمل سے تھے۔ لیکن چور کی داڑھی میں تنکا۔ میں صاف سمجھ گیا کہ یہ آواز ضرور مجھ سے متعلق ہے۔ فوراً درخت پر چڑھگیا اور پتوں سے اپنے آپ کو چھپا لیا۔ دیکھا کہ کئی آدمی میری جانب آ رہے ہیں اون میں سے میں سوا سے سردار کے کیکو نہ پہچان سکا۔ رفتہ رفتہ یہ سب آدمی اس درخت کے نیچے جسپر میں بیٹھا تھا آ کر جمع ہو گئے۔ میں مارے خوف کے کانپنے لگا اور سمجھ لیا کہ ان کا شکار میں ہی ہوں۔ اون میں یہ گفتگو ہونے لگی:-

سردار۔ اگر یہ بھید نہ ملا تو تم سب کی شامت آئیگی۔ حیرت ہے کہ اوس کو بھاگنے کا راستہ کس نے بتایا؟

سب ساتھی - ہم ابھی اوس کو تلاش کئے لیتے ہیں - کم بخت پانسو آدمیوں کی ہزار آنکھوں میں خاک جھونک کر کہاں جا سکتا ہے - یہیں کہیں چھپ گیا ہوگا -

ان کا سردار میرا خسر تھا - جو کچھ عرصہ پہلے مجھ سے بڑی محبت کے ساتھ باتیں کرتا تھا اسی قسم کی کچھ دیر تک ان میں باتیں ہوتی رہیں - پھر سب اوٹھکر ایک جانب کو چلدیئے - ان کو گئے ہوئے زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ کچھ دور فاصلہ سے گانے کی آواز آئی میں نے اوس طرف دیکھا تو وہی مہ وش لڑکا جو قیدخانہ میں میرا غمگسار رہتا تھا عجیب متوالی چال سے آہستہ آہستہ آرہا ہے - اوس کو دیکھکر میری جان میں جان آئی - اور درخت پر بیٹھا ہوا دل ہی اپنی آنیوالی مصیبتوں کے متعلق سوال کرنے لگا - آخرکار اٹکھیلیاں کرتا ہوا میرا محسن لڑکا درخت کے نیچے پہونچا - اوس وقت رات ہوگئی تھی - مگر چودھویں رات کے چاند اور اوس لڑکے کی روشنی حسن نے جنگل کو منگل بنا دیا تھا عجیب رونق معلوم ہوتی تھی لڑکے کے آنے سے میں اپنی تمام تکلیفیں بھول گیا - نہ معلوم کیوں اسے دیکھکر دل میں فرحت طبیعت میں ہمت اور جرأت پیدا ہوگئی - جب لڑکے کی نگاہ مجھ پر پڑی تو کہنے لگا :-

لڑکا - میں نے تمھیں پہچان لیا اب بچکر کہاں جا سکتے ہو - تم دو خون کرکے جیلخانہ سے بھاگے ہو اور اب ہم لوگوں کے ڈر سے یہاں درخت پر چھپے بیٹھے ہو - تمھیں میں اپنے سردار کے پاس لیجاؤں گا بڑا انعام پاؤں گا -

میں - آپ کی باتوں سے بوئے محبت آتی ہے - غالباً آپ ہی میرے رہاکنندہ اور نجات دہندہ ہیں آپ کی مہربانیوں کے عوض میں صرف نقد جان نذر کر سکتا ہوں کیونکہ سوائے اسکے میرے پاس کچھ نہیں ہے -

لڑکا - کیا خوب! جواب بہت ہی چست اور درست ہے اوتر آئیے خوف نہ کیجئے - آج تم خوب ہی بچے -

میں (درخت ہی پر سے) معاف کیجئے - مجھے درخت پر سے اوترتے ہوئے خوف معلوم ہے کیونکہ آخر کو تم بھی اونھیں میں سے ایک شخص ہو -

لڑکا - تمھارا یہ خیال صحیح ہے - مگر گرفتاری کے واسطے درخت کے اوپر نیچے دونوں حالتیں قریب قریب یکساں ہیں - جب دشمن سے سامنا ہی ہوگیا تو بچنے کی کیا امید ہو سکتی ہے -

ڈرومت - میں تمھاری امداد کروں گا -

میں بغیر کچھ جواب دیئے درخت سے اوترآیا - جھک کر سلام کیا -

لڑکا - تم سر پر آیا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ تم نے دن بھر کچھ نہیں کھایا ہے - بہت نڈھال ہورہے ہو - اب تھوڑا بہت کھالو -

کھانے کا نام سُنکر اپنی سُسرال اور وہ کھانا جسکو کھاتے ہی بیہوش ہوگیا تھا یاد آیا - میں نے اوس لڑکے سے کہا :-

میں - کھانے کی ضرورت نہیں ہے - تمھاری میٹھی باتوں ہی سے میرا پیٹ بھر گیا - میں تمام عمر ممنون و مشکور رہوں گا - اگر تم میری جان بچالوگے -

لڑکا - دیکھو تم میرے قیدی ہو - جو میں حکم دوں گا اوس کی تعمیل کرنا ہوگی - تمھارا جینا اور مرنا میرے ہاتھوں میں ہے - تقریر کی ضرورت نہیں ہے - جیسا میں کہتا ہوں ویسا ہی کرو اپنی رائے کو دخل مدو -

میں - بہت اچھا تعمیل ارشاد کے لئے حاضر ہوں -

میرا یہ جواب سُنکر اوس نے قریب کی جھاڑی سے دو تین پوٹلیاں نکالیں اور ایک لوٹہ پانی سے بھرا ہوا سامنے رکھکر کہا -

لڑکا - اس پانی سے ہاتھ مُنہہ دھوڈالو اور باقی اپنے پینے کے واسطے رہنے دو - دیر نہ کرو اور نہ کسی بات کا سبب دریافت کرو -

مُطابق حکم کے میں نے ہاتھ مُنہہ دھوڈالے - لڑکے نے پوٹلی کھول کر تھوڑی سی پوریاں نکالیں اور مجھ سے کہا دو چار جو کچھ کھائی جاویں فوراً کھالو -

میں اپنے دل میں غور کرنے لگا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ برہمن کا لڑکا ہو کر اس ناپاک کے ہاتھ کا دیا ہوا کھانا کھاؤں -

میں (لڑکے سے مخاطب ہوکر) میں تمھارا نام نہیں جانتا اور نہ تمھاری ذات سے واقف ہوں۔ تمھارے ہاتھ کا چھوا ہوا کھانا کیونکر کھا سکتا ہوں؟۔ راستہ بتا دو اور کھانے سے معاف ہی رکھو۔

لڑکا (غصہ سے) میری نصیحت پر عمل نہیں کرتے اور برابر ہر بات پر اعتراض کئے جاتے ہو۔ تم قیدی ہو اور قیدی کو مذہب سے کیا سروکار؟۔ جیسا میں حکم دوں اوسپر کاربند ہو۔ یہ تمھاری سسرال نہیں ہے۔

باوجود ان مصائب کے مجھے ہنسی آگئی اور بولا۔

میں۔ بھائی میری سسرال تو قیدخانہ پر بھی شرف رکھتی ہے۔ بہرحال تابعدار ہوں جو حکم دوگے اوس کی تعمیل کروں گا۔ میں تمھارے احسانوں سے اسقدر زیربار ہوگیا ہوں کہ چون وچرا نہیں کرسکتا۔

آخرکار اوس کی مرضی کے مطابق میں نے درخت کے نیچے بیٹھکر کھانا کھایا پانی پیا۔ کچھ طبیعت بشاش ہوئی۔ کیونکہ دن بھر کا بھوکا پیاسا تھا۔ اس کے بعد لڑکے نے ایک دوسری پوٹلی کھولی۔ اوس میں زنانی پوشاک تھی۔ میرے سامنے رکھکر اور ہنسکر یوں کہنے لگا

لڑکا۔ اب تم کو عورت بننا ہوگا۔ اپنی دھوتی کو خوب کسکر اونچی باندھکر اوسپر ساڑھی عورتوں کی طرح پہن لو۔

میں نے ساڑھی زنانی وضع پر باندھنے کی بہت کوشش کی لیکن ناکامیاب رہا

لڑکا (قہقہہ مارکر) بالکل صاحبزادے ہی رہے۔ کیا تم نے کسی عورت کو ساڑھی باندھتے ہوئے بھی نہیں دیکھا۔ خیر لاؤ میں ساڑھی باندھ دوں۔

میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے خوف سے نہیں بلکہ جوش سے۔ ایک عجیب عالم میں تھا۔ تن بدن کا ہوش نہ تھا۔ چپ چاپ کھڑا رہا اور لڑکے نے ساڑھی باندھ دی۔ پھر عورتوں کی مصنوعی چوٹی میرے سر پر رکھی اور تمام جسم کو زیور سے آراستہ کرکے اچھی خاصی عورت بنا دیا۔ ہنوز میرے مونچھیں اور داڑھی نہیں نکلی تھی۔ وہاں آئینہ نہ تھا

ورنہ ناظرین کو اوس وقت کی تصویر کھینچکر دکھاتا۔

لڑکا (مجکو سر سے پاؤں تک دیکھکر) میرا کام ختم ہوا اب جو کچھ کہتا ہوں اُسکو غور سے سُنو اور یاد رکھو دوبارہ سمجھانے کا موقعہ نہیں ملیگا۔ تم سیدھے پچھم کیطرف روانہ ہو رات کے خاتمہ پر جو جنگل ملے اوس میں بیخوف چلے جانا۔ اُس جنگل میں تمکو ایک بڑی نہر ملیگی جس سے کچھ دور فاصلے پر ایک عظیم الشان پھاٹک ہوگا۔ وہاں منگلا نامی ایک بڑھیا رہتی ہے اوسے نانی کہکر پکارنا۔ وہ بڑھیا ہمارے سردار کی ماں ہے اور بہت چالاک ہے جب بڑھیا تمھارا نام دریافت کرے تو بن لتا بتانا اور کہنا کہ میں نرولتا کی چھوٹی بہن ہوں۔ میں تمکو ایک قید سے رہا کرکے دوسری میں ڈالتا ہوں۔ لیکن کیا کروں مجبور ہوں۔ سوا اسکے رہائی کی اور کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ چاروں طرف ڈاکو ہیں اور مخلصی کا صرف اک یہی راستہ ہے۔ اگر جان عزیز ہے تو مجھپر بھروسہ کرکے میری باتوں پر عمل کرنا۔ مالک تمھاری مشکل آسان کریگا۔ آج کا پاس ورڈ) پر دل راما ہے۔

اس گفتگو کے ختم ہونے کے بعد لڑکا نہایت تیزی سے ایک جانب جھاڑیوں میں غایب ہوگیا۔ میں حیرت میں ڈوبا ہوا چاروں طرف دیکھتا رہگیا اور بیساختہ میری زبان سے یہ نکلا ع رفتی و مرا خبر نکردی۔ یکبیم نظر نکردی۔

پانچواں باب

دام سے چھوٹے تو قفس میں رہے
جب رہے صیاد کے بس میں رہے

اوس مہ وش لڑکے کے چلے جانے کے بعد میں کچھ دیر درخت کے نیچے سکتے کے سے عالم میں کھڑا رہا۔ اور مختلف خیالات دل میں پیدا ہوگئے۔ سبسے پہلے جو چیز دریا

حیرت میں ڈالے ہوئے تھی وہ لڑکے کا لاثانی حُسن تھا۔ میں نے اپنی گذشتہ زندگی
اور سسرال کے واقعات یاد کیے جس بات کو سوچتا تعجب ہی پیدا ہوتا تھا۔ دفعتًہ
یہہ خیال آیا کہ میں اب بن لتا ہوں اور مجکو اپنے مہربان پری جمال لڑکے کے حکموں
کی تعمیل کرنی چاہیئے۔ یہہ سوچکر اپنا راستہ لیا۔ کچھ دور چلا ہوں گا کہ گھنگھور گھٹائیں
چھا گئیں۔ چمکتا ہوا چاند کالے بادلوں میں چھپ گیا۔ زمین و آسمان تیرہ و تار ہوگیا
لیکن میں برابر آگے بڑھتا ہی گیا۔ آخرکار رہر کو طے کرتا ہوا اک بڑے پھاٹک پر پہونچا
جو اندر سے بند تھا۔ آواز دی۔ لیکن جواب نہ ملا۔ پھر بڑے زور سے میں نے نانی
نانی کہکر پکارا۔ جواب میں آواز آئی "کون ہے"؟

میں ۔ آپ کی نواسی ہوں راستہ بھول گئی تھی اسوجہہ سے نا وقت ہوگیا۔ دروازہ
کھولیئے!۔

جواب ۔ چل دور ہو۔ نہیں تو آج کا پرول بتا۔

میں ۔ آجکا پرول راما ہے۔

فوراً دروازہ کھول دیا گیا۔ اور دروازہ کھولنے والی بڑھیا نے مجھے اپنے ساتھ
چلنے کے لئے اشارہ کیا۔ اس بڑھیا کی ڈراونی صورت دیکھکر بہت ہی خوف معلوم
ہوا۔ لیکن اور چارہ ہی کیا تھا۔ مجبوراً اوس کے ساتھ ہولیا۔ کئی دالان اور
صحن طے کرتا ہوا زینے میں ہوکر بالاخانہ پر پہونچا۔ وہاں روشنی کافی تھی اور کمرے کی
سب چیزیں صاف معلوم ہوتی تھیں۔

بڑھیا ۔ (مسکراتی ہوئی) بن لتا تو بانے پہنے ہوئے ہے۔ آنکھوں خاک اب
تو سیانی ہوگئی۔ اس وقت کہاں سے آتی ہے؟

میں (بلا سوچے سمجھے) سنا تھا کہ آپ کی طبیعت علیل ہے۔ جی جی خود آنا چاہتی
تھیں۔ معلوم نہیں کیوں مجھے بھیجا اور کہا چاہیت دن ہوگئے نانی کو دیکھ آ۔ آتے
آتے راستہ بھول گئی اسوجہ سے رات ہوگئی۔ میں بہت تھک گئی ہوں اور سونا چاہتی ہوں

بڑھیا - بیٹی ہر قسم کی عادت رکھنی چاہیے - کیا اتنی ہی دور چلنے میں تھک گئی مگر ہاں تو کبھی گھر سے باہر نہیں نکلی ہے بیشک تھک گئی ہوگی - اچھا آ میرے پیچھے پیچھے چلی آ -

میں سایہ کی طرح بڑھیا کے ساتھ ہو لیا - دو تین کمروں میں گذرنے کے بعد وہ مجھے ایک مختصر سی کوٹھری میں لیگئی - جہاں پلنگ پر صاف ستھرا بستر بچھا ہوا تھا - چھوٹی سی چوکی بھی پلنگ کے پاس رکھی ہوئی تھی - یہاں پہونچکر بڑھیا نے کہا :-

بڑھیا - جا اوس چوکی پر بیٹھکر اپنا زیور اتار ڈال اور بستر کے نیچے رکھدے - گرمی اسقدر ہے کہ کپڑا ہی جسم پر وبال ہے زیور سے تیرا دم گھبراتا ہوگا - میں ابھی تیرے لئے کھانا لیکر آتی ہوں -

میں - کچھ ناشتہ کرکے چلی تھی اچھی طرح سے بھوک نہیں ہے -

بڑھیا - بچی تھوڑا سا کھالے - خالی پیٹ پہاڑ سی رات کیونکر کٹیگی ؟ - میں نے اپنے واسطے خستہ کچوریاں پکائی تھیں - طبیعت کے خراب ہوجانیکی وجہ سے نہ کھا سکی - تو اگر کھالیگی تو میری محنت وصول ہو جائیگی -

میں نے جواب میں اچھا کہا اور پلنگ پر لیٹ گیا - بڑھیا باہر چلی گئی - پلنگ پر پڑے پڑے عالم مثال سے عالم خیال میں پہونچا اور دل سے سوال کرنے لگا اب کیا ہوگا یہاں کب تک رہونگا - اگر بڑھیا پر میرا راز کھلگیا تو کیا نتیجہ ہوگا ؟ - بڑھیا کی حرکات سے ظاہر ہونے لگا تھا کہ وہ مجھے شک کی نگاہ سے دیکھتی ہے - اسلئے میں نے پختہ ارادہ کرلیا تھا کہ اس چڑیل کی دی ہوئی کوئی چیز نہ کھاؤں گا - اسی طرح کے خیالوں میں بہت دیر تک مصروف رہا - لیکن بڑھیا واپس نہ آئی - میں پلنگ پر سے اوٹھکر دبے پاؤں اوس کمرے میں پہونچا جہاں پہلے آیا تھا - لیکن ہر جگہ خاموشی چھائی ہوئی تھی - اور میں نے کسی متنفس کو نہیں دیکھا - کسقدر نڈر ہوکر زینہ سے نیچے اوترا تو یکایک ایک تیز روشنی مجھپر پڑی - مجھے یقین ہوا کہ ضرور کسی شخص نے دیکھ لیا - اوسوقت خوف سے مجھے

جو حالت تھی اوس کا اظہار احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ تیزی کیسا تھ لوٹا اور اپنی کوٹھڑی میں جاکر بستر پر لیٹ رہا۔ زنجیر بند کرلی۔ دل خوف سے کانپنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد کوٹھڑی کے باہر آدمیوں کے پیر کی آہٹ معلوم ہوئی اور ایسا معلوم ہوا کہ بہت سے آدمی مکان کے اندر گھس آئے ہیں۔ پھر یہ آواز آئی: "کمبخت سچ بتا اس پری جمال لڑکی کو تونے یہاں کسکے لئے پھانس رکھا ہے"۔

بڑھیا۔ ارے یہ کیا بکتے ہو۔ ہوش میں آؤ۔ اپنا منھ سنبھالو۔ یہ تو روپ لتا کی چھوٹی بہن لتا ہے جو مجھ سے ملنے کے لئے یہاں آئی ہے۔ میں اسی کے واسطے کھانا لئے جاتی ہوں۔

وہی شخص۔ اچھا دیکھیں کون ہے۔ ورنہ پھر تیری خیر نہیں ہے۔

میں نے پلنگ سے اتر کر زنجیر تھام لی۔ یاس کی کوئی انتہا نہ رہی۔ پھر معلوم ہوا کہ کوئی صدر پھاٹک پر کھڑا ہوا چلا رہا ہے۔

ڈاکو۔ (آواز کی طرف متوجہ ہوکر) تو کون ہے اور اس وقت یہاں کیوں آئی؟

آواز۔ بڑے ماموں آپ مجکو نہیں پہچانتے۔ میں اپنی نانی سے ملنے آئی ہوں راستہ بھول گئی تھی اس وجہ سے رات ہوگئی۔

اتنے میں بڑھیا کی ایک چیخ سنائی دی اور سب لوگ "کیا ہے۔ کیا ہے" کہتے ہوئے زینے سے نیچے اتر گئے۔ میں نے شکر ادا کیا۔ سوچا کہ بڑی آفت سے چھٹکارا ہوا اگر تھوڑی دیر اور ہوجاتی تو پکڑا جاتا۔ جو آوازیں باہر سے آرہی تھیں ان سے مجھے یہ معلوم ہوگیا کہ اصلی بن لتا آگئی ہے۔ بن لتا کا آنا اور بڑھیا کا واویلا کرنا ایک ہی وقت ہوا تھا۔ کچھ دیر بعد خاموشی ہوجانے پر دریافت حال کا خیال پیدا ہوا۔ دروازہ کھولنا چاہا تو باہر سے بند پایا۔ مجکو یقین کامل ہوگیا کہ میں پھر قید کردیا گیا۔ کبھی کبھی یہ خیال کرتا شاید وہ لڑکی یہاں بھی پہونچگیا ہو ہمت دلاتا تھا۔ اسی کشمکش و پیچ میں تھا کہ نیند آگئی اور سوگیا۔

چھٹا باب

لالہ و گُل ہوں خس و خار ہوں یارب کیا ہوں
ڈوبتا ہوں تو ڈبوتا نہیں قلزم مجھکو

یکبارگی کوٹھڑی کا دروازہ کھل گیا اور میں چونک اوٹھا - لیمپ گل ہوگیا تھا - کوئی شخص آہستہ آہستہ آکر میرے پلنگ پر بیٹھ گیا - جگانا شروع کیا - میں بیدار ہوگیا تھا لیکن خوف کے مارے چپ تھا - کبھی سوچتا تھا کہ یہ کوئی جن یا بھوت ہے اور پھر یہ خیال ہوتا تھا کہ خواب دیکھ رہا ہوں - غرض عقل چکرا گئی - کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا - دیر کے بعد ہمت کر کے میں نے دریافت کیا "تم کون ہو؟" لیکن جواب ندارد - جب کئی بار سوال کیا - اور کچھ جواب نہ ملا تو مجبوراً خاموش ہوگیا - سوای سانس کی آواز کے اور کچھ سنائی نہیں دیتا تھا پھر یہ معلوم ہوا کہ کسی شخص نے میرا ہاتھ پکڑ کر اوٹھنے کا اشارہ کیا - مرتا کیا نہ کرتا - میں اُٹھ بیٹھا - باہر چلنے کا اشارہ ہوا اور میں کوٹھڑی کے باہر آیا - تاریکی کے سوا کوئی شے نظر نہ آتی تھی - کوئی شخص میرا ہاتھ پکڑے ہوئے اپنے ساتھ لیے جاتا تھا - کئی کمرے اور دالان طے کرکے صحن میں ہوتا ہوا دروازے سے گذر کر میں ایک جنگل میں پہونچا - کچھ دیر چلنے کے بعد ایک چھوٹی سی ندی پر پہونچکر اوس شخص نے جو ابتک میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا سیٹی بجائی - اوس کا جواب بھی کسی نے سیٹی ہی میں دیا - کچھ دیر خاموشی رہی - جسکو کبھی کبھی میں نے مختلف سوال کرکے توڑنا چاہا - مگر کسی سوال کا جواب نہ ملا - حیران اور ششدر تھا کہ آخر یہ ماجرا کیا ہے - یکایک ندی میں چھوٹی سی کشتی آتی ہوئی معلوم ہوئی - جسکو ایک ملاح آہستہ آہستہ کھیتا ہوا میری طرف لا رہا تھا - میں دیوانہ وار کشتی کی طرف دیکھنے لگا - پھر کر جو دیکھتا ہوں تو وہ شخص غائب ہے - نہ معلوم کہاں چلا گیا - جب ملاح نے کشتی میرے پاس آکر روک دی تو میں اس خیال سے کہ کشتی میرے ہی واسطے آئی ہے فوراً

اوس میں بیٹھ گیا - ملاح نے میرے بیٹھتے ہی پھرتی سنبھالی اور کھینا شروع کیا میں نے ملاح سے بہت سے سوال کیئے لیکن کچھ جواب نہ ملا - حیران تھا کہ یہ قصہ کیا ہے شہر خموشاں کیوں ہوگیا - مجھے ان گونگے اور بہرے آدمیوں سے کیوں پالا پڑا ہے مصیبت سے رہائی پا رہا ہوں یا پھر مصیبت میں مبتلا ہو رہا ہوں - یہ عالم خواب ہے یا بیداری غفلت ہے یا ہشیاری ؟ - اندازاً ایک گھنٹہ سفر کرنے کے بعد موسلا دھار مینہ برسنے لگا بادل کی گرج - بجلی کی چمک اور پانی کے شور سے قیامت کا نمونہ پیش نظر ہوگیا - کشتی پانی سے بھر کر چکر کھانے لگی اور ایک جانب کو تیر کی طرح سیدھی چلی - یہاں تک تو مجھے ہوش تھا آگے جو کچھ ہوا اوس کا علم نہیں - حواس برجا ہوتے تو جانتا - غش پر غش آ رہا تھا -

نہ معلوم کتنی دیر کے بعد مجھے ہوش ہوا - آنکھیں کھلیں دیکھا تو کچھ فاصلے پر آگ روشن ہے اور میرا جسم سینکا جا رہا ہے - سر کے نیچے مٹی کا ڈھیر ہے - بدن بالکل برہنہ ہے مگر ایک صاف ستھری چادر تمام جسم پر پڑی ہوئی ہے - زیور کا نام و نشان تک نہیں رہا - میرے پاس ایک ضعیف العمر مگر رعب دار ذیشان شخص بیٹھا ہوا ہے - میں نے اوٹھنے کی کوشش کی لیکن ضعف نے ہمت ہار دی اوٹھنے نہ پایا - ناچار لیٹا ہی رہا - اوس پیر مرد نے گرم دودھ مجھے پلایا - کچھ عرصے میں قوت معلوم ہونے لگی اوس شخص نے اوٹھایا اور ایک درخت کے سہارے سے بٹھا کر کہا "پرمیشر کی دیا ہوئی کہ اب تم اچھے ہو گئے - جان بچ گئی تم ابھی لڑکے ہو - معلوم نہیں اس حالت کو کیونکر پہونچے - ڈاکوؤں کے جنگل میں تمہارا کیونکر گذر ہوا - تم کون ہو؟ - اُمید ہے کہ ان باتوں کے بتلانے میں تمھیں کوئی عذر نہ ہوگا"

اس شخص کی تقریر نے دل پر بڑا اثر کیا اور اوس کی خواہش کے مطابق شروع سے آخر تک اپنی رام کہانی کہہ سنائی اور اس داستان پُر درد کے خاتمہ پر میرا دل بھر آیا زار زار رونے لگا -

وہی بزرگ (تسکین دیکر) اتفاقاً آج میں پالکی پر سوار ہو کر سورج نکلنے سے قبل اوس طرف سے گذرا - مینہ اور آندھی کی زیادتی سے درخت کے سایہ میں پناہ لینی پڑی - کہار اپنے واسطے جلانے میں تلاش کر رہے تھے - اُن میں سے ایک شخص نے آکر مجھ سے کہا کہ ندی

کے کنارے پر ایک لاش برہنہ پڑی ہے۔ حسن اتفاق سے پانی کا زور بھی کم ہو گیا تھا
میں فوراً اوس کے ساتھ ہو لیا۔ کنارے پر جا کر دیکھا کہ واقعی ایک لاش پڑی ہے
جسکا نصف جسم پانی کے اندر ہے اور نصف باہر ہے۔ قریب جا کر نہایت غور سے دیکھا
تو معلوم ہوا کہ نفسے چند کا مہمان ہے۔ سانس کی خفیف آمد و شد باقی ہے۔ بدن بھی
گرم ہے۔ پانی کے جانے سے پیٹ پھول گیا ہے فوراً پیٹ سے پانی نکالنے کی کوشش
کی گئی جو ایک حد تک نتیجہ خیز ہوئی۔ پھر آگ جلا کر سینکنا شروع کیا۔ رفتہ رفتہ نبض اور دل
کی حرارت اصلی حالت پر آ گئی۔ پاس کے گاؤں سے دودھ منگا کر پلا گیا۔ طاقت آتی
شروع ہوئی۔ شکر ہے کہ اب تم بالکل اچھے ہو گئے۔ تمہارے جسم پر کوئی چیز نہیں تھی۔ زیور
وغیرہ غالباً ملاح نے اوتار لیا ہوگا۔

میں۔ میرے پاس شکریہ ادا کرنے کے لیے کافی الفاظ نہیں ہیں۔ اس سے زیادہ کسی پر
اور کیا احسان ہو سکتا ہے آپنے میری جان بچائی!!۔ عمر بھر میں آپ کا درم ناخریدہ
بنا رہوں گا۔ گو میرے حق میں موت ایک حد تک بہتر ہوتی کیونکہ تمام تکلیفوں سے رہائی
پاتا۔ مگر اب چونکہ آپنے مجھ پر رحم کر کے جان بچائی ہے تو پوری مسیحائی کیجیے۔ میں خانماں
برباد اب کہاں جا سکتا ہوں؟

وہی شخص۔ پیارے اب زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں تم میرے گھر چلو اور اوسکو اپنا گھر
سمجھو تمھیں مثل اپنی اولاد کے پالوں گا۔ تم سے دلی ارمان نکالوں گا۔

ساتواں باب

پھول ہیں وہ ملیٹا ہیں منقار میں
تنکے جو چنتی پھریں گلزار میں

دلگرام ایک چھوٹی مگر خوشنما اور بارونق بستی کلکتہ سے پچاس کوس کے ...

ہے۔ اس میں یوں تو اکثر عمارتیں پختہ ہیں مگر ایک بڑی رفیع الشان گڑھی ہے جو اپنی خوبی میں اور عمارتوں سے کہیں بڑھ چڑھکر ہے۔ اوس کی رفعت صاف بتا رہی ہے کہ اس کا مالک بہت بڑا امیر کبیر ہے۔ انھیں عمارتوں کے سلسلے میں ایک مندر بھی ہے جو غیر معمولی ہونے کے سبب سے قرب و جوار میں مشہور ہے۔ یہ لوگ انھیں "دیو نراین" بابو کے مکانات ہیں جو میری جان بچا کر مجکو اپنے گھر لائے ہیں"۔ دیو نراین بابو کی آمدنی سالانہ زمینداری کی ایک لاکھ روپیہ تھی اسکے علاوہ سود وغیرہ کی کثیر رقمیں آتی تھیں۔ خوبی انتظام اون پر ختم ہو گئی تھی۔ سنتے کہ گھر میں کوئی ایسی چیز نہ تھی جو درج رجسٹر نہ ہو اور جس کی مرمت وغیرہ کے متعلق دیو نراین بابو کو باضابطہ اطلاع نہ کی جائے اون کے ملازم تو بہت ہیں لیکن جو کسیقدر اوروں سے امتیاز رکھتے ہیں وہ رام چرن بھٹاچارجی گماشتہ اور رامداس مکرجی خزانچی اور ہر سکھ رکے دربان ہیں۔ ان کے علاوہ ایک برہمن اور رہر ہمتی بھی ہیں جن کے سپرد پوجا وغیرہ کا کام ہے۔ دیو نراین بابو کی عمر تخمیناً پچپن ۵۵ سال کی ہوگی۔ اور تھوڑا زمانہ گذرا ہے کہ ان کی تیسری شادی سترہ برس کی حسین لڑکی سے ہوئی تھی۔ پہلی بی بی سے بتیس ۳۲ برس کا ایک لڑکا نرمل کنوار ہے اس لڑکے کے سوا ان سے اور کوئی اولاد کسی بیوی سے نہیں ہوئی۔

ناظرین! آپ کو یاد ہوگا کہ جب مجکو ہوش ہوا تھا تو یہی دیو نراین بابو میرے پاس بیٹھے تھے جنہیں میں نے پیر برد یا ذیشان کے لقب سے تعبیر کیا تھا۔ یہ مجھے پالکی میں بٹھا کر پیشتر اپنے شام پور والے باغ میں لیگئے اور وہاں دو ہفتہ رکھکر علاج معالجہ سے چنگا کر کے دیوگرام لائے۔

یہاں میں دو مہینے سے رہتا ہوں کوئی فکر کسی قسم کی اور تکلیف نہیں ہے۔ نہایت عیش و آرام سے شب و روز بسر ہوتی ہے۔ میں اپنی گذشتہ تکلیفوں کو اب خواب سے بڑھکر نہیں سمجھتا۔ اور مثل نرمل کنوار کے رہتا ہوں نرمل کنوار کی جو پوشاک تیار ہوتی ہے وہی میرے لئے طیار کیجاتی ہے۔ کسی بات میں ذرا بھی فرق نہیں کیا جاتا

تھا۔ غرضکہ کھانا - پینا - سونا - ٹہلنا - اوٹھنا بیٹھنا میرا اور نرمل کا ساتھ ہوتا تھا۔ دیکھنے والے یہ خیال کیا کرتے تھے کہ نرمل بڑا اور میں چھوٹا بھائی ہوں۔ نرمل مجھ سے عمر میں دو برس بڑا تھا۔ مجموعی حالت میں بہہ نہایت خوبصورت اور شاندار تھا۔ قد لانبا۔ سینہ چوڑا۔ آہو چشم۔ سڈول بدن - رنگ سانولا تھا۔ بال انگریزی وضع کے تھے۔ یکجائی کی وجہ سے مجھ میں اور نرمل کنوار میں بے انتہا محبت ہو گئی تھی۔ نرمل کنوار میرے ساتھ ہمیشہ برادرانہ شفقت سے پیش آتے۔ میں اون کو بھائی جی کہتا اور اون کا ادب کرتا تھا۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد میں نرمل کنوار کی خواہش کے مطابق اون کو نرمل بھیا کہنے لگا۔ لوگ ہمکو رام لچھمن کی جوڑی کہتے تھے۔

دیو نرائن بابو کی مثل میں نے اپنی تمام عمر میں کوئی شخص عقلمند اور ہوشیار نہیں دیکھا۔ اُن کو کبھی فضول باتیں یا بیہودہ کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ چہرے پر ہمیشہ غور و فکر کے آثار نمودار رہتے تھے۔ کسی پر غصہ ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ مگر رعب بے انتہا تھا۔ سب کام صحیح طور پر اپنے اپنے سلسلہ اور قاعدہ سے ہوتے تھے۔ یہ جیسے عقلمند تھے ویسے ہی تندرست بھی تھے۔ باوجود اتنے آدمیوں کے خود ہی اپنا کام کرتے تھے۔ اون کے اعضا نہایت مضبوط اور قد لانبا تھا۔ رنگ گندم گوں۔ سر کے کچھ بال سفید ہو گئے تھے۔ داڑھی نہ رکھتے تھے۔ ہر موسم میں علی الصّباح اوٹھنا اور ٹہلنے کے لئے باہر جانا اُنکا معمول تھا۔ مجھے اور نرمل کو ہمیشہ اپنے ساتھ لیجاتے اور کسی طریق سے یہ نہیں ثابت ہونے دیتے تھے کہ نرمل بیٹا ہے اور میں غیر ہوں۔

کھانا البتہ دیو نرائن بابو علیحدہ کھاتے تھے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ زنانہ میں جاکر کھانا کھایا کرتے تھے۔ اور وہاں کوئی دوسرا شخص یہاں تک کہ نرمل کنوار بھی نہ جانے پاتے تھے۔ مجھے نرمل کے اندر نہ جانے سے کسیقدر تعجب ہوا۔ اور کئی بار نرمل بھیا سے اس کے متعلق دریافت بھی کیا۔ مگر کافی جواب نہ ملا۔

بابو جی (دیو نرائن بابو) ضروریات سے فارغ ہو کر دس بجے کچہری چلا کرتے تھے

جہاں زمینداری کے متعلق امور کا فیصلہ کیا کرتے تھے - کچہری ہمیشہ پیدل جایا کرتے تھے - علاوہ آٹھ اردلی کے جوانوں کے نشکر بھی چھپری لگا کر ساتھ جاتا تھا - جاتے وقت ہم سے کہہ جاتے " میں اب کچہری جاتا ہوں میرے پیچھے تمہیں اس گھر کے مالک ہو " دوپہر کو نرمل کنوار کے دوست احباب جمع ہو جاتے تھے اور ہنسی مذاق رہتا تھا - کبھی کبھی تاش - گنجفہ - چوسر - شطرنج کھیلکر دوپہر کاٹا کرتے تھے - شام کو پانچ بجے بابوجی کچہری سے واپس آکر ہم سے دن بھر کا حال دریافت کرکے اندر چلے جاتے تھے - اون کے اندر جانے کے بعد میں اور نرمل بھیا آدمی کو ہمراہ لیکر ہوا خوری کو چلے جاتے - رات کو ہال " (بڑا کمرہ) میں ہم دونوں کھانا کھا کر ایک ہی کمرہ میں سو رہتے - ہماری خدمت کے لئے دو آدمی مقرر تھے جو ہمیشہ ہمارے حکموں کی تعمیل نہایت مستعدی سے کرتے تھے رات کو دس بجے بابوجی کے حکم سے پھاٹک بند ہو جایا کرتا تھا - اور کوئی آدمی دس بجے کے بعد باہر نہیں جانے پاتا تھا -

مجکو بڑی کوشش کے بعد اپنی دہنی ماں (بابو دیو نرائن کی بیوی) کا کچھ مجمل سا حال اور نام و نشان معلوم ہوا -

یوں تو سب لوگ گھر کے معہ نرمل بھیا کے ان کو " رانی جی " کہتے تھے - مگر اون کا نام " شری متی جی کالی دیوی " ہے -

یہ ہر دیال نامی برہمن کی بیٹی ہیں جو قریب کے ایک گانوں میں رہتا تھا - اکلوتی اور بے انتہا خوبصورتی کی وجہ سے برہمن " جے کالی " کو بہت عزیز رکھتا تھا - اور ہمیشہ یہ دعا مانگا کرتا کہ یہ بیٹی کسی اچھے شخص کی بیوی بنے - دعا قبول ہوئی اور دیو نرائن بابو سے بیاہ کرکے " جے کالی " رانی جی ہو گئیں -

آٹھواں باب

ہیں وہ قلب مضطرب ہوں جسے کل ہے کل نہ آئے
وہ نہال بے ثمر ہوں جو پھلوں تو پھل نہ آئے

برسات کا موسم ہے لیکن کئی دن سے مطلع بالکل صاف ہے۔ بارش قطعی نہیں ہوئی سورج بڑی تیزی سے چمک رہا ہے۔ دوپہر کا کھانا کھا کر خلاف معمول اپنے کمرے میں تنہا بیٹھا ہوں۔ نرمل کنوار معلوم نہیں کہاں چلے گئے ہیں آج یہ پہلا موقع ہے کہ وہ اکیلے باہر گئے ہیں۔ میں اپنی تنہائی سے پریشان ہو کر دل بہلانے کے لئے کتاب دیکھنے لگا۔ لیکن دل نہ لگا۔ مجبور ہو کر پلنگ پر لیٹ رہا۔ آنکھ لگ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص نے مجھے جگا کر ایک لفافہ دیا اور یہ کہکر "لیجئے یہ آپ کا خط ہے" سلام کرتا ہوا باہر چلا گیا۔ مجھے اپنے نام کا خط ملنے سے حیرت ہوئی۔ کیونکہ مجھے دنیا میں کون خط بھیجنے والا ہے۔ آخر کار خط کھولا مضمون یہ تھا:۔

"میرے پیارے بھائی برجیندر تم سلامت اور پرمیشور کی دیا سے ہمیشہ خوش رہو۔ برجیندر تمھارا نرمل بھیا سخت پریشان اور نہایت غمزدہ ہے۔ اگر تمکو آخری ملاقات منظور ہے تو بڑے باغ کی چہار دیواری کے پاس آکر مجھ سے مل جاؤ۔ اگر تمھارے آنے میں دیر ہوئی تو پھر ملنے کی کوئی امید نہیں ہو سکتی۔"

راقم تمھارا نرمل۔

میں نے اس خط کو حیرت کی نگاہ سے کئی بار پڑھا اور بار بار یہ سوچتا تھا کہ آخر اس خط کے کیا معنی ہیں؟ ۔ نرمل کنوار پریشان اور غمزدہ یہ قصہ کیا ہے؟ ۔ انھیں خیالات میں غلطاں و پیچاں فوراً باغ کی جانب چلدیا۔ یہ باغ گاؤں سے قریب ایک میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ میں اور نرمل کبھی کبھی ہوا خوری کے لئے شام کو اس باغ میں آیا کرتے تھے۔ راستہ مجھے معلوم تھا۔ جب میں پہونچا تو میں نے دیکھا کہ نرمل کنوار چہار دیواری کے نیچے زمین پر بیٹھے ہیں۔ چہرے سے رنج و غم کے آثار ظاہر ہیں۔ مجھے دیکھکر نرمل مجھ سے لپٹ کر بے اختیار رونے لگا۔

میں - ہائیں! بھائی خیر ہے - یہ رونا کیسا؟ - آخر کہو تو سہی کیا ماجرا ہے؟ -

نرمل - افسوس مجھے معلوم نہ تھا کہ ایسی ناپاک اور نازیبا باتیں مجھے دوہرانی اور زبان پر لانی پڑیں گی -

اتنا کہکر نرمل ہائے ہائے کر کے پھر رونے لگا - میں نے تسکین دی سمجھایا -

نرمل - افسوس ہے میری ماں نہیں ہے ورنہ مجکو ایسی مصیبتوں کا سامنا کیوں ہوتا - جب میں ۵ برس کا تھا کہ میری ماں بیکنٹھ باشی ہوگئی - باپ نے دوسری شادی کی - اوس وقت کے واقعات تو بوجہ کم سنی مجھے پورے طور پر یاد نہیں ہیں لیکن اتنا ضرور یاد ہے کہ میں اپنی دوسری ماں کی گود میں کھیلتا اور اُن کو ماں کہکر پکارتا تھا لیکن افسوس وہ بھی زندہ نہیں اور میرے باپ نے بڑھاپے میں تیسری شادی کی - ہرچند کیا کہوں شرم آتی ہے میں انھیں ماں کی وجہ سے زندگی سے بیزار ہوں -

میں (قطع کلام کر کے) بھائی صاحب اب خاموش رہیئے - گھر چلیئے مجھ میں زیادہ سُننے کی طاقت نہیں ہے -

نرمل - گھر! کیسا گھر!! بھائی زندگی میں نہ جاؤں گا - باقی رہا - مرنے پر تو مردہ بدست زندہ - اچھا اب اصل مطلب سنو - یہ جے کالی نہیں بلکہ کالی ناگن ہے - بابوجی باوجود دانا بینا ہو کے اوس پر مفتوں ہو گئے - انجام کا کچھ خیال نہ کیا - جب یہ بیاہ کر آئیں تو میں مثل ماں کے اس کا پاس و لحاظ کرتا تھا اور وہ بھی میرے ساتھ بڑی محبت سے پیش آتی تھیں اور ضرورت سے زیادہ خاطر کرتی تھیں - ایک دن اونے ایسی شرمناک حرکت [illegible] میں کہہ نہیں سکتا - میں اُسی وقت باہر چلا آیا اور اپنے کمرہ میں لیٹ کر بہت رو دیا اور [illegible] ٹھان لیا کہ نہ اندر جاؤں گا اور نہ اس بیسوا کا مُنہہ دیکھوں گا -

میں - جب [illegible] اندر کا جانا چھوڑ دیا تو بابوجی نے سبب دریافت نہیں کیا؟ -

نرمل - بابوجی [illegible] سے کچھ نہیں پوچھا اور نہ معلوم اون سے کیا کہا گیا؟ اور وہ کیا سمجھے - اسی عرصہ [illegible] آگئے اور کسقدر میرا غم غلط ہوا - آج جس مصیبت کا سامنا ہوا

وہ اوس بھی بڑھکر ہے۔ میں نے بچشم خود شنکر ملازم اور اپنی نالائق سوتیلی ماں کو باہم دیکھا۔ کیا کہوں جو کچھ دیکھا۔ بہر حال اوسی کا نتیجہ ہے کہ میں آج گھر چھوڑ کر اپنا مُنھ کالا کرتا ہوں۔ دیوپور ایک بستی ہے وہاں میرے رشتہ کے ماموں رہتے ہیں اونھیں کے پاس جاتا ہوں۔ تم براہ مہربانی میرا ذکر کسی سے مت کرنا اور بابوجی کتنا ہی دریافت کریں لاعلمی ظاہر کرنا۔ گو میں یہ سمجھتا ہوں کہ تم بہت دق کیے جاؤ گے۔ لیکن اگر میری کچھ بھی محبت ہے تو ہرگز میرا پتہ نہ بتانا۔ اور جو کچھ یہاں کے حالات ہوں اون کی اطلاع مجکو دیوپور میں بذریعہ تحریر کے کرتے رہنا۔ احسان ہوگا۔

یہ کہکر نرمل کنوار ایک طرف کو چل دیا۔ میں نے ہر چند روکا مگر اوس نے نہ مانا۔ میں ناچار گھر کو واپس ہوا۔ راستے میں پاس کی جھاڑیوں میں مجھے کسی عورت اور مرد کے باتیں کرنی کی آواز آئی۔ میں خاموش ہوکر سننے لگا۔

عورت۔ تم آج ضرور نوکری چھوڑ دو۔

مرد۔ کیا کہکر نوکری چھوڑ دوں؟ کوئی وجہہ بھی تو ہونی چاہیئے۔

عورت۔ سنو۔ آج جب وہ گھر میں آئیں گے تو میں خوب رو دھوکر اون کو باہر نکال دوں گی اور اپنے کمرے کے کواڑ نہ کھولوں گی۔ جب وہ باہر آئیں تو تم نہایت عاجزی سے نوکری چھوڑنے کے لئے کہنا۔

مرد۔ یہ بتاؤ کہ میں کیا کہوں اور کیا بہانہ کروں؟

عورت۔ پہلے خوب رونا پھر کہنا کہ اندر سے جب رونے کی آواز آئی تو میں محل میں گیا۔ دیکھا کہ نرمل بابو رانی جی کی چوٹی پکڑ کر گھسیٹ رہے ہیں۔ مجھے تاب نہ رہی اور بچانا چاہا تو مجکو بہت مارا اور گالیاں دیں۔ میں بےقصور اسقدر ظلم برداشت نہیں کرسکتا ہوں۔ لہذا حضور میرا حساب کردیں۔

بابوجی کے آنیکا وقت ہوگیا ہے۔ اچھا آؤ پیارے شنکر اب گھر چلیں دیر ہوتی ہے۔

ناظرین! آپ خود اندازہ کرسکتے ہیں کہ شنکر اور جے کالی کی مذکورہ بالا گفتگو سنکر

حال ہوا ہوگا۔ ان دونوں کے چلے جانے کے بعد میں بھی گھر کی طرف چل دیا۔

نرمل کو جلاوطن ہوئے کئی دن گذر گئے ہیں لیکن کسی طرح کا چرچا نہیں ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے گویا کہ کچھ ہوا ہی نہیں۔ بابوجی کی حالت ذرا بھی بدلی ہوئی نہیں معلوم ہوتی ہے۔ اتنا ضرور ہے کہ اب دیو نرائن بابو بولتے چالتے بہت کم ہیں۔ میں آجکل اپنے کمرے میں تنہا رہتا ہوں۔ بہ نسبت پیشتر کے میری خاطر و مدارات بہت کم ہے تاہم کسی قسم کی تکلیف نہیں ہے۔

گھر میں سوائے شنکر اور نرمل بھیا اور خاص ملازم رامچرن کے سب موجود ہیں۔ ایک روز دوپہر کے وقت حسب معمول میں اپنے کمرے میں لیٹا ہوا تھا کہ پاس والے کمرے میں کسیکے باتیں کرنیکی گنگناہٹ معلوم ہوئی۔ میں چپکے سے اوٹھا اور دروازے سے کان لگا کر کھڑا ہو گیا۔ کوئی کہہ رہا تھا۔

" اجی تم خاک نہیں سمجھتے۔ کام شروع کر دو۔ ابھی دو بجے ہیں اور وہ پانچ بجے آئنے ہیں۔ معاملہ سب تیار ہے پھر دیر کرنے سے کیا فائدہ؟

دوسرا۔ اصل تو یوں ہے کہ رانی جی بہت ڈرپوک ہیں انھو بڑی دُون کی لیتے ہیں لیکن وقت پر دغا دیجاتی ہیں۔ دوسرے بابوجی خود بڑے ہوشیار آدمی ہیں ان کی آنکھوں میں خاک ڈالنا ہنسی کھیل نہیں ہے۔ کوئی اور تدبیر سوچو!

پہلا شخص۔ پاگل۔ رانی جی کو تو نے کیا سمجھا ہے۔ بغیر اون کی مدد کے کچھ نہیں ہو سکتا وہ قول کی بڑی پکی ہیں۔ اور بابوجی کو قابو میں لانا اونھیں کا کام ہے۔

دوسرا۔ میری رائے میں تو یہ صلاح ٹھیک نہیں ہے ابھی تو وقت بہت ہے جلدی کرنیکی کیا ضرورت ہے۔ پہلے انجام خوب سوچ لو۔ اگر پکڑے گئے تو بڑی مصیبت ہوگی۔ آج نہیں کل سہی۔ جلدی نکرو۔

پہلا شخص۔ اچھا آج ملتوی رہنے دو۔ جیسی تمھاری سب کی رائے ہوگی ویسا کیا جائیگا۔

اسکے بعد خاموشی چھا گئی۔ آدمیوں کے باہر جانیکی آہٹ معلوم ہوئی۔ میں ششدر رہا کہ

پرمیشور چیز کرسے کہا اور کوئی گل کھلنے والا ہے۔ معاملہ ٹیڑھا ہے'۔ اسکے کیا معنی؟ یہ کون شخص باتیں کر رہے تھے؟

بہت غور کیا۔ لیکن ان باتوں کا کوئی نتیجہ صاف طور پر پیدا نہ کرسکا۔ بہرحال اپنے دل میں ارادہ کرلیا کہ آج سے نہایت ہوشیار رہوں گا اور ہر چیز کی نگرانی کروں گا۔ اتنے میں شام ہوگئی۔ بالوجی آئے اور اندر چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد دیال نے (یہ بجائے شنکر کے نوکر ہوا تھا) آکر مجھ سے کہا کہ "بالوجی آپ کو اندر یاد کرتے ہیں کوئی ضروری کام ہے" میں اندر کا نام سنکر سخت متعجب ہوا کیونکہ چھ مہینے کے بعد آج اندر بلانیکا پہلا موقع تھا۔ کئی روز سے تو بالوجی مجھ سے بولتے بھی نہ تھے آج محل میں کیوں بلاتے ہیں؟ بہرحال میں بتعمیل حکم اندر گیا۔

نواں باب

ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا
پڑگئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی

میں ایک ہال (بڑا کمرہ) میں کھڑا ہوا ہوں جو نہایت اعلیٰ درجے کے فرنیچر سے آراستہ ہے جابجا نہایت خوشنما رومی غالیچے بچھے ہوئے ہیں اپنے اپنے قرینے سے مخمل سے مڑھی ہوئی کرسیاں رکھی ہیں۔ چھت میں جھاڑ فانوس لٹک رہے ہیں۔ کئی قد آدم سنگ مرمر کے بت ہیں جو ہاتھوں میں شمعدان لئے کھڑے ہیں جابجا پھولوں کے گلدستے سجے ہوئے گلدانوں میں رکھے ہیں جن کی خوشبو دماغ کو باغ باغ اور روح کو تازہ کرتی ہے۔

ایک کوچ پر میرے دینی باپ دلو نرائن بالو اور سامنے کی آرام کرسی پر گھونگھٹ نکالے ہوئے مجسم شرم بنی ہوئی میری دینی ماں جسے کالی بیٹھی ہوئی ہیں۔ بالوجی نے اپنے پاس بٹھا کر مجھ سے کہا:

بالوجی - آج تم سے بہت سے سوال کئے جائیں گے - تمکو لازم ہے کہ ہر ایک کا جواب ٹھیک ٹھیک دو - پہلے یہ بتاؤ کہ تم کون ہو؟

میں - اپنی بابت جو کچھ جانتا تھا وہ عرض کر چکا اس سے زیادہ میں خود اپنی حقیقت سے واقف نہیں ہوں اور نہیں جانتا کہ کیا ہوں اور کون ہوں؟

بالوجی - زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے - تم پر واضح رہے کہ تم میرے دینی بیٹے ہو کیا اس کا سبب تمکو معلوم ہے کہ آج تم کو یہاں کیوں بلایا ہے -؟

میں - جی نہیں! -

ڈلونراین بالو - دیکھو تم کو چاہیئے کہ جو کچھ میں دریافت کروں اوس کا جواب نہایت اطمینان سے دو - یہہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ نرمل اپنے قصوروں کی سزا کے خوف سے منہہ کالا کر گیا - پیشتر میں اسکو سعید سمجھتا تھا - تمھیں سوچو کہ حقیقی ماں اور سوتیلی ماں میں شریفوں کے نزدیک کیا فرق ہے؟ - افسوس نرمل نے اپنے چال چلن پر نہایت بدنما دھبہ لگایا - اس سے تو بہتر تھا کہ وہ پیدا ہی نہ ہوتا - خیر اب بر عبد رتم بہ بتاؤ کہ اوس نے جانے کے وقت تم سے کیا بیان کیا اور اپنے جانیکی کیا وجہ ظاہر کی؟

میں سوائے خاموشی کے کچھ جواب نہ دیسکا - منہہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں - ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا - بولنے کی ہمت کرتا تھا لیکن زبان یاری نہیں دیتی تھی - ڈلونراین بالو نے کچھ دیر تک میرے جواب کا انتظار کر کے کہا:-

بالوجی - بیٹا تم چپ کیوں ہو گئے؟ - جو کچھ نرمل کمبخت نے کیا اوس کا وہ خود مجرم ہے تمھارا کیا قصور ہے - سچ سچ بتاؤ کہ اوس نے تم سے کیا قصہ بنا کر کہا؟ - شاید تم سے یہ کہا ہوگا کہ "ایک روز اوس کی ماں اوسے بالاخانہ پر لے گئی - نا گفتنی اور شرمناک باتیں کہیں اس سے نرمل کو بہت صدمہ ہوا اور گھر سے جلاوطن ہوگیا" - کیوں یہہ درست ہے یا نہیں؟

میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور میں نے بھرائی ہوئی آواز میں یوں کہا:-

میں - بالوجی مجھے معاف کیجئے کہ اس سے زیادہ تر ل بھیا کی برائی سننے کی تاب نہیں ہے - اگر مجھے نکالنا منظور ہے تو ویسے ہی نکال دیجئے - میرا کیا زور ہے - لیکن یہ ضرور عرض کروں گا کہ ترل کی جانب سے آپ ہرگز ایسا خیال نہ فرمایئے -

بالوجی (غصہ سے) تو کیا تمہارا یہ مطلب ہے کہ سب قصور میری باعصمت بیوی ہی کا ہے - یہ بڑی ناقص بات ہے - کیا کسی نے سنا ہے کہ کسی ماں نے خواہ وہ سوتیلی ہی کیوں نہ ہو اپنے بیٹے سے کسی ناپاک حرکت کی خواہش کی ہو؟ یہ بالکل ناممکن ہے

میں (زور سے) بالوجی میں بھی یہ عرض کرتا ہوں کہ کیا آپ نے کبھی سنا ہے کہ کسی بیٹے نے خواہ وہ نالائق ہی کیوں نہ ہو اپنی ماں سے کوئی ایسی نامعقول حرکت کی ہے؟ -

بالوجی - مجھے تم لوگوں نے پاگل بنا دیا ہے جو ہے وہ اپنی ہی کہتا ہے - اب میں کس کو سچ سمجھوں -

جے کالی (قطع کلام کر کے) میں نے تمھیں پاگل بنایا ہے یا تم نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے - میں کہتی ہوں کہ تم مجھے چھوڑ دو - کیا میرے باپ کے یہاں کھانے کو نہیں ہے؟ جس ماں نے ۹ مہینے پیٹ میں رکھا کیا وہ اپنے گھر میں نہ رہنے دیگی - تم تو بڑھاپے میں سٹھیا گئے ہو - بات کرنے تک کی تو تمیز ہی نہیں - (مجھ سے مخاطب ہو کر) کیوں رے برجندر - چھوٹا منہہ بڑی بات - یہ تیرا مقدور کہ مجھے جھوٹا ٹھیراوے - کمبخت ندی کے کنارے مرا پڑا تھا - دعا دے بالوجی کو جو اٹھا لائے اور توجی گیا - بڑا بیچارہ گواہی دینے آیا ہے چل دور ہو یہاں سے - مجھے معلوم ہو گیا کہ تم دونوں صلاح کر کے مجھے نکلوانا چاہتے ہو - غریب شنکر سب حال سے واقف تھا - پہلے ہی اپنی عزت بچا کر چلا گیا - اچھا اب تم سب رہو میں اپنا منہہ کالا کئے جاتی ہوں - (بالوجی سے) پالکی منگا دو میں اپنے باپ کے یہاں جاتی ہوں - اب اگر اس گھر میں رہوں تو دانہ پانی حرام ہے -

پھر تو جے کالی کے غصہ کی کچھ انتہا نہ رہی اور وہ جانے کے لئے بالکل آمادہ ہو گئی

ہیں بغیر کسی حس و حرکت کے اپنی کرسی پر بیٹھا رہا - بابوجی سے خاموش نہ رہا گیا اور کہنا شروع کیا " بس اتنی سی بات میں خفا ہو گئیں - جبھی تو میں اتنے دن تک اس ذکر کو زبان پر نہیں لایا - آخر میں نے کیا کہا جو تمھیں اسقدر ناگوار ہوا - میں کب تمھیں جھوٹا ٹھہراتا ہوں - غصہ کو تھوک ڈالو - مجھ بوڑھے آدمی کو کیوں تنگ کرتی ہو - تم چلی جاؤگی تو اس گھر کا انتظام کون کریگا - بیشک نرمل ہی کی ساری خطا ہے - اگر وہ بےقصور ہوتا تو مجھ سے سب حال کہدیتا - وہ اپنی جان کے خوف سے روپوش ہو گیا - اوس کا نام مت لو - میں اوس کا منہہ دیکھنا نہیں چاہتا - غصہ دور کرو - اسقدر سخت کلامی کی کیا ضرورت ہے - ہرچندر ایک بھولا بھالا لڑکا ہے - جیسا اوس کو سمجھا دیا ویسا اوسنے یقین کر لیا اسکا کیا قصور ہے - تم اسکو برا بھلا کیوں کہتی ہو - باپ کے یہاں جا کر کیا پاؤگی ؟ - (مجھ سے مخاطب ہو کر) بیٹا ہرچندر معاف کرو اور ان کی باتوں کا کچھ خیال مت کرو "

میں (ہاتھ جوڑ کر) میں خانماں برباد لاوارث ہوں - آپنے رحم کر کے میری جان بچائی اور اپنے گھر لاکر ہر طرح کی پرورش کی کہ جسکا شکریہ ہرگز ادا نہیں ہو سکتا - لیکن میں ان عنایتوں کے قابل نہیں ہوں - آپ اجازت دیجئے اور غلامی سے آزاد کیجئے - جہاں رہوں گا آپ کا دعاگو رہوں گا -

بابوجی - جب یہ خاموش ہوئیں تو تم خفا ہو گئے - بیٹا بوڑھے باپ پر رحم کرو - آنچہ گزشت گزشت - اب نرمل کی جگہ تم ہی ہو اور تم ہی میرے وارث ہو - نرمل کا ذکر چھوڑ دو - کیونکہ مجھے اور تمھیں دونوں کو اوس کے ذکر سے تکلیف ہوگی - تم اب غیر نہیں ہو - میرے گھر کو اپنا گھر سمجھو (بے کالی کی طرف متوجہ ہو کر) سنو آج سے ہرچندر اندر ہی رہیگا باہر پڑے رہنے کی کیا ضرورت ہے - (مجھ سے) اس مکان کے شمالی گوشہ میں جو کمرہ ہے اوس میں تم رہو - آجکل ایک مقدمہ درپیش ہے اوس سے فراغت ہونے کے بعد تمکو اپنے ہمراہ کچہری لیجایا کروں گا - اور ریاست کے کاروبار سمجھاؤں گا -

پہلے تو میں نے انکار کیا - لیکن آخر کار بابوجی کے اصرار سے مجبور ہو کر اپنا مال وغیرہ

اندر سے آیا اور اوسی روز ان تمام باتوں کی اطلاع بذریعہ خط کے نرمل کو کر دی۔

آب میں گھر میں بڑے عیش و آرام سے رہتا ہوں۔ گو تکلیف تو پہلے بھی کسی قسم کی نہ تھی لیکن اب سامانِ راحت زیادہ مہیا ہیں۔ بابو جی سے زیادہ بہو جی کالی مہربان ہیں حتے کہ کوئی دیکھنے والا ہرگز تمیز نہیں کر سکتا کہ میں بابو دیو نرائن کا بیٹا نہیں ہوں اکثر جب میں اپنے کمرہ میں بیٹھا ہوتا تھا تو قسم قسم کے خیال مجھے گھیرتے تھے اپنے محسن مہربان لڑکے اور نرمل کنوار کی یاد سے جب فرصت ملتی تو میں سوچتا کہ آخر کار میں کون ہوں اور کیا ہوں۔ کیا درحقیقت جن کو میں ۱۸ برس تک ماں اور باپ جانتا رہا وہ میرے ماں باپ نہ تھے؟ اگر نہیں تھے تو انہوں نے مجھے اس قدر محبت سے کیوں پالا اور اگر تھے تو اس قید میں کیوں ڈالا؟ سسرال میرے لئے قید خانہ کیوں ہو گئی۔ جب بیوی کی صورت مجھ سے پوشیدہ رکھی گئی تو شادی کی کیا ضرورت تھی؟ میں نے کیا خطا کی تھی جس کی پاداش میں ان تکلیفوں کا سزاوار ٹھیرایا گیا اُن دیو صورت انسانوں میں وہ حسین لڑکا کون تھا؟ جس نے اوس قید بلا سے رہا کر کے اپنے دامِ محبت میں ہمیشہ کے لئے گرفتار کر لیا۔

ایک دن دوپہر کو اپنے کمرے میں مسہری پر نہایت آرام سے آنکھیں بند کئے لیٹا تھا کہ معلوم ہوا کوئی خوش الحان کچھ گا رہا ہے۔ مگر دوری کی وجہ سے صاف سمجھ میں نہ آتا تھا۔ رفتہ رفتہ آواز قریب ہوتی گئی۔ میں نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں کیونکہ بخوبی پہچان لیا کہ یہ اوسی پیارے لڑکے کی دلکش دلفریب دلگداز آواز تھی۔ ہر چند ادھر اُدھر دیکھا لیکن کسی کا نشان تک نہ پایا۔ کوئی نظر نہ آیا۔ انھیں توہمات میں ڈوبا ہوا تھا کہ رام دیال ملازم نے آکر کہا:۔

رام دیال۔ سرجو بابو رانی جی کی کوئی بہت آج بلا اطلاع آگئیں ہیں بابو جی کو کچہری میں اطلاع دی گئی ہے وہ بھی ابھی آتے ہیں۔ رانی جی کچھ کہنے کے لئے آپ کے پاس آئی ہیں۔

یہ کہکر رام دیال لوٹ گیا - اوس کے جانے کے بعد ہی میری دیبی ماں متبسم چہرے کمرہ میں بے حجابانہ داخل ہوئیں - میں نے اوٹھکر سلام کیا - سلام کا جواب نہایت بشاشی سے دیکر بولیں - :-

رانی جی - ہرچند آج میری ایک بہن آئی ہے - میں چاہتی ہوں کہ تم ہردیال کو اپنے ساتھ لیجاکر موافق فہرست کے سب چیزیں خرید وادو - گو وہ سب چیزیں خود ہی خرید لیگا لیکن میرا اطمینان جبھی ہوگا کہ تمھاری نگرانی میں سب اشیاء لی جائیں - ہردیال یہاں کے دوکانداروں سے بخوبی واقف ہے تمکو کسی قسم کی دِقت نہوگی -

میں اُن کے ارشاد کے مطابق کپڑے پہن کر ہردیال کے ہمراہ بازار کو روانہ ہوا - جوں ہی مکان سے نکلا کیا دیکھتا ہوں کہ شنکر مکان سے کسیقدر فاصلے پر کھڑا ہوا اوس کھڑکی کی طرف نگاہ جمائے ہوئے ہے جو جے کالی کے کمرہ سے ملحق تھی میں بڑی پھرتی سے بڑھکر درخت کی آڑ میں چھپ گیا - ہردیال مجھ سے بہت دور آگے تھا اور شنکر نے بھی میری اس حرکت کو نہیں دیکھا - فوراً کھڑکی کھولی گئی اور جے کالی نے چہرہ نکال کر معلوم نہیں کیا اشارہ کیا کہ شنکر خوش ہوتا ہوا بازار کی طرف دوڑا اون کی یہ حرکت دیکھکر میرے دل میں ایک قسم کا خوف پیدا ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے کیا میرے واسطے کسی تازہ مصیبت کے سامان ہو رہے ہیں - بہرحال کچھ سمجھ میں نہ آیا اور میں سیدھا بازار کی طرف چلا - اتنے میں ہردیال واپس آتا ہوا ملا اور کہا :-

ہردیال - بابو جی آپ کہاں رہ گئے تھے - میں تو آپ کی تلاش میں واپس جارہا تھا -

میں - ہردیال نہ معلوم کیوں میری طبیعت مالش کر رہی تھی میں سامنے والے برگد کے نیچے بس اس وجہ سے کھڑا ہو گیا تھا کہ شاید کچھ سکون ہو جائے - لیکن اب تک میری طبیعت درست نہیں ہے -

ہردیال - ہرچہ بابو - آپ کو اختیار ہے - میں تو آپ کا تابعدار ہوں لیکن بہو جی نے تو میرے ساتھ رہنے کے لئے آپ سے کہا تھا - آیندہ جیسے آپ کی مرضی - اگر آپ

سامنے والی دوکان سے زعفران اور مشک لے لیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔ مجھے ان چیزوں کی شناخت نہیں ہے۔ میں آگے بڑھکر اور چیزیں خرید کرتا ہوں۔

یہ کہکر بردبال فوراً واپس چلا گیا۔ میں کچھ دور آگے بڑھا ہوں گا کہ بازار میں ایک شور ہوا۔ میں نے دیکھا کہ ایک دوکاندار اور کسی خریدار سے جھگڑا ہو رہا ہے۔ اس دوکان پر جوں ہی میری نگاہ پڑی دم بخود رہ گیا اور تمام جسم میں رعشہ پڑ گیا۔ میری سمجھ میں فوراً آگیا کہ یہ دوکان نہیں ہے بلکہ میرے پھانسنے کا جال ہے۔ کیونکہ اس دوکان کا مالک وہی ڈاکوؤں کا سردار تھا۔ سوائے بھاگنے کے اور کوئی علاج سمجھ میں نہ آیا۔ بلا سوچے سمجھے ایک طرف چل دیا۔ اپنی پوری طاقت سے دوڑنا شروع کیا۔ کچھ دور جاکر میں نے پیچھے پھر کر دیکھا تو دو آدمی میرا پیچھا کئے ہوئے آرہے تھے۔ خوف نے میری رفتار کو اور بھی تیز کر دیا لیکن یہ سب بیسود ہوا کیونکہ قریب کے درختوں میں سے ایک آدمی نے نکلکر میرا راستہ روک لیا۔ میں دوڑتے دوڑتے بیدم ہوگیا تھا اوس آدمی نے میرے دونوں ہاتھ پکڑ لئے اور دھمکا کر کہا " دیکھیں اب تجھے کون بچاتا ہے۔ دو دن کا چھوکرا اور اسقدر چالاکیاں کہ ہمارے دو آدمی جان سے مار ڈالے۔ دیکھ تو ابکی مرتبہ تجھے کیسی سزا دیجاتی ہے "

چشم زدن میں میری مشکیں باندھ لی گئیں اور ایک بند گاڑی میں بٹھاکر تیزی سے لے چلے۔ دو آدمی میرے سامنے بیٹھ گئے۔ اور گاڑی نہ معلوم کس طرف کو روانہ ہوئی۔ تمام ہوشیاریاں خاک میں مل گئیں۔ میں پھر گرفتار ہو گیا۔ خوف نے بیہوش کر دیا

دسواں باب

رنج کا خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں

جب ہوش ہوا تو اپنے آپ کو ایک کوٹھڑی میں قید پایا۔ کوئی شخص میرے سامنے کھڑا ہوا کہہ رہا تھا:۔

ڈاکو۔ کیوں پھر بھاگے گا۔؟

میں۔ نہیں اب ہرگز نہ بھاگوں گا اور جیسا تم کہو گے ویسا ہی کروں گا۔

ڈاکو۔ اچھا تو یہ لکھدے کہ نرمل کے کہنے سے دیونرائن بابو کو میں نے زہر دیا ہے

میں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہ ہوگا جو تمہارا دل چاہے کرو۔

میرے انکار پر اوس انسان صورت شیطان سیرت نے میرے منہہ پر بڑے زور سے طمانچے مارے درد سے بیچین ہوکر زمین پر لوٹنے لگا۔ پھر ڈاکو نے مجھ سے کہا:۔

ڈاکو۔ ہم ابھی تجھے جان سے مارنا نہیں چاہتے۔ کیونکہ تیرے مرنے سے تمام قصوں کا خاتمہ ہو جائیگا۔ تو کتے کی موت مارا جائیگا۔ اگر تو ہمارے کہنے کے موافق نہ کریگا تو تیری کھال میں بھس بھر دیا جائیگا اور تجھے ایسی تکلیفیں دی جاینگی کہ تیرے خیال میں بھی نہ ہوں گی۔ تو جانتا ہے کہ ہم لوگ رحم کو پاس نہیں آنے دیتے ہیں۔

جسقدر یہ شخص اصرار کرتا تھا میرا ارادہ پختہ ہو جاتا تھا کہ ہرگز نہ لکھوں گا۔ پھر یکایک دل میں یہ خیال آیا کہ جب جان جانی ہی ٹھہری تو نامردی سے کیوں جائے۔ اس خیال کے آتے ہی میں نے بڑی تیزی سے اوچھلکر اُس شخص کی گردن پر اپنی پوری طاقت سے گھونسا مارا۔ گھونسا کھاتے ہی وہ چکرا کر زمین گرا میں نے موقع کو ہاتھ سے ندیا اور اُسکو خوب مارنا شروع کیا۔ گو اوس ظالم نے اوٹھنے کی کئی مرتبہ کوشش کی مگر نہ معلوم مجھ میں کس بلا کی طاقت آگئی تھی کہ میں نے اوس کو اوٹھنے ندیا اور جب وہ پورے طور سے میرے قابو میں آگیا تو میں نے اوس کے ہاتھ پاؤں اوسی کی دھوتی سے باندھ دیئے اور چاہا کہ بھاگ جاؤں۔ لیکن دیکھا کہ دروازہ باہر سے بند ہے۔ اب میرے خوف کا کوئی اندازہ نہیں ہوسکتا۔ میں نے سمجھ لیا کہ سوا مرنے کے چارہ نہیں اور تا زیست رہائی کا یارا نہیں ہے۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا۔ میں بے اختیار چلایا کہ میری جان بچاؤ۔ اسکے جواب میں کسی نے نہایت آہستہ سے کہا "چپ رہو"

پھر کوئی شخص سر سے پانک سیاہ پوش منہہ پر نقاب ڈالے ہوئے قریب آیا اور کہنے لگا "چپ چاپ میرے ساتھ چلے آؤ"۔ میں اُس کے ساتھ ہو لیا۔ یہ شخص مختلف رستوں میں ہوتا ہوا ایک تیرہ و تار تہہ خانے میں لیگیا۔ یہاں پہونچکر وہ سیاہ پوش رُک گیا اور مجھ سے گویا ہوا۔

سیاہ پوش۔ آج آپ بطرح پھنسے ہیں مجبور ہوں کہ آپ کو یہاں سے باہر نہیں بچا سکتا۔ یہ لیجئے کمبل اسے اوڑھکر چپکے سے رات بھر یہیں بیٹھے رہئے۔ صبح میں آپکی رہائی کی کوئی فکر کروں گا۔ ہمت نہ ہاریئے گا پرمیشور مالک ہے۔

ناظرین! اب میں ایک نہایت تاریک تہہ خانے میں کمبل اوڑھے ہوئے بیٹھا ہوں اور یہہ سوچ رہا ہوں کہ آج جے کالی نے دوپہر کو مجھے بازار کیوں بھیجا تھا؟ شنکراور جے کالی میں کیا اشارہ بازیاں ہوئی تھیں۔ ڈاکو مجھ سے کیا لکھوانا چاہتے ہیں کہ بابو دیونراین کو میں نے زہر دیا۔ کیا درحقیقت اون کو کسی نے زہر دیدیا۔ صد افسوس اگر ایسا ہوا تو بڑا ہی غضب ڈھایا گیا۔ سیاہ پوش جو مجھے اس تہہ خانہ میں لایا تھا۔ جہاں تک میں اوس کی آواز وغیرہ سے پہچان سکا وہی تھا جسنے اوّل مرتبہ قیدخانہ سے بھاگنے کے موقع پر کپڑے دیئے تھے۔ اور جس شخص نے میرے ہاتھ پاؤں باندھے یہہ میرے خسر کے خاص ساتھیوں میں سے ایک ڈاکو تھا۔ مجھے لو الیقین ہو گیا کہ ضرور دیونراین بابو کو جے کالی نے زہر دیدیا اور اقرار نامہ مجھ سے اسلئے لکھایا جاتا ہے کہ میں ملزم ٹھہرایا جاؤں۔

یکایک معلوم ہوا کہ کوئی شخص گا رہا ہے۔ غور کیا تو فوراً معلوم ہو گیا کہ یہ اوسی پریوش لڑکے کی آواز ہے جو دل کے پار ہوئی جاتی ہے۔ میں اوٹھا اور ٹٹولتا ہوا دروازے کے پاس پہونچا۔ لیکن پھر خاموشی چھاگئی۔ دروازے سے دو چار ہی قدم ہٹا [illegible] کئی آدمیوں کی باتوں کی آواز اور چلنے کی آہٹ کانوں میں آئی۔ میں نے [illegible]

"اس لاش کو یہیں چھپا دو"۔ اسکے بعد تہہ خانے کا دروازہ کھلگیا اور کئی آدمی اندر گھس آئے۔ میں دیوار سے چمٹ کر ایک گوشے میں کھڑا ہو گیا۔

یہ شخص کوئی چیز اوٹھائے ہوئے لائے اور اوس کو وہیں چھوڑ کر دروازہ بند کرتے ہوئے چلے گئے۔ پھر سناٹا ہو گیا۔ جب ذرا خوف میں کمی ہوئی تو میں اپنی پہلی جگہہ پر واپس جانے لگا۔ چار پانچ ہی قدم چلا ہونگا کہ کسی ٹھنڈی اور نرم چیز کی پاؤں میں ٹھوکر لگی ہاتھ سے ٹٹولا تو معلوم ہوا کہ لاش ہے۔ اب تو میرے حواس باختہ ہو گئے دہشت سما گئی جسم کانپنے لگا بے اختیار زار زار رونے اور با آواز بلند کہنے لگا "اے میرے پیارے محسن لڑکے تو کہاں ہے۔ تیرا برجندر نفسے چند کا مہمان ہے۔ ہر مصیبت میں تو کام آیا ہے۔ ہر آفت سے تو نے مجھے بچایا ہے آج کیوں نہیں آتا"

میں اس طرح پر بک ہی رہا تھا کہ دروازہ کھلگیا اور آنے والے نے کہا "ڈرو مت میں آ پہونچا"۔ میں نے جواب دیا کہ "دیکھو پیارے تمھارے برجندر کی کیا حالت ہے۔ اگر تم ذرا دیر اور نہ آتے تو ہمیں زندہ نہ پاتے"

لڑکا۔ خاموش رہو۔ ہمت نہ ہارو۔ کوئی سُن نہ لے۔ زور سے مت بولو۔ تمھیں بھی معلوم ہوا کہ یہہ لاش کس کی ہے؟ اچھا ادھر آؤ میں دکھاؤں لیکن ڈرنا مت مستقل مزاج رہنا۔

لڑکے نے جیب میں سے ایک بہت چھوٹی سی لالٹین نکال کر روشن کی۔ روشنی بہت ہی خفیف تھی لیکن میں نے فوراً پہچان لیا کہ دیونراین بابو کی لاش ہے۔ میں بے اختیار رونے لگا۔ مجھے سراسیمہ دیکھکر لڑکے نے کہا۔

لڑکا۔ رو مت دیونراین زندہ ہیں مرے نہیں ہیں۔ ان کا جینا ہمارے اختیار میں ہے۔

میں۔ آپ جو چاہیں کر سکتے ہیں اور مسیحائی کا دم بھر سکتے ہیں۔

لڑکا۔ حقیقت یوں ہے کہ یہہ ابھی مرے نہیں ہیں۔ ان کو ایک سخت زہر دیا گیا ہے

اگر بارہ گھنٹے اور یہہ اسی حالت میں چھوڑ دئے گئے تو پھر ان کا بچنا محال ہو جائیگا
میں ان کو دوا پلاتا ہوں۔ تین دن تک تیمارداری اور خبرگیری کی ضرورت ہوگی
کیونکہ میں عدیم الفرصت ہوں۔ لہذا تمکو ان کی خدمت کرنی ہوگی۔
میں۔ آپ کے حکم کی تعمیل اور ان کی خدمت کو ہر طرح سے حاضر ہوں لیکن اس
تیرہ و تار جگہہ میں کیا ہو سکتا ہے۔
لڑکا۔ میں جس کام کو کرنا چاہتا ہوں اوس کا پہلے ہی سے انتظام کر لیتا ہوں
تمھیں فکر کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔
اسکے بعد لڑکے نے ایک شیشی نکالی اور اوس میں سے دوا کے چند قطرے
دیو نراین بابو کے منہہ میں ٹپکائے۔ پھر میری طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا۔
"تم مجھ سے کسی قسم کا سوال نکرنا۔ اور میں جو کروں اوس کی نسبت کچھ دریافت
نہ کرنا" ہم دونوں لاش کو اوٹھا کر باہر لے گئے۔ دروازے سے ملی ہوئی پالکی مع
چار چار کہاروں کے موجود تھی۔ نہایت آہستگی سے دیو نراین بابو کی لاش پالکی میں
رکھدی گئی۔ میں دیو نراین بابو کا سر اپنے زانو پر رکھکر پالکی میں بیٹھ گیا۔ پالکی کی
کھڑکیاں بند کر دی گئیں۔ اور ہم روانہ ہوئے۔
طلوع آفتاب کے قریب پالکی ایک کٹی کے قریب رکھی گئی۔ میں جیسا کہ لڑکے نے
حکم دیا تھا دیو نراین بابو کی لاش اُتروا کر جھوپڑی کے اندر لیگیا اور اون کا سر
اپنے زانو پر رکھکر بیٹھ گیا۔
دو روز متواتر ہو گئے ہیں۔ دیو نراین بابو کا سر اپنے زانو پر رکھے ہوئے بیٹھا
ہوں۔ کھانے کے وقت ایک آدمی کھانا لا کر کھلا جاتا ہے۔ لیکن بات چیت نہیں
کرتا۔ باقی اور کسی شخص کی صورت نہیں دکھائی دیتی۔ بابوجی کو ایک لمحہ علیحدہ
چھوڑنے کی لڑکے کی اجازت نہیں ہے۔ ورنہ میں جھونپڑی سے نکلکر کچھ حال دریافت
کرتا۔ اس عرصے میں وہ حسین لڑکا کبھی نہیں آیا۔ اور باوجود میرے اصرار کے

کسی نے نہیں بتایا کہ وہ کہاں ہے اور کون ہے۔

تخمیناً رات کے دو بجے ہوں گے۔ ہر چہار طرف سنسان ہُو کا مکان ہو رہا ہے۔ جھونپڑی کے در و دیوار سے وحشت برس رہی ہے۔ میں بدستور دیونراین بابو کا سر اپنے زانو پر رکھے ہوئے بیٹھا ہوں۔ نیند کا غلبہ ہے۔ آنکھیں بند گردن کمند ہوئی جاتی ہے دل قابو سے باہر ہوا جاتا ہے۔ یکایک کسی وحشت ناک خیال نے چونکا دیا۔ اونگھنے کو ٹھیلنے کا بہانہ ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت ہاتھ میں مشعل لئے ہوئے سامنے کچھ فاصلے پر کھڑی ہے۔ دیونراین کی جانب ٹکٹکی باندھکر دیکھ رہی ہے۔ میں سہم گیا اوس عورت نے مجکو تسلّی دیکر کہا:۔

عورت۔ میرے یکایک آجانے سے تم ڈر گئے۔ خوف کی کوئی بات نہیں بڑی مشکل سے اس وقت تم تک پہونچی ہوں تم مجھے پہچانتے ہو کہ میں کون ہوں۔

میں۔ نہیں۔ میں تمھیں نہیں پہچانتا۔ اور جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے تمھیں کہیں دیکھا بھی نہیں۔

عورت۔ خیر ابھی معلوم ہو جائیگا کہ میں کون ہوں؟۔ یہ بتاؤ کہ کیا تم نرمل کنوار سے ملنا چاہتے ہو۔؟

میں۔ نرمل بھیّا کہاں ہیں۔ اندھا کیا چاہے دو آنکھیں۔ میں ضرور ملوں گا۔

عورت۔ دیکھو غل مت مچاؤ۔ ہوش میں آؤ۔ نرمل یہیں ہیں۔ تم اس لاش کو چھوڑ کر میرے ساتھ چلو۔

میں چوں ہی کہ چاہتا تھا کہ دیونراین بابو کا سر زمین پر رکھکر اوس عورت کے ساتھ جاؤں۔ ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے نہایت آہستہ سے کہا "خبردار ایسی حرکت ہرگز نہ کرنا۔ یہ بالکل جھوٹی ہے"۔ میں فوراً ہوشیار ہو گیا اور اوس عورت سے کہا:۔

میں۔ نیکبخت میں تم سے واقف نہیں ہوں اس وجہ سے تم پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔ اگر نرمل یہیں ہیں تو پھر جھونپڑی میں اون کے آنے سے کیا امر مانع ہے۔ بہر حال میں یہاں سے

میں خدمت نہیں کرسکتا۔

عورت (غصہ سے) کیوں دیوانے کی سی باتیں بکتا ہے۔ بھلا نرل یہاں کیونکر آسکتے ہیں۔ وہ اپنے باپ کی لاش دیکھنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ ورنہ آنے میں کیا نقصان تھا۔ تم سے کچھ خاص باتیں اُن کو کہنی ہیں چل کر وہیں سُن لو۔

میں تم ناحق کیوں اصرار کرتی ہو۔ نرل سے جاکر کہدو کہ میں شب وروز ناوسی کی خدمت کرتا ہوں۔ لیکن اس وقت معاف کریں کیونکہ میں یہاں سے باہر نہیں جاسکتا۔

عورت ۔ تو کیسا نادان لڑکا ہے جو اچھی بات نہیں مانتا۔ ارے بیوقوف نرل سے ملکر اُن کو بھی یہیں لے آنا اور دونوں مل کر لونرا بن بالو کی خدمت کرنا۔

میں ۔ کیوں اسقدر مجبور کرتی ہو۔ آخر تم ہو کون؟ ۔ عورت ہوکر کیوں راتوں کو پھرتی ہو؟ ۔ میں اس لاش کو صرف تمھارے کہنے سے تنہا چھوڑدوں یہ ناممکن ہے۔ تم پر پورا اطمینان نہیں ہوتا۔

عورت (غصہ ہوکر) بدمعاش تجکو ضرور یہاں سے اوٹھنا ہوگا۔ دیکھوں تو کیونکر نہیں اوٹھتا ہے۔ اگر نہ اوٹھیگا تو مارا جائیگا۔ جان سے جائیگا۔

میں ایک عالم تحیر میں تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ بیری قسمت بد بھی مگر آخر ان مصائب کی کوئی حد بھی۔ میں نے اپنے دل میں مضبوط ارادہ کرلیا تھا کہ خواہ کچھ ہی ہو۔ جان جائے یا رہے ہرگز اپنی خوشی سے اس جگہہ سے نہ اوٹھوں گا۔ یکایک مشعل گل ہوگئی۔ کئی آدمی اندر گھس آئے۔ اوس عورت کی مشکیں باندھکر کہیں لیگئے۔ پھر کسی نے میرے قریب آکر کہا "آؤ ہم دونوں اس لاش کو باہر لے چلیں۔ دشمنوں کو پتہ لگ گیا ہے۔ اب یہاں رہنا خلاف مصلحت ہے۔ یہ عورت جو تم سے گفتگو کررہی تھی جے کالی کی رشتہ کی بہن ہے شنکر وغیرہ سب باہر موجود تھے۔ اگر تم باہر جاتے تو جان کی خیر نہ تھی۔ لیکن اب کچھ خوف نہیں ہے میں نے سبکو گرفتار کرکے حراست میں لیلیا ہے۔ جلدی کرنی چاہیئے بہت سے کام کرنے ہیں۔ پالکی باہر موجود ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تمھیں اور اس جسم کو کسی محفوظ

مقام پر بھیجدوں۔

میں اپنے مہربان لڑکے کی آواز فوراً پہچان گیا۔ ہوا فو[illegible]

معہ لاش کے باہر آیا اوس جسم کو پالکی میں لٹا کر میں خود بھی بیٹھ گیا۔ دروازے [illegible]

پالکی روانہ ہوئی۔ اور وہ لڑکا اپنی عادت کے موافق نگاہ سے اوجھل ہوگیا۔

گیارھواں باب

آپ نے کو تو پہچان نہیں سکتا ہوں
کیا میں اقرار کروں تیری شناسائی کا

دیونرائن بابو کے ہوشیار ہونے سے قبل ہی علیحدہ کر دیا گیا۔ ایک تاریک اور سنسان جنگل میں لڑکے کے پیچھے پیچھے چلا جا رہا ہوں۔ تھوڑی دور چلکر لڑکا ٹھہر گیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ جیسے کوئی کسی کا منتظر ہوتا ہے۔ بہت دیر انتظار کو نہیں گذری تھی کہ دور سے سیٹی کی آواز آئی۔ لڑکے نے بھی اس کا جواب سیٹی ہی میں دیا۔ فوراً ایک آدمی جسکا سارا بدن سیاہ کمبل سے ڈھکا ہوا تھا ہمارے سامنے آیا۔

لڑکا (کمبل پوش سے مخاطب ہوکر) کون ؟ - گوبند لال ؟

کمبل پوش - جی ہاں !

لڑکا - میں نے تم سے جس بارہ میں کہا تھا وہ سب انتظام ٹھیک ہوگیا ؟ -

گوبند لال - حضور سب ٹھیک ٹھاک ہے -

لڑکا - پوشاک اور رنگ وغیرہ سب تیار ہے - ؟

گوبند لال - ہاں حضور سب چیزیں طیار ہیں -

لڑکا - اور تمھارے آدمی کہاں ہیں ؟

— سب وہیں ہیں۔ اگر حکم ہو تو حاضر کروں؟

[illegible] کی ضرورت نہیں جب ضرورت ہوگی کہہ دیا جائیگا۔ اب اپنی

[illegible] چلو۔ ہمکو شکل اور لباس بدلنا ہے۔

ہمارے آگے گوبند لال راستہ بتاتا ہوا چلا۔ تھوڑی دور جانے کے بعد ایک جھونپڑی ملی جس میں ہم تینوں داخل ہوئے۔ جھونپڑی کے کونے میں چراغ جل رہا تھا اور ایک پتھر کی چوکی بچھی ہوئی تھی جس پر فرش وغیرہ نہ تھا۔ چوکی کے برابر کھونٹے پر قسم قسم کی ڈاڑھیاں اور مصنوعی سر کے بال رکھے ہوئے تھے۔ چوکی کے سامنے زمین پر چھوٹی چھوٹی پیالیاں رکھی ہوئی تھیں جن میں مختلف قسم کے رنگ تھے۔ الگنی پر کئی قسم کی پوشاکیں لٹک رہی تھیں۔ اس تمام سامان کو دیکھکر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ کسی بہروپئے یا جادوگر کی جھونپڑی ہے۔ گوبند لال نے ایک سیتل پاٹی بچھادی جس پر ہم بیٹھ گئے۔ لڑکے نے کہا "گوبند لال اب رات زیادہ نہیں ہے ان کا جو بھیس بدلنا ہے فوراً بدل دو اور میرا سامان اور ایک چراغ مجھے دو میں باہر جاتا ہوں"۔

لڑکا ایک گٹھری او چراغ لیکر باہر چلا گیا۔ اور گوبند لال میرا بھیس بدلنے کے لئے سامنے آکر بیٹھ گیا۔ پہلے اوسنے ایک قسم کا روغن میرے چہرے پر ملا۔ پھر سیاہ گھونگر والے بال میرے سر پر رکھے۔ انگرکھا اور سلیم شاہی جوتہ پہنا دیا۔ مختصر یہ کہ جب میں نے اپنی صورت آئینے میں دیکھی تو میں خود اپنے آپ کو نہ پہچان سکا۔ میرا چہرہ بالکل تبدیل ہو گیا تھا ممکن نہ تھا کہ کوئی شخص پہچان سکے۔ میں گوبند لال کی صفائی دیکھکر حیران ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ ایک جوگن گلے میں مالا ڈالے ترسول ہاتھ میں لئے ہوئے جھونپڑی کے اندر آئی۔ میں نے بے اختیار پوچھا:۔

میں۔ تم کون ہو؟ یہاں کیوں آئی ہو؟

جوگن۔ کیا آپ مجھے میری آواز سے بھی نہیں پہچان سکتے؟

میں۔ ہاں میں نے پہچانا۔ آپ وہی لڑکے ہیں۔ لیکن آپ کی موجودہ حالت میں کوئی کو [illegible]

مرد نہیں کہہ سکتا - تمہارا لاثانی حسن اور انوکھی وضع نرالی ادا مجھے [illegible] لیتی ہے - حیران ہوں کہ تمھیں عورت سمجھوں یا مرد - دیوتا کہوں یا [illegible] مہربانی کیوں کرتے ہو میرے لئے اسقدر تکلیفیں کیوں اوٹھاتے ہو مجھے تمام زمانہ نے چھوڑ دیا ہے حتے کہ ماں باپ بھی میرے خون کے پیاسے ہیں پھر آپ کی ان خاص عنایتوں کی کیا وجہہ ہو سکتی ہے ؟ - اس میں ضرور کوئی راز ہے - اگر آپ اس معمے کو حل کریں گے تو میں بیحد ممنون ہوں گا -

میری یہ گفتگو سنکر جوگن رونے لگی -

میں - آپ کیوں روتی ہیں ؟

جوگن - مجھے آپ کی بیکسی اور تکلیف پر رونا آتا ہے - کیونکہ باوجود بے قصور ہونے کے آپ کو قسم قسم کی اذیتیں پہونچی ہیں - یہہ تو آپ کو ایک نہ ایک روز خود ہی معلوم ہو جائیگا کہ میں کون ہوں - عورت ہوں یا مرد - فی الحال تو یہی سمجھ لیجیے کہ جب جس کی ضرورت ہوتی ہے ویسی کل اختیار کرنی پڑتی ہے - گو یہہ ظاہر ہے کہ دونوں ہونا غیر ممکن ہے - ان دونوں میں سے ایک ضرور ہوں - ایک روز یہہ امر ضرور شائع ہونی ہے کہ آپ مجھے پہچان لیں اور اصلیت سے واقف ہو جائیں - اب میری ساتھ چلئے - باہر گھوڑے کھڑا ہیں - مہربانی فرما کر بتلائیے کہ آپ گھوڑے پر بخوبی چڑھ سکتے ہیں یا نہیں ؟

میں - ہاں بچپن میں تو گھوڑے پر خوب چڑھتا تھا اب ربط چھٹ جانیکی وجہ سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ اچھا چڑھتا ہوں - اچھا یہ تو بتلا دیجیے کہ میں آپ کو کس نام سے پکاروں ؟

جوگن - جب میں لڑکے کے بھیس میں ہوں تو میرے بھاؤ اور جب عورت کی شکل میں ہوں تو میری جا کہکر پکارا کیجیے - اور مجھے "آپ" ہرگز نہ کہا کیجیے کیونکہ میں اس قابل نہیں ہوں -

اسکے بعد میں اور میرے بھاؤ یا میری جا جھونپڑی کے باہر آئے - دو گھوڑے نہایت

تنہا ہنت عمل کا مع تمام سازوسامان کے سائیں لئے ہوئے کھڑے تھے۔ تب اور بیرجا گھوڑوں پر سوار ہو کر ایک جانب کو چل دیئے۔ رات بہت اندھیری ہے اور میں بیرجا کے پیچھے پیچھے یہہ سوچتا ہوا جارہا ہوں کہ یہہ عورت ہے یا مرد۔ بیر بہاؤ ہے یا بیرجا

بارھواں باب

بجلی اک کوند گئی آنکھوں کے آگے تو کیا
بات کرتے کہ میں لب تشنۂ تقریر بھی تھا

کچھ دور چلنے کے بعد جب آہستہ کسقدر روشنی ہوجانیکی وجہہ سے صاف معلوم ہونے لگا تو بیرجا نے گھوڑے کو بڑی تیزی سے دوڑانا شروع کیا۔ میرا گھوڑا بیرجا کے گھوڑے کے برابر جارہا تھا۔ ہمکو چلتے ہوئے قریباً ایک گھنٹہ ہوا ہوگا کہ صبح ہوگئی۔ پھر سورج نے نکلکر تمام جنگل کی اوس تاریکی کو جو رات کی وجہہ سے ایک ہولناک صورت دکھارہی تھی رفتہ رفتہ بالکل دور کردیا۔ ہمنے گھوڑوں کو ایک سرپٹ چھوڑدیا۔ قریب دوپہر کے سامنے سے ایک پرانا قلعہ دکھائی دیا۔ جسکا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ وہاں پہونچکر ہم گھوڑوں سے اُترپڑے۔ بیرجا نے میری طرف مخاطب ہوکر کہا "راستے میں جو نہر اور جنگل ملا ہے۔ وہیں جاکر گھوڑے چھوڑ آؤ۔ اول تو وہاں کسی کا گذر نہ ہوگا اور بالفرض اگر کوئی آ بھی جائے اور تم سے کچھ پوچھے بھی تو جتنے المقدور چپ رہنا اور جب بہت مجبور ہوجاؤ تو کہدینا کہ میں دیوی رانی کا رفیق ہوں" اس کے سوا اور کچھ نہ کہنا"

بیرجا دیوی یہہ کہکر اوسی ویرانے میں چلی گئی۔ اور میں گھوڑوں کو لیکر جنگل کی جانب روانہ ہوا۔ یہہ کیا مقام ہے اور میں کہاں آگیا۔ اور یہاں کس واسطے آیا ہوں۔ یہہ سب سامان کیوں کیا گیا ہے؟ اور اسقدر تکلیف برداشت کرنیکی کیا وجہہ ہے۔ اگر جب

باتوں کا مطلب میری سمجھ میں بالکل نہیں آیا۔ بیبر جانے مجکو حکم دیا ہے کہ میں اپنے آپ کو دیوی رانی کا رفیق بتلاؤں۔ یہ دیوی رانی کون ہے؟۔ کیا بیبر جا بیبر بھاؤ۔ دیوی رانی ایک ہی ہیں؟۔ میں نے آج تک سائیس کا کام کبھی نہیں کیا تھا۔ باپ کے ہاں جب تک رہا۔ البتہ جب کبھی اصطبل میں جاتا سائیسوں کو کام کرتے ہوئے دیکھتا تھا۔ لیکن یہ کبھی خیال میں بھی نہ آیا تھا کہ مجکو بھی ایک روز یہی کام کرنا پڑیگا۔ جہاں تک ہو سکا میں نے گھوڑوں کی خدمت میں کمی نہیں کی۔ ہری ہری گھاس دیکھکر گھوڑوں کو چھوڑ دیا اور خود نشیب کے درخت کے سایہ میں بیٹھ گیا۔ بہت دیر نہ ہوئی تھی۔ پیروں کی آہٹ دور سے معلوم ہوئی۔ دیکھتا کیا ہوں کہ دو آدمی قلعہ کیجانب جا رہے ہیں جس میں کچھ دیر پیشتر بیبر جا دیوی گئی تھی۔ میں درخت کے پیچھے چھپ گیا کہ کہیں یہہ لوگ مجھکو نہ دیکھ لیں۔ ان آدمیوں نے چاروں طرف دیکھ کر ایک خاص قسم کا اشارہ کیا۔ فوراً ایک اور آدمی جھاڑی سے نکلکر اون کے پاس پہنچا اور یہہ تینوں ایک درخت کے نیچے کھڑے ہوکر آپس میں مشورہ کرنے لگے۔ مجکو اُن کی گفتگو سننے کی بیحد خواہش ہوئی۔ درختوں کی آڑ میں چھپتا ہوا آہستہ آہستہ اوس درخت کے قریب پہونچگیا۔ جہاں یہہ لوگ باتیں کر رہے تھے اون میں یہ باتیں ہو رہی تھیں۔

ایک شخص۔ بیشک یہہ اوسی کی سب حرکتیں ہیں۔ بڑی ہی چالاک اور شریر ہے۔

دوسرا۔ رائے جی نے بھی کئی بار مجھ سے کہا کہ انھیں ذات شریف نے ابتک اوس لڑکی کی جان بچائی ہے۔ مادھو کیا تم نے اپنی آنکھوں سے اوسے قلعہ میں جاتے ہوئے دیکھا ہے۔

مادھو۔ کیا میں جھوٹ کہتا ہوں میں نے خود اوس کو قیدی کے ہمراہ جوگن کے بھیس میں ترسول ہاتھ میں لئے ہوئے اس طرف جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ تو ڈرتا کیوں ہے۔ ایک عورت سے اسقدر خوف کھانیکی کیا وجہہ ہے۔ آؤ چلیں دیکھیں تو وہ کرتی کیا ہے۔

پھر تینوں قلعہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ میں اپنے دل میں سوچنے لگا کہ اب بیرجا کی خبر نہیں ہے اوسنے ناحق میرے واسطے اپنے آپ کو سینکڑوں آفتوں میں مبتلا کیا۔ ایسے وقت میں اوس کا ساتھ دینا میرا فرض ہے۔ اس سے زیادہ نہ سوچ سکا اور دیوانہ وار قلعہ کی جانب چل دیا۔ فوراً ایک آواز میرے کان میں آئی "ایسا لڑکپن ہرگز نہ کرنا"۔ میں نے اُس آواز کی جانب دیکھا تو معلوم ہوا کہ گوبندلال مجھکو بلا رہا ہے۔ میں جب اوس کے پاس گیا تو وہ کہنے لگا:۔

گوبندلال۔ ہماری دیوی رانی کو آپنے کیا سمجھا ہے۔ وہ کیا آسانی سے کسی کے قابو میں آسکتی ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ اون کا بال بیکا نہیں ہوگا اور اپنی عقلمندی سے صاف بچ جائیں گی اور بہہ کمبخت نقصان اوٹھائیں گے۔

میں۔ مہربانی کرکے آپ میرا اطمینان کر سکتے ہیں کہ کیا بیرسہا ؤ۔ بیرجا دیوی رانی کے ہی نام ہیں؟

گوبندلال (کسیقدر ترشروئی سے) یہ آپ کا سوال اور اوس کے متعلق میرا جواب دیوی رانی کی منشاء کے خلاف ہوگا۔ آیندہ سے آپ ایسا سوال کسی سے ہرگز نکریں۔

میں۔ اچھا دیوی رانی کے اس قلعہ میں جانیکا کیا سبب ہے اور اونھوں نے اسقدر تکلیف یہاں آنے کے واسطے کیوں اٹھائی ہے؟۔

گوبندلال۔ آپ اطمینان اور خاموشی سے دیوی رانی کی سب کارروائیاں دیکھئے آپکو خود ہی سب کچھ معلوم ہو جائیگا۔

یکایک بڑے زور سے رونیکی آواز آئی۔ گوبندلال نے گھبرا کر مجھ سے کہا "آپ یہیں جھاڑیوں میں چھپ جائیے میں جاکر دیکھ آؤں کہ کیا معاملہ ہے"۔ یہہ کہکر گوبندلال ایک طرف کو بہت تیزی سے چلدیا۔ میں حسب ہدایت جھاڑیوں میں پوشیدہ ہوگیا اور حیران تھا کہ دیوی رانی کون ہے۔ اوس کے اختیارات اسقدر وسیع کیوں ہیں کہ سب اوس سے ڈرتے ہیں۔ ابھی میں اپنے خیالوں میں زیادہ دیر تک محو نہیں رہا تھا کہ دیکھتا ہوں سامنے

کچھ فاصلے پر دیوی رانی گوبند لال سے چین بجبیں ہو کر کہہ رہی ہیں :۔

دیوی رانی - اس قدر رنگوں بہانا اچھا نہیں ہے - وہ بیچارے ہمارے ہاتھ سے بچکر کہاں جا سکتے تھے - خیر اب جو کچھ کرنا ہے جلدی کرو -

گوبند لال نے میرے پاس آکر مجھے اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا - میں نے گھوڑوں کی باگ ڈور ہاتھ میں لی اور پیچھے پیچھے ہو لیا - کچھ دور جانے کے بعد گنجان درختوں سے نکلکر وہ سین دیکھا کہ ہوش اُڑ گئے - آنکھوں کے سامنے بجلی سی کوند گئی - دیونراین بالو کا اکلوتا بیٹا نرمل سامنے موجود ہے - اب میں نے سمجھا کہ اسی کی رہائی کے لئے دیوی رانی نے یہ سب تکلیفیں برداشت کی ہیں - میری آنکھوں سے خوشی کے آنسو جاری ہو گئے سر میں چکر آنے لگا اور بیٹھ گیا - گوبند لال نے نہایت آہستہ سے کان میں کہا یہاں رونیکا کچھ کام نہیں ہے - ذرا ہمت سے کام لو - ورنہ بڑی دقت پیش آئیگی اور پھر کچھ کرتے دھرتے نہ بنیگا - آپ ہماری دیوی رانی کو دیکھئے کہ باوصف کم سنی کیسی بہادر ہیں غور سے سُنیئے اور ہوش میں آئیے کیونکہ آپ کو دیوی رانی کے بہت سے حکموں کی تعمیل کرنی ہوگی - بھولا لو آپ کے سامنے کھڑے ہیں میرے خیال میں آپ ان کو بخوبی پہچانتے ہوں گے - انہیں کیلئے یہ سب تکلیفیں اٹھائی گئی ہیں - آپ ان سے گفتگو ہرگز نہ کیجئے گا ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کو پہچان لیں - صرف اسی واسطے آپ کا بھیس بدلا گیا ہے - انکے پاس جا کر کہیں پھر نہ رو دیجئے گا - بلکہ نہایت استقلال سے کام لیجئے - وہ کچھ ہی کیوں نہ پوچھیں آپ جواب نہ دیجئے اپنے آپ کو گونگا ثابت کیجئے گا - اور ان کو بھی آپ کے گونگے ہونیکا اطمینان دلا دیا گیا ہے - دونوں آدمی گھوڑوں پر سوار ہو کر جس راستے سے آپ ابھی آئے ہیں اسی طرف چلے جائیے - آپ ہوشیار اور ذی عقل ہیں یقیناً راستہ نہ بھولیں گے - اگر راستہ بھول گئے تو بڑی دقتوں کا سامنا ہوگا - ادھر میں سے کوئی شخص آپ کی اس غلطی کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا - کل رات جس جھونپڑی میں آپ نے بھیس بدلا تھا - وہاں پہونچ کر گھوڑوں کو جنگل میں چھوڑ دیجئے اور اپنے ساتھی کو اشارہ سے

سے کہدیجئے گا کہ وہ چلے جاویں۔ جو میں نے کہا ہی اوسے خوب یاد رکھیئے گا ورنہ بڑی دقت کا سامنا ہوگا۔

میں بہت اچھا کہکر گوبندلال کے ساتھ نرمل کنوار کے پاس گیا اور چپ چاپ کھڑا ہوگیا۔ گوبندلال نے نرمل کے کان میں کچھ کہا۔ اوس کے بعد ہم سوار ہوکر منزل مقصود کی طرف روانہ ہوئے۔

تیرھواں باب

سانس بھی لوں تو یہ ہو جاتا ہے نقشا میرا
منہہ سے باہر نکل آتا ہے کلیجا میرا

جاتے جاتے دوپہر ہوگئی۔ رات کی بیداری۔ سفر کی تکلیف۔ مزید برآں بھوک پیاس غرض یہ مصیبتیں بھی نرمل کے سوا میرے ساتھ تھیں۔

ناظرین! آپ اوس وقت کی تکلیف کا اندازہ کرسکتے ہیں کہ نرمل بھیا میرے ساتھ ہیں اور مجکو اون سے بات کرنیکی بھی اجازت نہیں۔ اگر کبھی وہ میری جانب دیکھتے ہیں تو اس خوف سے کہ وہ پہچان نہ لیں میں اپنا منہہ پھیر لیتا ہوں۔ آخرکار ۲ بجے شام کو اوسی جھونپڑی میں پہونچا جہاں سے کل دلوی رانی کے ساتھ گیا تھا۔ یہاں پہنچکر ہم گھوڑوں سے اترپڑے۔ نرمل سے کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہ پڑی۔ اوسنے میری جانب دیکھا اور گھوڑے کی باگ چھوڑ کر ایک جانب کو چل دیا۔ اب میں حسب ہدایت گوبندلال کے گھوڑے کو اوسی جنگل میں چھوڑ کر جھونپڑی کے اندر حسرت و یاس کیساتھ گیا۔ بہروپ کا لباس اوتار ڈالا اور اپنے اصلی کپڑے پہن لئے۔ لیکن باوجود دھونے کے وہ روغن جو گوبندلال نے میرے چہرے پر لگایا تھا نہیں چھٹا۔ جب منہہ ہاتھ دھونے سے طبیعت کو کسیقدر سکون حاصل

ہوگیا تو بھوک نے بیچین کر دیا۔ اوسی حالت اضطراب میں جھوپڑی میں تلاش کرنے لگا کہ شاید کچھ کھانیکی چیز مل جاوے۔ لیکایک دیکھا کہ طاق پر کچھ پھل اور ایک تھالی میں قدرے شیرینی رکھی ہوئی ہے۔ مجکو شدت بھوک میں یہ سادی اور معمولی چیز بھی نعمت معلوم ہوئی۔ رفتہ رفتہ رات ہوگئی۔ تمام جنگل میں گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا۔ بہت دیر تک اپنے گذشتہ حالات سوچتا رہا اور پھر سو گیا۔

آنکھ جب کھلی کہ سورج نکل آیا تھا اور گوبندلال اُس وقت سامنے موجود تھا۔ میں اوس کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور دیوی رانی کی خیریت پوچھی۔

گوبندلال۔ دیوی رانی اچھی ہیں۔ آپ اون کے واسطے متفکر نہ ہوجیئے ایک خاص وجہہ سے ہم لوگ ابتک نہ آسکے۔ آپ معاف کیجیئے گا۔ کیونکہ تنہائی کی وجہ سے آپ کو بہت تکلیف ہوئی ہوگی اور سفر وغیرہ کی تکلیف سے بھی آپ بہت تھک گئے ہوں گے ہاں یہہ تو فرمائیے کہ جس شخص کے ساتھ آپ آئے تھے اوسنے آپ کو پہچانا تو نہیں اور کوئی قسم کی گفتگو درمیان میں نہیں آئی"۔

میں۔ نہیں ہمارے درمیان میں کوئی گفتگو نہیں آئی۔ اور نہ اُنہوں نے مجکو پہچانا۔ تمھارے حکم کی پوری پوری تعمیل کی گئی۔

گوبندلال۔ آپ کیا فرماتے ہیں۔ میں کیا اور میرا حکم کیا۔ میں نے صرف اس غرض سے یہ عرض کیا تھا کہ اگر کوئی اس قسم کا معاملہ پیش آیا ہو اور اُنہوں نے آپ کو پہچان لیا ہو تو اوس کا بندوبست کیا جاوے۔ لباس وغیرہ تو آپنے تبدیل کر لیا لیکن چہرے کی رنگ ابھی بدستور ہے۔

میں۔ بہت کوشش کی لیکن یہہ رنگ نہیں چھوٹا۔ کیا تمام عمر میری صورت ایسی ہی رہیگی؟

گوبندلال۔ اس رنگ کے چھوٹنے کی ایک خاص ترکیب ہے، اوس کے سوا اور کسی طریقہ سے نہیں چھوٹ سکتا۔ ہماری دیوی رانی اتنے عرصے تک لڑکے کے بھیس میں

رہیں اور اسی رنگ کا استعمال کرتی رہیں جہاں تک میرا خیال ہے آپ نے اون کو ہرگز نہیں پہچانا - یہ رنگ نہایت پختہ ہوتا ہے - آپ تب اب میں اس کے چھڑانیکی ترکیب کرونگی چوکی کے قریب جو سبز پتیاں رکھی ہوئی تھیں اون میں سے گوبند لال نے چند پتیاں اوٹھا کر چہرے پر ملنا شروع کیں - فوراً رنگ زایل ہو گیا اور میری اصلی صورت نکل آئی -

گوبند لال کی آج کہیں دعوت ہے اسلیے اوس کو عجلت ہے - اوس نے میرے واسطے کھانے پینے کا سب سامان فراہم کر دیا اور میں نے اپنے ہاتھ سے پکا کر مزے لطف سے بھوجن کیا - کھانے سے فارغ ہو کر میں نے گوبند لال سے پوچھا کہ "تمھاری مہربانی سے ابتک میری جان بچی لیکن یہ نہ معلوم ہوا کہ مجھ بیکس پر آپ بے واسطہ کیوں مہربانی کرتے ہیں؟ دیوتراین بابو کا کیا حشر ہوا؟ - جیتے ہیں یا مر گئے؟ - اور نرمل بھیا کے متعلق آپنے کچھ نہیں تبلایا -

گوبند لال - آپ ذرا صبر سے کام لیجیے - گھبرائیے مت سب باتیں اپنے اپنے وقت پر معلوم ہو جائیں گی آپ جھوپڑی سے باہر نہ نکلیے گا کیونکہ چاروں طرف تلاش میں جاسوس پھر رہے ہیں شام کو غالباً دیوی رانی بھی آپ کے پاس آئیں گی وہ جیسا حکم دیں ویسا کیجیے گا - میں بچھونا بچھائے دیتا ہوں آپ آرام کیجیے -

گوبند لال نے زمین پر میرے واسطے بستر بچھا دیا اور خود دعوت کھانے چلا گیا - مجکو کچھ دیر کے بعد نیند آگئی اور غافل سو گیا - پانچ بجے آنکھ کھلی باہر سے دیوی رانی کے گانے کی آواز کان میں آئی میں فوراً اوٹھکر باہر گیا اور یہ دیکھکر بہت خوش ہوا کہ دیوی رانی جنگل سے میری طرف آرہی ہیں لیکن آج وہ بیرجا جوگن کے بھیس میں نہیں ہیں بلکہ اپنے پرانے لڑکے کے بھیس میں ہیں - پاس پہنچیں تو ہنسکر کہا :-

دیوی رانی - اگر آج نیا تماشا دیکھنا چاہتے ہو تو یہاں سے پورب کی طرف سڑک پر چلے جاؤ تھوڑی دور جانے کے بعد ایک بازار ملیگا جہاں ایسی سیر ہے کہ تمنے عمر بھر نہ دیکھی ہوگی اب دیر مت کرو -

میں - کیا تم میرے ساتھ نہ چلوگی؟ -

دیوی رانی - نہیں تم کو تنہا جانا ہوگا -

میں - واپسی پر تم سے کب اور کہاں ملاقات ہوگی ؟

دیوی رانی - دیر مت کرو - اپنا راستہ لو - مجکو جب ضرورت ہوگی تم سے مل جاؤں گی -

میں اوس کے کہنے کے مطابق پورب کی طرف چلدیا -

چودھواں باب

عیش بے رنج کہاں غمکدۂ عالم میں
نظر آتی ہے خوشی خندۂ بیمار مجھے

جاتے جاتے بہت دیر نہیں گذری تھی کہ میں ایک بستی میں پہونچا - دریافت کرنے پر اوس بستی کا نام دیو گرام معلوم ہوا - اب میری حیرت کا کوئی اندازہ نہیں رہا - کیونکہ یہ وہی بستی ہے جس میں دیو نراین بابو رہتے ہیں اور میں باوجود قریب رہنے کے بھی اب تک معلوم نہ کر سکا -

بازار میں آدمیوں کی کثرت سے دم گھٹا جاتا تھا - بڑی مشکل سے بھیڑ کو چیر کر ایک مقام پر پہونچا - جہاں میں نے دیکھا کہ میرے خسر اور بہت سے آدمی کچھ صلاح کر رہے ہیں - اون کو دیکھکر میرے حواس باختہ ہوگئے - فوراً ایک دوکان کے پیچھے چھپ گیا اور حد تعجب اور افسوس کے ساتھ دیکھا کہ دیو نراین بابو اپنی شریمتی رانی کا ہاتھ پکڑے کھڑے ہیں دیو نراین بابو کا چہرہ بالکل زرد تھا اور آج وہ ٹھیک ایک ضعیف معلوم ہوتے تھے - میں نے چاہا کہ اون سے ملوں اور سب حال دریافت کروں - لیکن اس خوفناک موقع نے اجازت ندی - خوبی قسمت سے بڑی تلاش کے بعد مجکو ایک ایسی محفوظ جگہ مل گئی جہاں سے میں نے بابو جی کی تمام گفتگو سنی وہ کہہ رہے تھے -

دیونرائن بالو- آپ لوگ میری بدقسمتی کی کہانی ذرا غور سے سُنیئے- یہ عورت جس کو ایک عرصہ تک میں اپنی بیوی سمجھتا رہا اور جس کے ساتھ میں نے بڑی خواہش سے شادی کی تھی انتہا درجہ کی بد اطوار ثابت ہوئی- اسی کی وجہ سے میرے اکلوتے بیٹے نرل کنوار نے جلاوطنی اختیار کی- ہرچند نامی ایک لڑکا میرے یہاں رہتا تھا اوس سے میرے لڑکے نے تمام وجوہات اپنی علیحدگی کے بیان کئے جس سے معلوم ہوا کہ یہی بد ذات عورت اوس کی تمام تکلیفوں کا باعث ہوئی- مجھے بھی اسنے کئی مرتبہ زہر دیا- لیکن ایک نامعلوم دیوتا کی مہربانی سے میں بچگیا- اب آپ لوگ فرمائیں کہ اسکو کیا سزا دی جائے؟

بہت سے آدمی ایکبارگی ہمزبان ہوکر بولے کہ "ایسی عورت کو بورئیے میں لپیٹ کر پھونک دینا چاہیئے"- ایک ضعیف بزرگ صورت نے کہا "میری رائے میں آپ اس کو اپنے گھر سے نکال دیں اور کچھ سروکار نہ رکھیں"- بالو جی نے بھی اس شخص کی رائے کو پسند کیا- اور باواز بلند کہا "مجکو اس ناپاک عورت سے کچھ واسطہ نہیں ہے جو اس کا دل چاہے سو کرے اور جہاں چاہے رہے"-

دیونرائن بالو کا یہ سخت فیصلہ سُنکر جے کالی غش کھا کر گر پڑی- سب لوگ حیران رہ گئے اتنے میں دو آدمی بھیڑ کو چیر کر نکلے اور جے کالی کو اوٹھا کر چل دیئے- کسی نے اونکو نزدیکا- جے کالی کے اوٹھا لیجانے کے بعد بھیڑ چھنٹ گئی- خاص خاص آدمی رہگئے- اوس وقت دیونرائن بالو نے یہ نصیحت آمیز کلمے کہے:-

"سب کو اس واقعہ سے عبرت ہونی چاہیئے اور یہ سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ بڑھاپے میں شادی کرنا کس حد تک نازیبا ہے"-

میں نے دیکھا کہ اوسی وقت نرل کسی طرف سے دوڑتا ہوا آیا اور اپنے باپ کے پاؤں پر گر پڑا- بالو جی نے بیٹے کا سر سینہ سے لگایا اور بہت روئے- جب کچھ دیر بعد آنسو تھمے تو اس طرح سے کہنے لگے -

دیونرائن بالو- بیٹا جو کچھ تمکو تکلیفیں ہوئی ہیں اون کو دل سے بھلا دو اور اپنے لوٹ آنے

باپ کی حفاظت کرو۔ اپنا راج پاٹ سنبھالو۔ میں نے دُنیا کا خوب لطف اوٹھایا اب صرف
پرمیشور کی یاد کرنی چاہیئے۔ تم جانو اور ریاست کے کاروبار۔ مجکو کچھ غرض نہیں جو چاہو کرو
باوجودیکہ میرے خُسر وہاں موجود تھے۔ لیکن یہہ خیال کرکے کہ اتنے آدمیوں میں وہ میرا
کیا کر سکتے ہیں میں نے چاہا کہ دیونرائن بابو کے پاس جاکر اون سے ملوں اس خیال سے آگے
چلنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ گوبندلال نے جو نہ معلوم وہاں کب سے موجود تھا مجکو سختی کے
ساتھ منع کیا اور مجبور ہو کر میں باز رہا۔ دیونرائن بابو اپنے گھر جانے پر راضی نہیں ہوتے
تھے۔ اون کا یہ منشاء تھا کہ جنگل میں جاکر یاد خدا میں مشغول ہوں لیکن سب لوگوں نے
اون کو سمجھا بُجھا کر نرمل کنوار کے ساتھ اون کے گھر بھیجا۔

میں حیران و پریشان ادھر اُدھر پھرتا رہا۔ کبھی میرے دل میں آتا تھا کہ میں دیونرائن
بابو کے گھر جاؤں اور کبھی سوچتا تھا کہ دیوی رانی میرے انتظار میں بیٹھی ہوں گی۔ مجھکو
چاہیئے کہ یہہ سب حالات اون کو جا کر سناؤں۔ آخر کار میں جھونپڑی کے خیال سے جنگل کی
جانب روانہ ہوا۔ کچھ دور چلا تھا کہ کسی آدمی نے آکر مجکو دھکا دیا۔ پیچھے پھر کر دیکھنے
سے معلوم ہوا کہ بہت سے آدمی میرے تعاقب میں ہیں۔ میں نے بھاگنے کی کوشش کی
اونہیں میں سے ایک شخص نے دوڑ کر میری پشت پر لاٹھی ماری اور میں بیہوش ہو کر گر پڑا

پندرھواں باب

سانس دیکھے تن بسمل میں جو آتے جاتے
اور کچھ کا دبا جلاد جتاتے جاتے

میں کہاں ہوں؟ اور یہہ کیا مقام ہے۔ ایک تیرہ و تار کوٹھری میں بند ہوں سوائے
اندھیرے کے اور کچھ نہیں دکھائی دیتا۔ میں زندہ تھا لیکن شدت درد سے بد تر از

مردہ کچھ دیر تک شدتِ تکلیف سے بہت بے چین رہا - آخرکار بیہوش ہوگیا -
مجکو نہیں معلوم کہ کتنے عرصہ تک اس حالت میں رہا لیکن جب ہوش آیا تو دیکھا
کہ گوبندلال سامنے موجود ہے اور کہہ رہا ہے :-

گوبندلال - آپ کی کمر میں سخت چوٹ آئی - لیکن گھبرائیے نہیں جلد صحت ہو جائیگی -

میں - گوبندلال یہ کیا مقام ہے اور میں کہاں ہوں ؟

گوبندلال - جس کی وجہ سے آپ نے اسقدر تکلیفیں اُٹھائی ہیں آپ اوسی کے
قبضہ میں ہیں اور اوسی کے مکان میں قید ہیں -

میں - مجکو اسقدر کیوں تکلیف دی جاتی ہے اور ان ظلموں کی کیا وجہ ہے - ؟
مہربانی کرکے اس کا سبب بتلاؤ ؟

گوبندلال - آپ خاموش رہیں - ایسی باتیں مجھ سے نہ پوچھیں -

اس گفتگو کے بعد گوبندلال نے کوئی دوا میرے جسم پر لگائی اور چلتا ہوا - دوسرے
روز شب کے وقت گوبندلال آیا میرا حال دریافت کیا اور کچھ کھانے وغیرہ کی چیزیں
سامنے رکھدیں -

میں - بھائی گوبندلال مجکو بالکل بھوک نہیں ہے معاف کرو اس وقت کچھ نہیں کھا سکتا

گوبندلال - خیر بہتر ہے - اس وقت نہ کھائیے کیونکہ ابھی آپ کو بخار بہت شدت سے
ہے - لیکن غور سے سنئے اگر کوئی آدمی آپ کے پاس آوے تو آپ اوس سے ہرگز کچھ سوال
نہ کریں اور یہ بھی ظاہر نہ ہونے دیں کہ میں اور دیوی رانی آپ کے ساتھی ہیں دیکھئے
بہت مستقل رہئیگا -

گوبندلال یہ کہکر چلا گیا اور میں اپنے خیالات میں ڈوب گیا - یکایک دروازہ
کھلا ایک شخص اندر چلا آیا اور مجھ سے جھڑک کر پوچھا " کیوں اب تو کیسا ہے آنکھیں
کھول اور میری طرف دیکھ "

میں نے جواب دیا اچھا ہوں اور رمون کاٹری تمنا کے ساتھ انتظار کر رہا ہوں

یقین ہے کہ اب آپ کو میرے بارے میں زیادہ تکلیف نہ اوٹھانی پڑیگی۔

رائے جی (کیونکہ یہ شخص رائے جی تھا) بدمعاش میں تجھکو ضرور جان سے مار ڈالونگا

میں۔ جو آپ کی مرضی ہو کیجئے۔ سسک سسک کر مرنے سے یہی بہتر ہوگا کہ ایک دفعہ ہی مار ڈالئے کہ قصہ پاک ہو۔

رائے جی۔ زیادہ بکنے سے کچھ فائدہ نہیں جو ہمارا دل چاہیگا کرینگے

میں۔ یہ تو بتلایئے کہ آپ مجھے اتنی تکلیفیں کیوں دیتے ہیں۔ میں نے تمھارا کیا قصور کیا ہے۔ تم خسر ہوکر مجھکو اسقدر کیوں ستاتے ہو؟۔ جس شخص کو میں نے اٹھارہ برس تک اپنا باپ سمجھا۔ کیا وہی درحقیقت درپے آزار ہے؟۔ کیا وہ میرا باپ نہیں ہے۔ براہ مہربانی اس ظلم وستم کی وجہہ بتایئے؟

پھر مجھ سے ضبط نہ ہوسکا رونے لگا۔ میری گریہ وزاری پر اوس شقی کو کسیقدر رحم آیا اور نہایت نرمی سے کہا:۔

رائے جی۔ میں سب جانتا ہوں کہ تم جس تکلیف میں ہو اور یہہ بھی مجکو علم ہے کہ تمکو یہ تکلیفیں کیوں دی جاتی ہیں؟۔ اگر تم میری باتوں کا جواب سچ سچ دوگے تو میں تجھیں یہ تمام باتیں بتلادونگا۔

میں۔ آپ پوچھیے سب ٹھیک ٹھیک بتادونگا بشرطیکہ آپ میرے ماں باپ کا حال مفصل بتادیں۔

رائے جی۔ اچھا بتاؤ کہ جیلخانہ سے بھاگ جانیکا راستہ تم کو کسنے بتایا؟ پوشیدہ دروازے کی کنجی تمھارے ہاتھ کیونکر آئی؟۔ تمھارے بھاگنے میں کس نے مدد کی؟ منگلا بوڑھی کے گھر رات کو بھیس بدل کر کیونکر جا پہونچے؟۔ دیونرائن بابو کے یہاں تمھارا گذر کیونکر ہوا؟۔ تم تین روز تک دیونرائن بابو کا سر اپنی گود میں لئے کس کی صلاح سے بیٹھے رہے؟۔ منزل کا پتہ کسنے بتایا اور تم نے اوسکو کیونکر چھڑایا۔؟

اگر ان باتوں کا جواب تم نے اپنے [illegible] صحیح دیا تو قید سے چھوٹ جاؤگے اور تمکو

تمھارے متعلق تمام حالات معلوم ہو جائیں گے -

یہ سوالات سنکر میرے ہوش بجا نرہے اور میں نے اپنے دل میں ارادہ کرلیا کہ چاہے جو کچھ ہو میں دیوی رانی کا نام ہرگز ظاہر نہ کروں گا - مجکو خاموش دیکھکر رائے جی کو بے انتہا غصہ آیا اور جب اُنہوں نے جواب کے واسطے بہت مجبور کیا تو میں نے صرف اتقدر کہا بس "ایشور نے مجکو بچایا" اور خاموش ہو رہا -

رائے جی کے غصہ کی اب کوئی انتہا نرہی - اُنہوں نے اپنا ڈنڈا ہاتھ میں لیکر کہا

رائے جی (بہت غصّہ سے) دیکھ اب تیری کیا گت بناتا ہوں - دیکھوں اب تجکو کون بچاتا ہے -

رائے جی نے بجید ڈرایا اور دھمکایا - لیکن میں نے سوای خاموشی کے اور کچھ جواب ندیا - تب رائے جی نے کہا :-

رائے جی - اچھا اب دیکھ تیری کیا حالت ہوتی ہے - میں ہی گوبند لال کو تیری خدمت کیواسطے بھیجتا تھا اب اوس کو بھی منع کردوں گا - اور تو اسی کوٹھڑی میں عمر بھر پڑا رہے گا -

یہ کہکر اوس کمبخت نے میرے ایک لات ماری اور دروازہ بند کر کے چلا گیا -

سولھوان باب

ستارہ ہے ایک ایک جلاد جس کا
ہم اوس آسمان کے ستائے ہوئے ہیں

مجکو اس قیدخانے میں ایک ہفتہ اور گذر گیا - لیکن گوبند لال ابتک بھولے سے بھی نہ آیا - ایک دوسرا شخص دونوں وقت میرے واسطے کھانا لاتا تھا - گو میں نے بہت چاہا کہ اس سے کچھ پوچھوں - لیکن یہ شخص ذرا مخاطب ہوا - میرا ہر [illegible] اندھوے [illegible]

پانی لانے کا کبھی برف لانے کا کبھی تمباکو بھرنے کا حقہ تو کسی دل جلے عاشق کی طرح ہر دم گرم رہتا تھا۔ سب جا کر بیگم صاحبہ سے کہتے حضور میاں کا شطرنج تو ہمارے جی کا جنجال ہو گیا۔ دن بھر دوڑتے دوڑتے پیروں میں چھالے پڑ جاتے ہیں یہ بھی کوئی کھیل ہے کہ صبح کو بیٹھے تو شام کر دی۔ گھڑی دو گھڑی کھیل لیا چلو چھٹی ہوئی اور پھر حضور تو جانتی ہیں کہ کتنا منحوس کھیل ہے۔ جسے اس کی چاٹ پڑ جاتی ہے۔ کبھی نہیں پنپتا۔ گھر پر کوئی نہ کوئی آفت ضرور آتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک کے پیچھے محلے کے محلے تباہ ہوتے دیکھے گئے ہیں محلہ والے ہر دم ہمیں لوگوں کو ٹوکا کرتے ہیں۔ شرم سے گڑ جانا پڑتا ہے۔ بیگم صاحبہ کہتیں۔ مجھے تو یہ کھیل خود ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ پر کیا کروں؟ میرا کیا بس ہے؟

محلہ میں دو چار بڑے بوڑھے آدمی تھے۔ وہ طرح طرح کی بدگمانیاں کرنے لگے اب خیریت نہیں جب ہمارے رئیسوں کا یہ حال ہے۔ تو ملک کا خدا ہی حافظ ہے یہ سلطنت شطرنج کے ہاتھوں تباہ ہوگی۔ لچھن برے ہیں۔

ملک میں واویلا مچا ہوا تھا۔ رعایا دن دھاڑے لٹتی تھی پر کوئی اس کی فریاد سننے والا نہ تھا۔ دیہاتوں کی ساری دولت لکھنؤ میں کھچی چلی آتی تھی۔ اور یہاں سامان عیش کے بہم پہنچانے میں صرف ہو جاتی تھی۔ بھانڈ۔ نقال۔ کتھک۔ ارباب نشاط کی گرم بازاری تھی۔ ساقنوں کی دکانوں پر اشرفیاں برستی تھیں۔ رئیس زادے ایک ایک دم کی ایک ایک اشرفی پھینک دیتے تھے۔ مصارف کا یہ حال اور انگریزی کمپنی کا قرضہ روز بروز بڑھتا جاتا تھا۔ اس کی ادائیگی کی کسی کو فکر نہ تھی۔ یہاں تک کہ سالانہ خراج بھی نہ ادا ہو سکتا تھا۔ رزیڈنٹ بار بار تاکیدی خطوط لکھتا

دھمکیاں دیتا مگر یہاں لوگوں پر نفس پروری کا نشہ سوار تھا۔ کسی کے کان پر جوں نہ رینگتی تھی۔

خیر میر صاحب کے دیوان خانے میں شطرنج ہوتے کئی مہینے گذر گئے۔ نت نئے نئے نقشے حل کئے جاتے۔ نئے نئے قلعے تعمیر ہوتے اور مسمار کئے جاتے۔ کبھی کبھی کھیلتے کھیلتے آپس میں جھڑپ ہو جاتی۔ تو تو میں میں کی نوبت پہنچ جاتی۔ پر یہ شکر رنجیاں بہت جلد دفع ہو جاتی تھیں کبھی ایسا بھی ہوتا کہ مرزا جی روٹھ کر اپنے گھر چلے جاتے۔ میر صاحب بساط اٹھا کر اپنے گھر میں آ بیٹھتے۔ اور قسمیں کھاتے۔ کہ اب کبھی شطرنج کے نزدیک نہ جائیں گے۔ مگر صبح ہوتے ہی دونو دوست پھر مل بیٹھتے۔ نیند ساری بدمزگیوں کو دُور کر دیتی تھی۔

ایک دن دونوں احباب بیٹھے شطرنج کے دلدل میں غوطے کھا رہے تھے کہ شاہی رسالہ کا ایک سوار وردی پہنے اسلحہ سے لیس میر صاحب کا نام پوچھتا آ پہنچا میر صاحب کے حواس اڑے۔ اوسان خطا ہو گئے۔ خدا جانے کیا بلا سر پر آئی۔ گھر کے دروازے بند کر لئے۔ اور نوکروں سے کہا۔ کہدو گھر میں نہیں ہیں۔

سوار نے پوچھا۔ گھر میں نہیں ہیں تو کہاں ہیں کہیں چھپے بیٹھے ہونگے۔

خدمتگار۔ میں یہ نہیں جانتا۔ گھر میں سے یہی جواب ملا ہے۔ کیا کام ہے؟

سوار۔ کام تجھے کیا بتاؤں حضور میں طلبی ہے۔ شاید فوج کے لئے کچھ سپاہی مانگے گئے ہیں۔ جاگیردار ہیں کہ مذاق ہے۔

خدمتگار۔ اچھا تشریف لے جائیے۔ کہہ دیا جائیگا۔

سوار۔ کہنے سننے کی بات نہیں ہے۔ میں کل فوراً آؤنگا۔ اور تلاش کر کے

کو لے گیا۔ رستہ ختم ہونے پر ایک اور بڑا مکان ملا۔ جہاں ایک دوسرا آدمی موجود تھا

جس نے ہمارے قریب آ کر کہا:۔ "ڈرو مت میں بیر بہادر ہوں"۔

یہ کہکر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک بند دروازے کے پاس لے گیا اور دروازے کی درازوں میں سے جھانکنے کے واسطے اشارہ کیا۔ میں نے صاف طور سے دیکھا کہ ایک عورت آدمی کی چھاتی پر چڑھی ہوئی اوس کا گلا گھونٹ رہی ہے اور ایک تیسرا آدمی ہاتھ میں لاٹھی لئے ہوئے پہرہ دے رہا ہے۔ اس خوفناک سین کو دیکھکر رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں ایک نگاہ میں ان شخصوں کو نہیں پہچان سکا تھا لیکن پھر پہچانا کہ یہ جے کالی ہے جو نرل کا گلا گھونٹ رہی ہے۔ مجکو ایک جوش پیدا ہوا اور تمام بدن میں رعشہ پڑ گیا اور بیتاب ہو کر بیر بہادر سے کہا:۔

میں۔ ہائے افسوس اب نرل کی جان کیونکر بچیگی؟

بیر بہادر (ہنسکر) یوں بچیگی۔ اور یہ کہکر بندوق کا فیر کیا جس کی آواز نہایت بلند ہوئی۔ جے کالی نے نرل کو فوراً چھوڑ دیا۔ اور حیران ہو کر ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔ ہم تینوں آدمی ایکبارگی کواڑ کی چول اوتار کر اندر پہونچے۔ گنگا دھر نے بغیر کسی گفت و شنید کے اوس آدمی کی لاٹھی چھین لی جو پہرہ دے رہا تھا۔

اسی عرصہ میں جے کالی نے بھاگ جانیکی کوشش کی۔ لیکن بیر بہادر نے اوسکے پیر پر دے مارا اور تھوڑا سا کلوروفارم (بیہوشی کی دوا) جبراً سنگھا دیا جسکے اثر سے وہ بیہوش ہو گئی۔ پھر جے کالی کے ہاتھ پاؤں ایک سوت کی ڈوری سے مضبوط باندھ دیئے اور گنگا دھر نے بھی اپنے قیدی کو مضبوط باندھ دیا۔ میں نے نرل کو گنگا دھر نے پہرے والے کو اور بیر بہادر نے جے کالی کو اوٹھا لیا اور پھاٹک سے نکلکر ٹرک پر روانہ ہوئے۔ کہاں جا رہا ہوں؟ یہ کون سا رستہ ہے؟ میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ اندھیرے کی وجہ سے مطلق اوس مقام کو نہیں پہچان سکتا۔ تھوڑی دور جانے کے بعد بیر بہادر ٹھہر گیا اور پکار کر کہا۔ "جے پال میرا کام تو پورا ہو گیا اب تم

اپنا حال کہو"؟

جے پال - (جو یہاں پہونچکر ہمکو ملا) میرا کام بھی سب ٹھیک ہے اور آپ کے حکم کی پوری تعمیل کی گئی ہے۔

بیر بہادر - اب رات کسقدر باقی ہوگی؟

جے پال - غالباً تین بجے ہوں گے۔

بیر بہادر - تو میرے خیال میں رائے جی کو لوٹنے میں بہت دیر ہے۔

جے پال - جی ہاں ابھی بہت دیر ہے۔

بیر بہادر - تمہارے سپاہی سب طیار ہیں؟

جے پال - حضور سب طیار ہیں۔

بیر بہادر (ہم لوگوں کی طرف اشارہ کرکے) ان لوگوں کو اپنی جائے قیام پر لے جاؤ۔ جب جے کالی اور اوس کے ساتھی کو ہوش ہو تو ان دونوں کو علیحدہ کردینا تاکہ وہ منزل کو نہ دیکھنے پائیں۔ اور سبکو اپنے اپنے موقع پر پہونچا دینا اور جب سب کام سے فارغ ہو جاؤ تو قید خانہ میں آکر مجھ سے ملنا۔

یہ کہکر بیر بہادر چلا گیا اور ہم لوگ اوس کے حکم کے موافق جے پال کے ساتھ روانہ ہوگئے

سترھواں باب

خندہ زن ہے یاس میرا شوق ساماں دیکھکر
بیٹھکر روتی ہے حسرت دل کے ارماں دیکھکر

صبح ہوگئی سورج دمبدم اونچا ہونے لگا اور دھوپ تیز ہوتی جاتی ہے جہاں میں ہوں یہ ایک کہنہ عمارت ہے۔ گری ہوئی دیواروں کے ڈھیر جا بجا پڑے ہوئے ہیں آنرل میرے پاس سر بگریبان بیٹھے ہیں جے کالی کو صبح ہونے ہی معلوم ہے پال کہاں لیکر

چلا گیا۔ مجکو نرمل کنوار نے مطلق نہیں پہچانا۔ کیونکہ دیوی رانی کی احتیاط پسند طبیعت نے پہلے ہی تن لتا بنا دیا تھا۔ اور مجکو ہرچند راس وقت کوئی نہیں پہچان سکتا۔ گو دیوی رانی نے نرمل سے بات چیت کرنیکی ممانعت نہیں کی تھی۔ مگر میں اس خیال سے کہ شاید نرمل سے گفتگو کرنا دیوی رانی کی مصلحت کے خلاف ہو خاموش رہا۔

جب بیٹھے بیٹھے پریشان ہو گیا تو کھنڈر سے نکلکر باہر آ کر جنگل کے خودرو سبزہ کی سیر کرنے لگا اور فوراً پہچان لیا کہ یہ وہی جنگل ہے جس میں ڈاکوؤں کے خوف سے درخت پر چڑھ گیا تھا۔ اپنی سسرال کے قریب ہو جانے سے مجکو بہت خوف معلوم ہوا لیکن چارہ ہی کیا تھا "نہ جائے ماندن نہ راہ رفتن" کا مسئلہ پیش خیال ہو گیا۔ ہر جگہ خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ کوئی آدمی نظر نہ آتا تھا۔ اگر کسیقدر تسکین ہوتی تھی تو محض اس خیال سے کہ میں اس وقت ہرچند رنہیں ہوں بلکہ تن لتا ہوں۔ یہ لوگ ہرچند رکے دشمن ہیں نہ کہ تن لتا کے۔ دلکو بہت کچھ سمجھا کر جب رقدم ہی چلا تھا کہ معلوم کہاں سے آ کر گوبند لال میرے سامنے کھڑا ہو گیا۔

میں۔ گوبند لال تم کیونکر رہا ہوئے اور یہاں کیسے آ گئے؟

گوبند لال۔ اس کے بارے میں پھر عرض کروں گا۔ اس وقت اتنی مہلت نہیں ہے آج کا دن بڑا خوفناک ہے۔ میں آپ ہی کے پاس جاتا تھا۔ اچھا ہوا کہ راستے ہی میں ملاقات ہو گئی۔ میں آپ کے کپڑے لایا ہوں۔ فوراً تبدیل لباس کر کے اپنی اصلی حالت میں آ جایئے بہت جلدی کیجیئے۔ دیر کرنے میں خطرات ہیں۔

میں نے فوراً اپنا بھیس بدل لیا۔

گوبند لال۔ چلیئے بہت سی باتیں عرض کرنی ہیں راستے میں گوشگذار کروں گا۔

میں۔ بھائی جو کچھ کہنا ہے جلد کہو۔ خیر تو ہے؟

گوبند لال۔ ہرچند ربابو کیا تمکو ہری ہر بابو یاد ہیں؟

بھائی میں اُن کو کیونکر بھول سکتا ہوں۔ اٹھارہ برس تک اُنہوں نے

پالا پرورش کیا - تمھارے اس سوال کا کیا مطلب ہے - کیا وہ یہاں موجود ہیں؟

گوبندلال - گھبرائیے نہیں - وہ یہیں ہیں اور میں اُن کو ابھی دیکھکر آیا ہوں -

میں - وہ کہاں ہیں میں اُن سے ضرور ملوں گا - براہ مہربانی مجکو اُن کے پاس لیچلو -

گوبندلال - کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وہاں جانا آپ کے لئے خالی از خطرہ ہوگا؟ - ہرگز نہیں! - اگر آپ اون کے پاس جائیں گے تو بڑی مصیبتیں سہنی ہونگی ہری بابو کو کیا آپ درحقیقت اپنا باپ سمجھتے ہیں؟

میں (شرمندہ ہوکر) گوبندلال میں ٹھیک نہیں بتلا سکتا کہ وہ کون ہیں - اگر میرے باپ نہیں ہیں تو اٹھارہ برس تک مثل اولاد کے اونھوں نے کیوں میری پرورش کی؟ شاید مجکو دیکھکر ترس کھائیں اور بر سر رحم آجائیں - پھر یہہ بھی سوچتا ہوں کہ اگر وہ میرے باپ ہیں تو مجھپر اسقدر ظلم و ستم کیوں روا رکھتے ہیں؟

گوبندلال - آپ ابھی صاحبزادے ہیں ان باتوں کو نہیں سمجھتے ہری بابو اس وقت تنہا نہیں ہیں بلکہ رائے جی اور شنکر وغیرہ اون کے پاس ہیں اور کچھ صلاح مشورہ کررہے ہیں - اگر اس وقت آپ اون کے پاس پہنچیں تو وہ آپ کو ہرگز زندہ نہ چھوڑیں - اور رائے جی کے خیال میں تو ابھی آپ قیدی ہیں ورنہ وہ اس طرح مطمئن ہرگز نہ بیٹھتے - جیر سامنے دیکھئے نرل کس تیزی سے گھوڑا دوڑائے ہوئے جنوب کی جانب جارہے ہیں اچھا ہوا بیچارہ نرل رانی دیوی کی مہربانی سے بچگیا -

میں نے دیکھا کہ واقعی نرل کنوار گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے جارہے ہیں مجھے بہت خوشی ہوئی کہ اُن کی جان بچ گئی -

یکایک پشت کی جانب سے کسی نے آواز دی - ہمنے پھرکر دیکھا کہ جے پال دوڑتا ہوا آرہا ہے - پاس آکر جے پال نے گوبندلال کو مخاطب کرکے کہا :-

جے پال - پنمیشر نے بڑی مہربانی کی - ہماری محنت ٹھکانے لگی - جلدی چلو اور چند بالک بھی اپنے ساتھ لیتے آؤ - میں پہلے پہونچکر خبر کرتا ہوں -

جے پال پھر اوسی تیزی سے واپس گیا۔

مجھے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ گوبند لال سے دریافت کیا:۔

میں۔ آخر یہ معاملہ کیا ہے؟ آج کون سی مُراد حاصل ہوئی جس کی بابت ابھی جے پال نے تم سے ذکر کیا۔ اسقدر خوشی کا کیا باعث ہے۔

گوبندلال۔ دیوی رانی کو آج خوشی حاصل ہوئی ہے اوس میں آپ کا حصہ بھی ہے۔ اور ہم لوگوں کو بھی فائدہ ہوگا۔ جلد چلیے۔

اس گفتگو کے بعد ہم لوگ چلدیئے۔ کچھ دور جاکر میں نے بڑے افسوس اور حسرت کے ساتھ دیکھا کہ میری سسرال سامنے موجود ہے۔

اٹھارھواں باب

ڈھیر دیکھے گُلرخوں کی خاک کے
واہ کیا نیرنگ ہیں افلاک کے

میں اور گوبند لال اس تیزی سے دوڑے کہ جے پال کو راستے میں پکڑ لیا۔ تب ہم تینوں سیدھا راستہ چھوڑ کر شمال کی جانب چلے۔ راستے میں ایک ٹوٹا سا کھنڈر ملا۔ جے پال نے مجھ سے کہا "آپ اس مکان کے اندر پوشیدہ ہو جائیے۔ اور جبتک میں یا گوبند لال آپ کو آواز نہ دیں ہرگز باہر نہ نکلیے"۔

میں اون کے کہنے کے مطابق پوشیدہ ہوگیا۔ معلوم نہیں گوبند لال اور جے پال کہاں چلے گئے۔ اس مکان میں سخت بدبو تھی مجھ سے برداشت نہو سکی۔ لیکن مجبور تھا باہر جانیکی اجازت نہ تھی۔ مکان بہت ٹوٹا پھوٹا اور مختصر تھا۔ دروازے بھی باقی نہ رہے تھے۔ صرف دو کھڑکیاں تھیں بے انتہا تاریکی تھی۔ بہت کوڑا کرکٹ پڑا ہوا تھا۔ میں ایک چٹائی کے ٹکڑے پر جو وہاں موجود تھا۔ بیٹھ گیا۔ اور اپنی ناک بند کرلی میں نے

وہاں سوائے اوس چٹائی کے ٹکڑے کے جسپر میں بیٹھا ہوا تھا اور کچھ نہ تھا - البتہ بدبو حد سے زیادہ تھی - ہر چند تعفن کی وجہ دریافت کرنیکی کوشش کی لیکن کچھ معلوم نہ ہوا آخرکار اپنے دل میں یہہ ارادہ کرکے کہ خواہ کچھ ہی کیوں نہو ضرور اس بدبو کی وجہ دریافت کروں گا - اوٹھ بیٹھا - باہر نکل آیا - اِدھر اُدھر دیکھنے لگا - یکایک ایک مٹی کے ڈھیر پر نگاہ پڑی جسپر بہت سی مکھیاں بیٹھی ہوئی تھیں - خیال ہوا کہ ضرور یہاں کسی کی نعش پڑی ہوئی ہے - یہہ اوسی کی بدبو ہے - اتفاق سے وہاں ایک کدال پڑا ہوا مل گیا اور میں نے مٹی کے ڈھیر کو کھودنا شروع کیا - کھودنے سے بدبو بدم بڑھتی جاتی تھی - دماغ اڑا جاتا تھا - جب میں نے سب مٹی دور کردی تو اول ایک نعش نکلی جسکا سر نہ تھا - پھر کھودنے سے اور کئی نعشیں نکلیں جن کی صورتیں زیادہ عرصہ گذرجانیکی وجہہ سے پہچانی نجاتی تھیں - اون سب میں ایک نعش کسیقدر اپنی اصلی حالت پر تھی اور بہت غور سے دیکھنے کے بعد مجکو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہہ اوسی عورت کی نعش ہے جو پانچ چھہ روز ہوئے میرے پاس جھونپڑی میں گئی تھی جبکہ میں دیونرائن بابو کی تیمارداری کررہا تھا -

یکایک ایسا معلوم ہوا کہ کوئی " بابو - بابو " کہکر پکارتا ہے - آواز بالکل اجنبی معلوم ہوئی - اس وجہہ سے میں درخت کے پیچھے چھپ گیا - دیکھا کہ فاصلے پر دو آدمی آپس میں کچھ باتیں کرتے ہوئے (جنکو میں دوری کی وجہ سے نہیں سن سکا) جارہے ہیں - جب وہ لوگ میری نگاہ سے غایب ہوگئے تب میں درخت کے پیچھے سے نکلا اور اُن نعشوں کو پھر مٹی سے چھپادیا اور اوسی مکان کے اندر چھپ گیا -

جب گوبندلال وغیرہ کے آنے میں بہت دیر ہوئی تو میں سخت پریشان ہوا اور اِدھر اودھر مکان کے اندر ٹہلنے لگا - اتفاقاً میرا پاؤں ایک نرم زمین پر پڑا اور میرا جوتا اندر سما گیا - جب میں نے اپنا پاؤں باہر نکالا تو جوتہ وہیں رہگیا مجکو اس خاص جگہ پر زمین کے نرم ہونے سے شبہہ ہوا اور کدال لاکر کھودنا شروع کیا

تھوڑا سا کھودنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہہ ایک چبچہ ہے جسکے چاروں طرف چونہ کا پلاستر کیا ہوا تھا۔ ایک گز گہرا کھودنے کے بعد میرا کدال رک گیا اور میں نے گڑھے کے اندر اوتر کر مٹی باہر نکالی تو مجکو ایک تھیلی اوس کے اندر سے ملی۔

اس تھیلی کو باہر نکالکر چاہا کہ کھولوں لیکن گرہ اسقدر مضبوط دی ہوئی تھی کہ کھول نہ سکا۔ مجبور ہوکر کپڑے کو پھاڑ ڈالا۔ میری امید کے خلاف اوس کے اندر سے ایک چمڑے کی تھیلی نکلی جو بہت مضبوطی کے ساتھ سلی ہوئی تھی۔ گھبرائے ہوئے ہاتھوں سے میں نے اوس کے کھولنے کی بہت کوشش کی لیکن کھول نہ سکا مجبور ہوکر تھیلی کو ایک درخت کے نیچے گہرا گڑھا کھود کر گاڑ دیا اور پھر اوس گڑھے کو بھی بند کر دیا جس میں سے یہ تھیلی نکلی تھی۔ پورے طور پر فارغ نہونے پایا تھا کہ گوبند لال کی آواز کان میں آئی۔ میں باہر نکل آیا اور گوبند لال سے دریافت کیا:۔

میں۔ کیا خیر ہے؟

گوبند لال۔ آپ اسقدر متفکر نہ ہوجیے۔ اطمینان رکھیے۔ آپ کو رفتہ رفتہ سب حال معلوم ہو جائیگا۔ غالباً آپ بھوکے ہوں گے۔

میں۔ دیوی رانی کہاں ہیں؟

گوبند لال۔ یہ تو وہی بتا سکتی ہیں۔ کیونکہ دیوی کی بابت اور جائے قیام کسی شخص کو بغیر اون کے بتلائے معلوم نہیں ہوسکتا۔ آپ میرے ساتھ چلیے اور ان خیالات کو دور کیجیے۔

پھر ہم دونوں ایک جانب روانہ ہوگئے۔ کچھ دور چلنے کے بعد میں گوبند لال کی اوسی کٹی میں پہونچا جس میں میں نے ایک مرتبہ ہندوستانی لڑکے کا بھیس بدلا تھا۔ آج نمعلوم کہاں سے گوبند لال نے لاکر مجکو نہایت عمدہ اور تازہ کھانا کھلایا۔ پھر خود کہیں چلا گیا۔ جب شام ہوئی تو وہ پھر آیا اور مجھ سے کہنے لگا:۔

گوبند لال۔ ہر چند رہا تو آج میں آپ کو ایک تماشہ دکھانا چاہتا ہوں بشرطیکہ

کہ آپ وعدہ کریں کہ استقلال کو ہاتھ سے نہ دیں گے۔

میں۔ بھائی اب کون سا تماشہ ہے۔ جو میرے حواس باختہ کر دے گا۔

گوبند لال۔ جناب وہ ایسا تماشہ ہے جسکو آپنے اپنی تمام عمر بھر میں دیکھا نہ ہوگا۔ دیکھنا کیا معنی بلکہ آپ کے وہم میں بھی نہ آیا ہوگا۔ لیکن سچا نہیں بلکہ جھوٹا۔

میں۔ تم اطمینان رکھو میں بالکل نہ گھبراؤں گا۔

اسکے بعد ہم کٹی سے باہر نکل آئے اور دروازے میں قفل لگا دیا گیا۔

اونیسواں باب

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

ایک بڑی سڑک پر میں اور گوبند لال جا رہے تھے۔ رات بہت اندھیری تھی۔ سڑک کے دونوں جانب گھنا جنگل تھا۔ راستے میں گوبند لال سے بات چیت نہیں ہوئی۔ کچھ دور چلنے کے بعد گوبند لال ایک بڑے درخت کے نیچے ٹھہر گیا اور مجھ سے کہا کہ آپ تھوڑی دیر یہیں بیٹھیے۔ میں سوچتا ہوں کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔

یہہ بات یاد رہے کہ آپ ہنوز خطرے سے محفوظ نہیں ہیں۔

اس گفتگو کے بعد گوبند لال مجکو وہیں چھوڑکر چلا گیا۔ یہاں بیٹھے ہوئے زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ میں نے اپنی دیوی رانی کے گانیکی آواز سنی۔ لیکن آواز دوری کیوجہ سے صاف نہ سنائی دی۔ اب میری طبیعت ہاتھوں سے نکل گئی اور بے اختیار دیوی رانی کے دیکھنے کے شوق میں اوٹھ بیٹھا۔ یہہ خیال ہی نہ رہا کہ گوبند لال یہاں بٹھا گیا ہے اور جب واپس آیگا تو مجکو نہ پاکر بہت پریشان ہوگا۔ تاریکی اور گنجان جھاڑیاں میرے راستے میں حائل تھیں۔ کانٹوں نے کئی مرتبہ دامن پکڑا لیکن یہہ سب باتیں میرے اشتیاق کو دبا

سکیں۔ اور میں آواز کی طرف روانہ ہوا۔ سوگز سے زیادہ نہ گیا ہوں گا کہ ایک پرانی
عمارت اپنے سامنے دیکھی اور قریب جاکر میں نے پہچان لیا کہ یہہ وہی جگہ ہے جہاں
میں ایک مرتبہ "بن لتا" کے بھیس میں منگلا (ڈاکوؤں کے سردار کی ماں) کے
گھر مہمان رہا ہوں۔

اس مکان کے پھاٹک پر پہونچکر یہہ خیال دامنگیر ہوا کہ میرا اندر جانا کس حد تک
مناسب ہوگا۔ خوف نے بہت سے خیالات اندر جانے کے لئے پیش نظر کیئے لیکن
ان سب پر دیوی رانی کا شوق دیدار غالب آیا اور میں نے یہ فیصلہ کرلیا کہ جب دیوی
رانی یہاں موجود ہیں تو کچھ خوف نہیں ہے۔ اس خیال کے قایم ہوتے ہی پھاٹک کھولنا
چاہا۔ لیکن وہ اندر سے بند تھا۔ مجکو مایوسی ہوگئی۔ سوچا کہ جہاں گوبند لال مجکو بٹھا
گیا تھا وہیں واپس جاؤں۔ معاً پھاٹک کھلا اور دو آدمی اندر سے نکلکر کچھ
باتیں کرتے ہوئے جنگل کیطرف چلے گئے۔ میں پھاٹک کھلنے کے وقت میں ایک قریب
کی جھاڑی میں چھپ گیا تھا اور ان لوگوں کے جانے کے بعد جب پھاٹک پر آیا تو
معلوم ہوا کہ دروازہ کھلا چھوڑ دیا گیا ہے۔ اب کوئی روک ٹوک باقی نہیں ہی
آہستہ آہستہ قدم رکھتا ہوا اندر داخل ہوا۔

میں نے مکان کے اندر پہونچکر اوس کمرے کا راستہ اختیار کیا۔ جہاں سے بری
دیوی کے گانے کی آواز آرہی تھی۔ راستہ معلوم کرنے میں چنداں وقت نہیں ہوی
کیونکہ میں خود یہاں رہ چکا تھا۔ یہ گانیکی آواز اوس بڑے ہال (کمرہ) سے آرہی
تھی جو چھت کے اوپر واقع تھا۔

جب میں زینہ میں ہوکر کمرہ کے پاس پہونچا۔ تو دیکھا کہ دروازے بند ہیں۔ مجبور
دروازے کے پاس کھڑا ہوکر غور سے گانا سننے لگا۔ میں نے سنا کہ کوئی شخص کہہ
رہا ہے" واہ خوب گایا"

یہ سنکر میرے کان کھڑے ہوئے کہ یہہ کیا ماجرا ہے۔ دیوی رانی کے گانے پر کون

شخص داد دے رہا ہے - میری حیرت اور غصہ کی کوئی انتہا نہ رہی - آہستہ آہستہ جاکر دروازے
کے شگاف سے دیکھنے لگا - ہائے میں نے کیا دیکھا کہ جسکے دیکھتے ہی سر سبہہ ہوگیا اور
سر پکڑ کر زمین پر بیٹھ گیا -

ناظرین! دیوی رانی کے بے انتہا احسانوں نے اور لاجواب حسن نے مجکو اون کا
والہ وشیفتہ بنا دیا تھا اور میں بخوبی سمجھتا تھا کہ دیوی رانی میرے جیتے جی اور کسی
کی نہیں ہوسکتیں - مجھ آوارہ بخت پر دیوی رانی کی نت نئی مہربانیاں اور خطرات پر
مبتلا ہوکر میری جانبری کی فکر یقین کامل دلاتی تھیں کہ مجھ سے بڑھکر کوئی اون کا
عزیز اور پیارا نہ ہوگا - مگر افسوس اس وقت وہی حسن کی دیوی ایک شخص کو اپنے ہاتھ سے
شراب بھر بھر کر پلا رہی ہے اور یہہ شخص کون ہیں؟ - میرے باپ ہری ہر بابو منزجی -
کچھ دیر کے واسطے ہوش پر جا رہے کہ میں کہاں ہوں اور یہہ کیا ہو رہا ہے - آخر کار کسیقدر
اوسان آئے - پھر جھانکنا شروع کیا -

میرے باپ نے کہا " ایک گلاس اور دو آج بڑی خوشی کا دن ہے "

دیوی رانی جام شراب ہری ہر بابو کے منھہ سے لگا دیا اور خود گانا شروع کیا - ہری ہر بابو
دیوی رانی کے قدموں پر لوٹنے اور اظہار عشق کرنے لگا - دیوی رانی ان سب باتوں کے
جواب میں کبھی کبھی مسکرا دیتی ہیں اور جام پر جام پلائے جاتی ہیں - اور اوس کی دست
درازیاں حیلہ وحوالہ سے ٹالتی اور الگ تھلگ رہتی تھیں - یہ حال دیکھکر جو شبہہ دیوی رانی
کی عفت اور عصمت کی نسبت پیدا ہوا تھا - دور ہوگیا کیونکہ میں نے سوچا کہ ایسے تنہائی
کے موقع پر سوائے پاکدامنی کے اور کون چیز آدمی کو محفوظ رکھ سکتی ہے - یقین ہوگیا کہ
ضرور کسی خاص وجہہ سے دیوی رانی نے یہہ سانگ بنایا ہے -

مجکو گوبند لال کی وہ گفتگو بھی یاد آئی جو اوسنے کوٹھی سے روانہ ہوتے وقت مجھ
سے کی اور یقین ہوگیا کہ وہ بھی تماشہ دکھلانے کے واسطے مجھہ سے کہتا تھا اور اوسنے
اس عجیب تماشے سے متعجب نہ ہونے کی پہلے ہی فہمائش کر دی تھی - دیوی رانی

کچھ دیر کے بعد ہری ہر بالو سے مخاطب ہو کر یوں کہا :-

دیوی رانی- بابو جی تم تمام رات مینوشی ہی کئے جاؤ گے آخر کچھ اور کام بھی ہے۔

شرابی- اس سے بڑھکر اور کون سا کام ہو سکتا ہے۔ برسوں کی کوشش کے بعد مجکو آج یہ دن نصیب ہوا ہے- اب میں تمھارا دامن ہرگز نہیں چھوڑ سکتا ششبولا ایک گلاس اور بھر دو۔

اس گفتگو کے بعد ہری ہر بالو شراب کی زیادتی سے بیہوش ہو گیا- میں نے اپنے دل میں سوچا کہ دیوی رانی کو اوسنے "ششبولا" کے نام سے کیوں پکارا؟ یہ نام مکان آشنا معلوم ہوتا ہے- کسی قدر سوچنے کے بعد یاد آیا کہ یہہ وہی نام ہے جو قید خانے کی دیوار پر لکھا ہوا تھا- نہایت حیرت ہوئی کہ دیوی رانی- ہیرجا- ہیر بہادر- اور ششبولا اسقدر متعدد ناموں سے یہ محسن کی دیوی کیوں منسوب ہے؟

دیوی رانی نے ہری ہر بالو کو ہوشیار کر کے ہنسکر کہا :-

دیوی رانی- بابو میری بات کا جواب دو- نہیں تو دوسرا گلاس نہ ملیگا-

شرابی- خاموش رہو- جانے بھی دو- یہ لطف کا وقت ہے فضول باتوں میں مت صرف کرو-

ششبولا- لو میں جاتی ہوں- (یہہ کہکر ششبولا اوٹھ کھڑی ہوئی)

شرابی- کیا آپ خفا ہو گئیں؟ بیٹھ جاؤ معاف کرو- براہ مہربانی ایک گلاس اور دو۔

ششبولا نے جب دیکھا کہ ہری ہر اون کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے تو وہ خود بیٹھ گئیں اور چین جبیں ہو کر بولیں :-

ششبولا- بس صاحب میں نے تمھاری قسم دیکھ لی تم بڑے دھوکہ باز ہو- میں شراب کبھی نہیں چھوتی تھی لیکن تمھاری خاطر سے میں نے آج اتنا بڑا کام کیا اور تم مجکو ذرا سی بات نہیں بتاتے ہو کیا محبت ایسی ہی ہوتی ہے-

ہری ہر بالو- ششبولا تم ناراض کیوں ہوتی ہو- ناراض مت ہو- میں تم کو سب کچھ بتا دونگا

لیکن آج معاف کرو۔

ششیولا - ہرگز نہیں - تم کو آج ہی بتانا ہوگا - نہیں تو میں اے جی کو ابھی بلاتی ہوں اور تمھاری حالت دکھاتی ہوں - اور یہ کہوں گی کہ تم زبردستی میرے کمرے میں گھس آئے اور میری عزت کے خواہاں ہوئے - تمھاری خیر اسی میں ہے کہ تم صاف صاف بتا دو کہ ہرچند بہوشت تمھارا کون ہے - (شرابی زور سے گانے لگا)

ششیولا - تم گاکر مجھے بہلاتے ہو میں تمھارے دم میں آنیوالی نہیں ہوں - اگر بتاتے ہو تو جلد بتاؤ - نہیں تو میں دوسرا تماشہ دکھاؤں گی

شرابی - کیوں بات بڑھاتی ہو میں بھی سب کچھ کر سکتا ہوں -

ششیولا - کیا نہیں بتاؤ گے ؟

شرابی - مجکو خبر نہیں کہ ہرچند میرا کون ہے - ان باتوں پر خاک ڈالو اور مجھکو جام شراب بھر کر دو -

میں نے دیکھا کہ دیوی رانی کا چہرہ مارے غصہ کے سُرخ ہو گیا - لیکن ضبط کیا اور ایک گلاس بھر دیا - پھر اوس سے مخاطب ہو کر کہنے لگیں :-

دیوی رانی - اچھا ہری بابو - نہ بتایئے آپ کی خوشی - افسوس ہے کہ میں عورت ہو کر آپ کا حکم بجا لاتی ہوں اور آپ کو میری خاطر اتنی بھی منظور نہیں - یہی بتا دو کہ جو چٹھی گمنام تمھارے پاس آئی تھی اوس کا کیا نتیجہ ہوا -

یہ سنکر شرابی چونک پڑا - نہایت گھبرایا - پھر اپنے آپکو سنبھالکر کہنے لگا :-

شرابی - کیسی چٹھی - کہاں سے آئی تھی - میں کیا جانوں ؟

دیوی رانی نے اوس کی ان باتوں کا کچھ بھی جواب نہ دیا - ایک گلاس شراب بھر کر دیا - مجھے معلوم ہوا کہ کوئی شخص زینے پر چڑھ رہا ہے - ہوش بجا نہ رہے کہ اے پرمیشور اب کیا ہوگا کون آرہا ہے - پائے "رفتن نہ جائے ماندن" کے عالم میں وہیں کھڑا رہ گیا - جب نیا شخص میرے سامنے آیا تو معلوم ہوا کہ گوبند لال ہے - تب میرے ہوش درست ہوئے -

گوبندلال نے آتے ہی سوال کیا:-

گوبندلال- بابوجی آپنے تماشہ دیکھا- میں اسی کے دکھانیکے واسطے آپ کو لایا تھا- آپنے لڑکپن کیا کہ خود بخود یہاں چلے آئے- میں تمام جنگل میں آپ کو تلاش کرتا پھرا- آپ یہ فرمایئے کہ آپنے اس تماشہ سے کیا نتیجہ نکالا

میں- بھائی گوبندلال جو کچھ میں نے تماشہ دیکھا وہ سخت حیرت میں ڈال رہا ہے اور صرف اسی قدر میں سمجھ سکا کہ کسی امر کے معلوم کرنے میں دیوی رانی نے بے انتہا اصرار کیا- لیکن ہری بابو نے مخفی ہی رکھا-

گوبندلال- ہاں- ہری بابو آسانی سے قابو میں آنے والا شخص نہیں ہے- اچھا اب آپ یہاں سے چلے جایئے باہر کا پھاٹک میں بند کر آیا ہوں کوئی اندیشہ کی بات نہیں ہے- اور میں اس کمرے کے اندر جاتا ہوں-

یہ کہکر گوبندلال اندر چلا گیا جسکو دیکھکر شرابی نے چلا کر کہا:-

شرابی- آؤ! آؤ! گوبندلال سمجھو آج بڑے لطف کا دن ہے (شراب کا گلاس بھر کر) لو- آج کا سا دن پھر نصیب ہوگا-

میں نے اس موقع پر گوبندلال کے کہنے پر عمل نہیں کیا اور بدستور دروازہ کے پاس چھپا کھڑا رہا-

گوبندلال نے ہری بابو سے گلاس لیکر بڑے ادب سے کہا "میرے برابر خوش نصیب آج کون ہوسکتا ہے- اس سے زیادہ اور کیا عزت ہوسکتی ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے جام شراب دیں- لیکن مجھ سے یہ گستاخی نہیں ہوسکتی کہ حضور کے سامنے شراب پیوں"

گوبندلال گلاس کو لیکر گوشہ میں چلا گیا- نہ معلوم کیا چیز اس میں ڈالکر گلاس دیوی رانی کے پاس رکھدیا جنہوں نے کچھ دیر کے بعد وہی گلاس ہری بابو کو پلا دیا- اسکے بعد دیوی رانی نے ایک پرمعنی نگاہ گوبندلال پر ڈالی- جسکو میں مطلق نہ سمجھ سکا کہ کیا مطلب ہے: چند منٹ کے بعد ہری بابو بیہوش ہوگیا- اب میں سمجھا کہ بیشک گوبندلال نے شراب میں زہر ملا دیا تھا

اسی وجہہ سے بابوجی کی یہہ حالت ہوگئی۔ مجھہ سے ضبط نہ ہو سکا بے اختیار اندر چلا گیا

مجھے دیکھکر دیوی رانی نے متعجب ہو کر کہا" ہائیں تم یہاں کہاں ؟

میں نے دیوی رانی کی بات کا کچھہ جواب نہ دیا۔ اور اپنے باپ کے پاس جا بیٹھا اون

کے دل پر ہاتھہ رکھکر دیکھا تو دل دھڑک رہا تھا۔ یہہ دیکھکر دیوی رانی نے مسکرا کر کہا ۔

دیوی رانی - گھبراؤ نہیں تمھارے باپ زندہ ہیں (گوبندلال سے مخاطب ہو کر)

گوبندلال یہہ پسر دیکھتے ہو۔ ہاں۔ اسقدر محبت کیوں نہ ہو آخر تو ہری ہر بابو انکے باپ ہی ہیں

یہہ سنکر گوبندلال ہنسنے لگا۔ اور میں نے شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا۔ دیوی رانی نے گوبندلال

کو ہری ہر بابو کی تلاشی کا حکم دیکر کہا" دیکھو ان کے پاس کنجی ہے یا نہیں ؟

گوبندلال نے تلاشی شروع کی۔ تھوڑی دیر کے بعد بابوجی کے پاس سے کنجی نکلی جسکو دیکھ

کر دیوی رانی بہت خوش ہو کر گویا ہوئی ۔" شکر ہے کہ اتنے دنوں کے بعد میری محنت

وصول ہوئی۔ میں نے اکثر راے جی کی زبانی سنا ہے کہ یہی کنجی تمام سربستہ بھیدونکی کنجی ہے"۔

گوبندلال - (تعجب سے) اسکے کیا معنی ؟

دیوی رانی - آج صبح راے جی اور ہری ہر بابو آپس میں کچھہ صلاح کر رہے تھے میں نے چھپکر

اون کی گفتگو کا کچھہ حصہ سن لیا جس سے معلوم ہوا کہ یہہ کنجی ان معاملات کے انکشاف کے

واسطے ضروری چیز ہے۔ اسی وجہ سے مجکو مجبوراً اسقدر بیحیائی اختیار کرنی پڑی۔

دیوی رانی اسقدر کہنے کے بعد آبدیدہ ہو گئیں اور کچھہ دیر تامل کر کے کہا اب جلدی کرنی

چاہیے جے پال کو بلا کر ہری ہر بابو کو اوس کے سپرد کر دو اور اوس سے کہدو کہ ان کی باتوں

کا منہ سبجواب دیتا رہے۔

گوبندلال - کیا آپ لوگ ابھی چلے جائیں گے ؟ -

دیوی رانی - بیشک میں ابھی جانا چاہتی ہوں (کچھہ سوچکر) یہہ تو بتاؤ کہ راے جی آئے

ہیں یا نہیں ؟ -

گوبندلال - راے جی ابھی آئے ہیں۔

دیوی رانی - نواون کی بھی خبر لینا ضروری ہے - کیا بجا ہوگا؟
گوبند لال - شاید تین بجے ہوں -
دیوی رانی (گھبراکر) تو اب مجکو چلا جانا چاہیئے - تم جے پال کو یہاں چھوڑکر شمشان گھاٹ پر معہ کشتی کے طیار ملنا -
اس گفتگو کے بعد گوبند لال چلا گیا - اب دیوی رانی نے مجھ سے مخاطب ہوکر کہا :-
" آؤ ! تم کو ایک اور تماشہ دکھاؤں -
دیوی رانی کی ہوشیاری اور تعجب خیز عقلمندی نے میرے ہوش اُڑا دیئے - دیوانہ وار اون کی جانب دیکھنے لگا - میری یہ حالت دیکھکر دیوی رانی مسکرائیں اور کہا :-
دیورانی - چلو اب یہاں کیوں بیٹھے ہو - (یہ کہکر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور چلدیں)

بیسواں باب

آشیانے میں غافل ہیں مرغانِ چمن
ان دنوں باغ میں صیاد بہت آتا ہے

جس مکان میں سسرال کے نام سے میرا باپ مجکو لایا تھا اور جہاں سے میری مصیبتوں کی ابتدا ہوئی تھی اس وقت میں اُسی مکان میں پوشیدہ راستوں سے دیوی رانی کے ساتھ گذر رہا ہوں - اندھیری رات کی وجہ سے راستے کا ملنا دشوار معلوم ہوتا ہے - ہم لوگ گرتے پڑتے ایک زینے کے قریب پہونچے - گنگا دھر موم بتی لیئے ہوئے ہمارے انتظار میں کھڑا تھا - اب ہم تینوں بہت آسانی سے زینہ طے کرکے چھت پر پہونچے - یہاں پہونچکر دیوی رانی نے مجھ سے کہا " تم یہیں گنگا دھر کے پاس ٹھیرو میں حال دریافت کرکے ابھی آتی ہوں " - یہ کہکر دیوی رانی فوراً چلدیں - میں اور گنگا دھر اوسی پُرخوف مقام پر کھڑے رہے - تھوڑی دیر تک میں نے بہت سے سوال اپنے ساتھی سے کیئے - مگر اوس طرف سے سوائے خاموشی کے کوئی جواب نہ ملا - ابھی عرصہ میں

دیوی رانی آگئیں اور گنگا دھر سے مخاطب ہوکر کہا:۔

دیوی رانی۔ گنگا دھر تم جاؤ اور سعہ پالکی کے موقعہ پر حاضر رہنا۔ (گنگا دھر چلا گیا)

اور دیوی رانی میرا ہاتھ پکڑ کر اوس مقام سے چلدیں صحن اور کئی کمرے طے کرنے کے بعد ہم لوگ ایک کھلی ہوئی چھت پر پہونچے۔ یہاں پہونچتے ہی کچھ آوازیں ہمارے کانوں میں آئیں جس سے مجھے بہت خوف معلوم ہوا اور متعجب ہوکر دیوی رانی سے کہا:۔

میں۔ تم مجھے کہاں لیے جاتی ہو اور یہہ آوازیں کیسی ہیں۔ آخر بات کیا ہے؟

دیوی رانی (مسکراکر) کچھ خوف کی بات نہیں ہے میں تمکو ایک سیر دکھلانے کے واسطے لائی ہوں۔

یکایک زور سے ایک قہقہہ کی آواز آئی جسکو سنکر دیوی رانی اور میں جلد جلد قدم اوٹھا کر اوس جگہہ کے قریب پہونچگئے جہاں سے یہہ آوازیں آرہی تھیں۔ یہہ مختصر لیکن بہت خوشنما کمرہ ہے جسکے دروازے کسی خاص احتیاط کی وجہہ سے بند کر لئے گئے ہیں یہاں پہونچکر دیوی رانی نے اور اون کے اشارہ سے میں نے بھی کواڑوں کی درازسے جھانک کر اندر دیکھا وہاں عجیب ہی معاملہ نظر آیا جس سے میں سخت متحیر ہوا یعنی دیوتا جی کی پیاری بیوی چھے کالی شراب سے بدمست راجی کے پاس بیٹھی ہوئی ہے اور شنکر وغیرہ مصاحبین بھی وہاں موجود ہیں شراب کی بوتلیں جا بجا پڑی ہیں۔

دیوی رانی نے یہہ حالت دیکھکر بہت افسوس کیا اور آبدیدہ ہوکر آہستہ سے میرے کان میں کہا "دیکھو اسے غیرت نہیں آتی یہہ ایک بھلے آدمی کی بیٹی اور ایسے ذی عزت شخص کی بیوی ہوکر ڈاکوؤں کے گروہ میں سفید بیحیائی کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہے"۔

اس گفتگو کے بعد پھر ہم دونوں اوس گروہ کی باتیں غور سے سننے لگے۔

رائے جی (بھرائی ہوئی آواز میں چھے کالی سے مخاطب ہوکر) پیاری صبر کرو دیوتا جی ایک نئی ترکیب ایسی سوچی ہے کہ کوئی بھی نہ بچے گا۔ اوس کا سر صبح ہوتے ہی تمہارے سامنے لایا جائیگا۔ سچ تو یہہ ہے کہ تمھاری ہی وجہہ سے میں ابتک یا ہر نہ جاسکا ورنہ ابتک

سبکو جہنم واصل کر دیتا - اب دیکھنا کہ کل کیا ہونا ہے -

جے کالی - تم لوگ یوں ہی وعدے کیا کرتے ہو تم سے کچھ ہو نہیں سکتا - دیکھو میں نے اپنے خاوند کو زہر دیدیا - مگر نہ معلوم وہ کمبخت کیونکر بچ گیا - اور تم سے اس ذرا سے لونڈے کا کچھ نہیں ہو سکتا - اوسی رات کو جب میں نرمل کا گلا گھونٹ رہی تھی نہ معلوم کسنے بندوق چھوڑ دی اور ہم لوگوں کو بیہوش کر کے اوسکو بچا لیگیا - تم کہہ سکتے ہو یہ کس کا کام ہے -

رائے جی - نہیں - میں یقینا نہیں کہہ سکتا -

جے کالی - میرے خیال میں تو یہہ ساری حرکتیں اوسی شنبھو لا کمبخت کی ہیں - وہ بُری بلا ہے - سب کھیل وہی کھیلتی ہے اور تم کو خبر تک نہیں ہوتی - سب سے پہلے تو اوسی بدذات کی خبر لینی چاہیئے - اوس کے بعد اور کچھ بندوبست کیا جائے -

رائے جی - نہیں جو کچھ کہنا ہے اسی وقت کہہ لو - دوسرے وقت پر مت اوٹھا رکھو - بر جبند رکا مارنا تو کوئی بُری بات نہیں ہے اوس کو تو تم مُردہ ہی سمجھو صرف ہری ہر بالو کے کہنے کی وجہہ سے وہ اب تک جان سے نہیں مارا گیا - کیونکہ ہمیں ابھی اس لڑکے سے ایک ضروری کام لینا ہے - بر جبند رات کو قیدخانہ میں پہونچا دیا گیا اب اوسکی ہوشیاری بیکار ہے - اس مرتبہ خاتمہ ہی سمجھو - شنبھو لا کی بابت جو تم نے کہا شاید سچ ہو - مگر ساری خرابی کے باعث ہونے میں تمھاری بہن صاحبہ بھی شریک ہیں - اونھوں نے سارا کام خراب کر دیا -

جے کالی (حیرت سے) میری بہن ؟ - ارے ظالمو ! وہ ہے کہاں ؟ اوس کے دیکھنے کو میرا دل بیقرار ہے - اور تم ہر بار یہی کہدیتے ہو کہ آج آویگی - کل آویگی - آہ ! نہ معلوم وہ زندہ ہے یا نہیں ؟ - سچ بتاؤ -

رائے جی - جو میں کہتا ہوں غور سے سنو - بیوقوفوں کی سی باتیں نکرو - ایکدن میں نے کاغذات کا بنڈل نکالا اور بہت سے ضروری کاغذ تھے جن پر ہماری زندگی منحصر تھی - اتنے میں تمھاری بہن بھی میرے پاس آگئیں - اور کاغذوں کے دیکھنے کے واسطے بہت ضد کرنے لگیں -

مجبوراً میں نے وہ کاغذات دکھا کر باندھنے کا قصد کیا تھا کہ ایک فقیر چند بدحواس ڈرتا ہوا میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا "جلد چلو بڑا غضب ہو گیا - دیو نراین بابو جے کالی کو سر بازار ذلیل کر رہے ہیں اور نکال دینے پر آمادہ ہیں" - اتنا سننا تھا کہ میں بیقرار ہو گیا اور کاغذات تمھاری بہن کے سپرد کر کے تمھاری مدد کے واسطے جا پہونچا - اوس کے بعد جو کچھ ہوا وہ تم کو معلوم ہی ہے -

یہ باتیں سنکر مجکو وہ تھیلی یاد آگئی جو اوس ویران اور بدبودار مکان میں ملی تھی اور جسکو میں درخت کے نیچے دفن کر آیا تھا - لیکن میں پورے طور سے اندازہ نہ کر سکا کہ رای جی کن کاغذات کا ذکر رہے ہیں - تاہم اس امر کا یقین ضرور ہو گیا کہ جے کالی کی بہن کو ان لوگوں نے مار کر اوس گڑھے میں دبا دیا ہے جسکا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں -

کمرے کے اندر جام پر جام خالی ہو رہا ہے - رفتہ رفتہ یہہ حالت ہو گئی کہ کوئی دیوانوں کی طرح کودنے لگا اور کوئی نشہ میں چور ہو کر چاروں شانے چت ہو گیا - غرض کسیکو دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہی - جب یہہ لوگ بالکل بیہوش ہو گئے - تو میں نے دیکھا کہ ان لوگوں میں سے ایک شخص اوٹھا اور وہ دروازہ کھول دیا جہاں ہم دونوں کھڑے تھے - یہ شخص قیافہ سے نہایت ہوشیار اور عقلمند معلوم ہوتا تھا - اوس کو دیکھ کر میں تو بدحواس ہو گیا - لیکن دیوی رانی کی حالت میں کچھ بھی تغیر نہ ہوا - اوس شخص نے دیوی رانی کے کان میں آہستہ سے کچھ کہا جس کو میں سن نہ سکا - جواب میں دیوی رانی نے کسیقدر بلند آواز سے کہا "ہاں بس یہی وقت ٹھیک ہے" یہہ کہکر دیوی رانی نے اوس کے ہاتھ میں کوئی چیز دیدی - مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کیا تھی وہ آدمی اوس چیز کو لیکر نہایت تیزی سے کمرے کے اندر چلا گیا - دروازہ بند کر لیا - اب ہم لوگ اوسی طرح جھانکنے لگے - یہہ نوجوان جو ابھی گیا تھا تھوڑی دیر تک اندر جا کر چپ چاپ بیٹھا رہا - اوس کے بعد اوٹھا اور شراب کی ایک بوتل کھول کر نہایت ہوشیاری سے اوس میں کچھ سفوف سا ڈالکر اوسی بوتل میں سے تھوڑا تھوڑا سب کو پلا دیا - اس کارروائی سے فارغ ہو کر اوس نے دروازہ کھول دیا - دیوی رانی بے خوف اندر چلی گئیں - اوس شخص نے رای جی کی

تلاش لینا شروع کی اور دیوی رانی نے جے کالی کی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ نوجوان دیوی رانی سے کہنے لگا "افسوس وہ چٹھی نہیں ملتی۔ نہ معلوم کیا ہوئی۔ شام تک تو رائے جی کے پاس تھی۔ آپ جے کالی کے پاس بھی دیکھئے۔ میرا خیال ہے کہ اون کے پاس ضرور ہوگی۔ کیونکہ آج صبح سے وہ چٹھی کے واسطے رائے جی کے پیچھے پڑی ہوئی تھیں"

نوجوان کا خیال ٹھیک نکلا۔ تھوڑے عرصہ تک تلاش لینے کے بعد وہ چٹھی جے کالی کی جیب میں سے ملی دیوی رانی نے اوس چٹھی کو لیمپ کے پاس جاکر کسیقدر بلند آواز سے پڑھا جسکو میں بھی بآسانی سُنتا رہا۔ اوس چٹھی کا مضمون حسب ذیل تھا:۔

"میرے پیارے دوست رامچندر۔ کیا اینک وہ کام نہ ہوسکا۔ ایک ناچیز لڑکا ایسے ذی عقل اور بہادر شخص کے قابو میں نہیں آتا۔ تعجب ہے کہ وہ کئی بار تمکو نظر پڑچکا اور تم اوس کا بال بیکا نکرسکے۔ مجکو تو یہ وہم بھی نتھا کہ یہہ لڑکا اسقدر فتنہ نکلے گا۔ بہرحال ابھی چند رے اوس کے زندہ رہنے کی اور ضرورت ہے۔ پھر قصہ پاک کردینا۔ آپ اُس لڑکے کو سخت حفاظت میں رکھیئے گا ایسا نہو کہ پھر بھاگ جائے۔ آپ کی دی ہوئی کنجی میرے پاس ہے۔ کاغذ اب تک اس وجہہ سے میں آپ کی خدمت میں روانہ کرسکا کہ وہ کلکتہ والے مکان میں ہیں۔ مال منشی ولا کو کچھ عرصہ کے واسطے میرے پاس بھیجدو کیونکہ میرے خیال میں اُس کا وہاں رہنا بہتر نہیں معلوم ہوتا۔ آپ خود ہی سب معاملہ سے واقف ہیں عرض کرنیکی کیا ضرورت ہے۔ یہ تو فرمائیے کہ دیونراین کا کیا حشر ہوا؟۔ کیا اوس کی جائداد نرل کنور ہی کے قبضہ میں ہے فقط

راقم میں ہوں آپ کا خادم

اگرچہ اس خط میں کاتب کا نام نتھا مگر طرز تحریر سے ہری ہر کا نام صاف سمجھ میں آتا تھا۔ دیوی رانی نے یہہ خط پڑھکر مجھ سے کہا:۔

دیوی رانی۔ آپ تو اس خط کا مطلب سمجھ گئے ہوں گے؟

میں۔ نہیں۔ میں پورے طور پر نہیں سمجھ سکا۔ یہہ رامچندر بابو کون ہیں؟

دیوی رانی۔ رامچندر رائے جی کا نام ہے اور اس خط کے لکھنے والے تمہارے باپ ہیں۔

ذرا اس ظلم کو دیکھئے کہ باپ اور خسر تمھاری جان کے پیچھے پڑے ہیں لیکن شکر ہے کہ وہ بھی آپ کو جان سے مارنا ضروری نہیں سمجھتے - یہ سنکر میں نے شرم سے سر جھکا لیا دیوی رانی نے ایک چھٹی اپنے پاس سے نکال کر جے کالی کے آنچل میں باندھ دی جسکا مطلب میں نہ سمجھ سکا اسکے بعد دیوی رانی نے نوجوان سے مخاطب ہوکر کہا - اب رات زیادہ ہوگئی نہیں ٹھہر سکتے - تم انھیں لوگوں میں جاکر اسی طرح لیٹ جاؤ جس طرح یہہ پڑے ہیں - ہوشیار ہونے پر جو جو کچھ یہہ لوگ کریں وہی تم بھی کرنا - باقی تم خود سمجھدار ہو میرے بتانیکی کیا ضرورت ہے - وہاں سے روانہ ہوکر میں اور دیوی رانی ایک جنگل میں پہونچے - جہاں گنگا دھر نے آکر دیوی رانی کو سلام کیا - جواب دینے کے بعد دیوی رانی نے کہا "پالکی کہاں ہے" اور ہاں گنگا دھر جس کام کو ہم گئے تھے وہ ایشور کی دیا سے پورا ہوگیا -

گنگا دھر (ادب سے) حضور پالکی سامنے والے درخت کے نیچے رکھی ہے

دیوی رانی - تو وہیں چلو - یہاں کھڑا رہنا فضول ہے -

ہم تینوں وہاں سے چلدیئے - کچھ دور چلکر گنگا دھر نے دیوی رانی سے کہا -

گنگا دھر - پالکی تو یہیں موجود ہے اگر حکم ہو تو کہاروں کو بلا لاؤں -

دیوی رانی - فوراً بلالاؤ - ابھی بہت کام باقی ہے -

گنگا دھر وہاں سے چلا گیا اور تھوڑی دور جاکر اندھیرے کی وجہ سے ہماری آنکھوں سے غائب ہوگیا - پھر پالکی اور چار کہار لیکر واپس آیا جسکو دیکھکر دیوی رانی نے کہا :-

دیوی رانی - جو کچھ میں نے تم سے کہا وہ سب تمکو یاد بھی ہے ؟

گنگا دھر (نہایت ادب سے) جی ہاں حضور یاد ہے -

دیوی رانی - ہم لوگ اب جاتے ہیں -

گنگا دھر - شوق سے تشریف لیجیئے -

دیوی رانی اور میں دونوں پالکی میں بیٹھ گئے کہاروں نے پالکی اٹھائی

و ایک طرف کو چلدئے ۔ تھوڑی دیر بعد ہم ایک دریا پر پہونچے ۔

اکیسواں باب

رحم کر صیّاد رہنے دے قفس ہی میں مجھے
بال و پر برباد آئیں گے صحن گلستاں دیکھکر

رات کی خوفناک تاریکی میں دیوی رانی کے ہمراہ ایک کشتی میں بیٹھا جا رہا ہوں اس کشتی میں صرف ایک ملاح اور ہے ۔ جسکو پہچاننے کی بہت کوشش کی ۔ مگر رات کے ہونیکی وجہ سے نہ پہچان سکا ۔ دیوی رانی ایک صاف اور ستھرا بچھونا بچھائے ہوئے کشتی پر بیٹھی ہوئی ہیں اور ان کے قریب ہی میں بھی کسیقدر فاصلے پر ۔ کچھ دیر ہم لوگ بالکل خاموش رہے اسکے بعد گفتگو شروع ہوئی ۔

میں (دیوی رانی سے) کیا آج ہی رات کو ہم لوگ واپس آئیں گے ؟ ۔

دیوی رانی ۔ شاید ابھی کچھ نہیں کہہ سکتی ۔

میں ۔ کشتی پر سوار ہونیکے وقت چند باتیں بتانیکا آپنے وعدہ کیا تھا ۔ مہربانی فرماکر اب وہ وعدہ پورا کیجئے ۔

دیوی رانی ۔ آپ اطمینان رکھیئے ۔ میں سب کچھ آپ کو بتادوں گی (سوچکر) ہاں یہ تو فرمائیے کہ آپ اٹھارہ برس تک اپنے ماں باپ کے پاس رہے کیا اس زمانے میں کوئی ایسا اتفاق بھی نہیں آیا جس سے آپ کو کسی طرح کا شبہہ ہوا ہو ۔

میں ۔ نہیں ۔ ہرگز نہیں ! انہوں نے مجھے بڑے ناز و نعم سے پرورش کیا ۔ کبھی اپنی نگاہوں سے جدا نہونے دیتے تھے ۔ اسی وجہ سے میری تعلیم مکان ہی پر ہوئی ۔ کیونکہ میری مفارقت تھوڑی دیر کے واسطے بھی ان کو گوارا نہ تھی ۔

دیوی رانی ۔ کبھی کوئی تمہارا رشتہ دار بھی تمہارے گھر آیا تھا ؟

میں آتے کیوں نہیں تھے لیکن اون کے پاس زیادہ بیٹھنے کی اجازت نہ تھی۔

دیوی رانی - کیا تمھارے باپ نے کبھی تمھارے آبا و اجداد کا ذکر تم سے نہیں کیا؟

میں - کبھی نہیں۔

دیوی رانی - تمھارے گھر سب خطوط ہری بابو کے پتہ سے آتے ہوں گے - ؟

میں ہاں!۔

دیوی رانی - کیا تمھارے نام کی بھی کوئی چٹھی آتی تھی؟

میں - جی ہاں - کبھی کبھی میرے نام بھی خط آتے تھے لیکن رجسٹری شدہ

دیوی رانی - (چونک کر) تمھیں کیونکر معلوم ہوا؟

میں - پانچ برس ہوئے کہ ایکدن میرے باپ اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے کسی شخص سے باتیں کر رہے تھے - اتفاقاً میں بھی وہاں چلا گیا - اور ان دونوں نے مجھکو نہیں دیکھا - اپنے باپ کو میں نے یہ کہتے ہوئے سُنا "تم مجھکو کس بات پر دھمکاتے ہو جو میرا دل چاہیگا کروں گا - یہ خط جتیندر کے پاس ہرگز نہیں پہونچ سکتا جس طرح ہمیشہ میں لیتا رہا ہوں اوسی طرح اب بھی میں ہی لونگا - بات بڑھانے سے کیا فائدہ؟ دو چار روپیہ معمول سے زیادہ لے لو۔

پھر میں وہاں نہیں ٹھہرا اور چپکے سے دبے پاؤں واپس چلا آیا

دیوی رانی - جو شخص تمھارے باپ سے باتیں کر رہا تھا اوس کو تم جانتے تھے؟

میں - جی نہیں!۔

دیوی رانی - اچھا یہ بتاؤ کہ نستک ذخیرہ تمھارے باپ کہاں رکھتے تھے؟

میں - مجھکو کچھ معلوم نہیں۔

دیوی رانی کچھ سکوت کے عالم میں رہ گئیں پھر ملازم سے جو در حقیقت گوبند لال تھا کہنے لگیں:-

دیوی رانی - گوبند لال اب کیا بجا ہوگا؟ - جلدی کرنا چاہیئے -

گوبند لال - حضور تین بج گئے ہوں گے -

دیوی رانی (گھبرائی ہوئی آواز میں) کشتی کنارے پر لگاؤ۔ اب کشتی پر جانا ٹھیک نہیں ہے۔

فوراً کشتی کنارے پر لگائی گئی۔ دیوی رانی نے لڑکے کا بھیس بدل لیا اور گوبند لال سے کہا "تمکو معلوم ہے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔ ٹھیک آٹھ بجے صبح کے تمکو ملنا چاہیئے۔

گوبند لال مجھے بخوبی معلوم ہے جہاں آپ جا رہی ہیں وقت معینہ پر آپ سے مل جاؤں گا۔

گوبند لال کشتی میں جا بیٹھا اور ہم لوگ شہر کی جانب چلے۔ کچھ دور چلنے کے بعد ایک گھوڑا گاڑی اس شرط پر کرایہ کی گئی کہ آدھ گھنٹہ میں ہری ہر بابو کے مکان پر پہونچا دے۔ ہری ہر بابو کے مکان کا نام سنکر میں حیران رہگیا۔ کیونکہ اس وقت مجکو معلوم ہوا کہ میں کلکتہ میں ہوں اور اپنے باپ کے مکان کو جا رہا ہوں۔ وقت بالکل ضایع نہیں کیا گیا۔ ہم دونوں گاڑی میں بیٹھ گئے۔ کوچوان نے گھوڑوں کی باگیں اوٹھا دیں اور سرپٹ چھوڑ دیئے۔

بائیسواں باب

آشیاں بھولے سے بھی آتا نہیں ہے یاد میں

پرورش پائی ہے ہمنے خانۂ صیاد میں

ناظرین! آج دو برس کے بعد دیوی کے ساتھ میں ایک مکان کے جو دروازے پر کھڑا ہوا ہوں یہ وہی مکان ہے جہاں میں نے اٹھارہ برس پرورش پائی تھی اور اپنا مکان سمجھتا تھا۔ ہمارے مکان کے پچھواڑے ایک چھوٹی سی نہر پائیں باغ کو سیراب کرتی ہے۔ دروازہ جہاں ہم کھڑے ہوئے ہیں نہر کے متصل واقع ہے اور ہمیشہ مقفل رہتا ہے۔ دیوی رانی نے ایک چھوٹی کنجی مجکو دیکر کہا

دیوی رانی - اس دروازے کو کھولو۔

قفل کھولنے میں کچھ دقت نہیں ہوئی۔ دروازے میں خاص ترکیب کی کل لگی ہے اور ایک ہی کنجی سے اندر باہر دونوں طرف سے کھلتا ہے۔ مکان کے اندر پہونچکر دیوی رانی نے اپنی جیبی لالٹین روشن کی اور ہوشیاری کے ساتھ آگے بڑھنا شروع کیا۔ مکان خالی تھا۔ کوئی

متنفس موجود تھا۔ دیوی رانی کی ہدایت کے مطابق میں انکو اپنے باپ کے دفتر والے کمرے میں لیگیا جسکے دروازے میں بہت بڑا اور مضبوط قفل پڑا ہوا تھا۔

دیوی رانی (کسیقدر تامل کے بعد) تم اٹھارہ برس تک اس مکان میں رہے ہو یہاں کی ہر ایک چیز سے واقف ہوگے۔ مہربانی کرکے کوئی ہتھوڑا تلاش کرکے لاؤ تاکہ یہ قفل توڑے اور دروازہ کھولے۔ میں اس کوٹھری کی طرف جاکر جہاں اس قسم کی مختلف چیزیں پڑی رہتی تھیں ہتھوڑہ نکال لایا۔ ہم دونوں نے ملکر قفل توڑ ڈالا۔ کمرے کے اندر پہونچکر صندوق اور الماری میں دیوی رانی نے مختلف قسم کی کنجیاں لگانی شروع کیں آخرکار الماری کھل گئی۔ اوس میں بہت سے نوٹ اور اشرفیاں ملیں۔ الماری کے اندر نیچے کی جانب دو چور خانے تھے۔ ایک کو میں نے اور دوسرے کو دیوی رانی نے بڑے زور سے کھینچا اور بہت کوشش کے بعد اون درازوں کو باہر کھینچنے میں کامیاب ہوئے۔ ایک دراز میں بہت سے خطوط۔ اور دوسرے میں موم جامہ سے لپٹا ہوا پلندہ رکھا ہوا تھا۔

دیوی رانی۔ ان بدمعاشوں کو تھوڑی بہت سزا دینی چاہیئے۔ اگرچہ روپیہ پیسہ کی ہمکو کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن شریر آدمیوں کے پاس روپیہ کا زیادہ ہونا نیکوں کے لیئے باعث مضرت ہے۔ اس روپیہ کو کہیں زمین میں دفن کردو۔ اور کاغذات نہایت احتیاط سے اپنے رومال میں باندھ لو۔ یہ بڑے کام کی چیز ہیں۔

اسکے بعد ہم لوگوں نے صندوق بھی کھول لیا جس میں سوائے عمدہ عمدہ ہتھیاروں کے اور کچھ نہ نکلا۔

دیوی رانی۔ اب کوئی چیز کام کی باقی نہیں رہی اور صبح بھی ہوا چاہتی ہے۔ جو چیزیں دستیاب ہوگئی ہیں یہی غالباً کافی ہوں گی اور وقت پر کام آویں گی۔

میں۔ اس روپیہ کو کہاں پوشیدہ رکھنا چاہیئے؟

دیوی رانی۔ یہی تو میں سوچ رہی ہوں۔ اس قدر کثیر کو دفن کرنا مشکل ہے۔ کیا کوئی جگہ تم کو ایسی معلوم نہیں ہے جہاں اشرفیوں اور نوٹوں کو چھپائیں۔

میں (بہت دیر سوچنے کے بعد) ہاں میرے پڑھنے کے کمرے میں ایک جگہہ ایسی ہے جو غالباً اس مطلب کے لئے موزوں ہو۔

دیوی رانی۔ تو پھر چلو وہیں رکھدیں۔

میرے پڑھنے کے کمرے میں دیوار سے ملا ہوا ایک پلنگ بچھا رہتا تھا جسکے نیچے ایک ایسی وسیع پوشیدہ جگہ تھی کہ بخوبی ایک بڑی چیز رکھی جا سکے۔ اور جب تک پلنگ اٹھایا نجائے کوئی شخص ہرگز تمیز نہیں کر سکتا جسنے اشرفیاں اور نوٹ نہایت ہوشیاری سے چھپا کر اور سب چیزیں اون کی معمولی جگہہ پر رکھکر پھر دروازہ بدستور بند کرتے ہوئے مکان سے باہر نکل آئے۔ رات ختم ہو چکی تھی۔ صبح کا سفیدہ ظاہر ہو رہا تھا کہ ایک آدمی دوڑتا ہوا ہماری طرف آیا۔ میں تو کچھ گھبرایا۔ لیکن دیوی رانی نے بڑے اطمینان کے ساتھ کہا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ یہہ ہمارا ہی آدمی معلوم ہوتا ہے۔" دیوی رانی کا خیال سچا ہوا۔ آنیوالا شخص گوبند لال تھا۔ جسنے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا مصیبت آگئی۔ اب ٹھہرنے یا بات کرنیکا موقع نہیں ہے۔ گاڑی میں بیٹھکر سب حال عرض کروں گا۔

تئیسواں باب

اوجاڑا موسم گل ہی میں آشیاں میرا
الٰہی ٹوٹ پڑے تجھپہ آسماں صیاد

صبح کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ لیکن پورے طور پر روشنی نہیں ہوئی ہے۔ رات بھر کے تھکے ہوئے تارے یکے بعد دیگرے غایب ہوتے جاتے ہیں۔ جاڑا بڑی شدت سے پڑ رہا ہے۔ ہم لوگ ایک گھوڑا گاڑی میں اس طرح بیٹھے ہوئے ہیں کہ ایک طرف دیوی رانی۔ دوسری جانب میں اور گوبند لال۔ گاڑی بڑی تیزی سے جا رہی ہے۔ گھوڑے ہوا سے باتیں کر رہے ہیں۔ ہر دم گوبند لال کھڑکی سے سر نکالکر باہر دیکھ لیتا ہے کہ کہیں کوئی پیچھے سے تو نہیں آ رہا ہے۔ رانی

اپنی عادت کے موافق نہایت استقلال کے ساتھ خاموش بیٹھی ہیں۔ بہت دیر کے بعد گوبند لال
سے مخاطب ہو کر کہنے لگیں۔

دیوی رانی۔ اگر آج کا دن بخیر و عافیت گذر گیا اور وہ کاغذوں کا موقعہ مل گیا تو سمجھو محنت
وصول ہوئی اور اتنے دنوں کی کوشش کا صلہ ملا۔ تینوں کی گردنیں ایک ہی تلوار کے
نیچے ہیں۔ خوبی قسمت سے جے کالی کی بہن مل گئی اور کاغذوں کا بھی پتہ مل گیا۔

میں (بات کاٹ کر) گوبند لال یہہ کون سے کاغذوں کا ذکر ہے اور جے کالی کی بہن کون ہے؟

گوبند لال۔ آپ صاحبزادے ہیں ابھی ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ خاموشی کے ساتھ
سننے چاہیئے۔

دیوی رانی (میری طرف مخاطب ہو کر) ہاں فرمایئے فرمایئے آپنے کاغذونکا کیوں ذکر کیا؟

میں۔ مجھکو تو بقول گوبند لال خاموش ہی رہنا چاہیئے کیونکہ میں ابھی بچا ہوں۔

دیوی رانی۔ آپ خفا نہ ہوں۔ میرا خیال ہے کہ آپکو کاغذوں کے بارے میں ضرور کچھ علم ہے

میں۔ بیشک مجھکو ایک کاغذوں کے بلندے کا علم ہے۔

گوبند لال۔ یہہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے؟

دیوی رانی (جھنجھلا کر) گوبند لال تم چپ رہو (پھر مجھ سے مخاطب ہو کر) مہربانی
فرما کر مفصل حال بیان کیجئے۔ کیا آپ اُن کاغذوں کا حال اُس بدبودار مکان میں
معلوم ہوا تھا۔ جہاں آپ کچھہ عرصہ کے لئے پوشیدہ طور پر رہے تھے۔

میں۔ جی ہاں آپ کا خیال درست ہے۔ مجھکو وہیں کاغذات ملے تھے جنکو میں نے محفوظ
جگہہ رکھدیا ہے۔

گوبند لال۔ وہ مقام تو یہاں سے بہت دور ہے۔

دیوی رانی۔ نہیں ہم اسی وقت وہاں جاویں گے۔ گوبند لال تم گاڑی سے اُتر
جاؤ اور دیکھو کہ ہماری تلاش میں تو کوئی نہیں آتا ہے۔ تمھارے پاس کوئی ہتھیار ہے
یا نہیں؟--

گوبندلال - میرے پاس خنجر موجود ہے - (یہ کہا اور گاڑی سے اُتر پڑا)

گاڑی بدستور بڑی تیزی کے ساتھ روانہ ہو گئی - ٹھیک دوپہر کو اُس ویرانی میں ہم جا پہونچے - جہاں کاغذوں کی تھیلی رکھی ہوئی تھی - فوراً گاڑی سے اُتر پڑا اور درخت کے نیچے سے کھود کر تھیلی دیوی رانی کو لا کر دیدی -

دیوی (بڑی خوشی کے ساتھ) شکر ہے اُمید بر آئی - بریجندر بابو آپ نے اسقدر بڑا احسان اس وقت کیا ہے کہ جسکا شکریہ ہرگز ادا نہیں ہو سکتا - میں ایک جاہل عورت ہوں اور میرے خیال میں نہیں آتا کہ کن الفاظ میں اس عنایت کا شکریہ ادا کروں - بہرحال میں آپ کی عمر بھر احسانمند رہوں گی اور آپ کے قدم چھوتی رہوں گی -

میں - یہ کیا غضب کرتی ہو - میرے پاؤں کیوں چھوتی ہو - میں تمہارا ناچیز غلام ہوں آپ ہی کی عنایت سے ابتک میری جان بچی ہے - میں کس قابل ہوں کہ آپ کے ساتھ کوئی احسان کر سکوں آپ ناحق شرمندہ کرتی ہیں - اتفاق سے یہہ کاغذوں کی تھیلی ہاتھ آگئی تھی جو آپ کے کام کی نکلی اس میں کونسی خوبی اور کیا احسان ہوا ؟

دیوی رانی اس تھیلی کو جب کھول نہ سکیں تو اپنی کمر سے چھری نکالکر چمڑے کو کاٹ ڈالا بہت سے کاغذ نکل پڑے جنکو دیوی رانی بہت غور سے پڑھنے لگیں یکایک جنگل سے شور اٹھا اور میں نے دیکھا کہ جے پال کچھ دور فاصلے پر کھڑا ہوا ہمکو بھاگنے کا اشارہ کر رہا ہے - دیوی رانی نے فقط اتنا کہا کہ بھید کھلگیا ہے اور ایک جانب کو بڑی تیزی سے جاکر جھاڑیوں میں غائب ہو گئیں - میں متحیر ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگا اور سوچتا تھا کہ کیا کروں اور کہاں جاؤں - اتنے میں کئی مسلح جوان آگئے - مجکو پکڑ کر مشکیں باندھ لیں اور ایکطرف کو لیچلے -

چوبیسواں باب

ہو رہے ہیں ظلم ہفت افلاک کے ؛ امتحاں میں ایک مشتِ خاک کے

دریا کی لہروں کی آواز آرہی ہے۔ کوٹھری کے ہلنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دریا کا سفر طے کررہا ہوں کشتی میں ایک کوٹھری ہے جس میں قید ہوں جب مجھے ہوش ہوا اور آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ رائے جی بیٹھے ہیں اون کو دیکھتے ہی میرے حواس باختہ ہو گئے۔ دل میں انتہا درجہ کی بیقراری پیدا ہوئی بے اختیار ہو کر رائے جی سے کہا "ارے ظالم مجکو کہاں لئے جا رہا ہے؟"

رائے جی (تمسخر سے) بابو صاحب دیکھیں اب آپ کو کون بچاتا ہے۔ آپنے تو ہمکو بڑے بڑے چکمے دئیے۔ لیکن واضح رہے کہ اب آپ کی موت آگئی۔

میں۔ یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ موت آگئی۔ لیکن آپ مجھے کہاں لئے جا رہے ہیں؟

رائے جی۔ جہنم میں۔

میں نے آنکھیں بند کرلیں اور خاموش ہو رہا۔ میری کوٹھری میں دریا کی جانب جنگلے لگے ہوئے ہیں جن کے ذریعہ سے روشنی اور ہوا بخوبی آتی ہے۔ ہاتھ پاؤں خوب مضبوط بندھے ہوئے ہیں دن بھر کے سفر کے بعد آخرکار کشتی ایک ویرانے مقام پر رکی سب لوگ کشتی سے اوتر پڑے اور میں بھی اوسی طرح رسیوں سے بندھا ہوا بدست دگرے دست بدست دگرے کشتی سے اوتارا گیا۔ آنکھوں پر ایک سیاہ پٹی باندھ دی گئی۔ پھر مجکو نہیں معلوم ہوا کہ وہ لوگ مجکو کن کن راستوں سے لیکر گذرے۔ جب میری آنکھیں کھولی گئیں۔ تو میں نے اپنے آپکو ایک تنگ و تار کوٹھری میں قید پایا۔ ہاتھ پاؤں بدستور بندھے ہوئے تھے۔ رات ہو گئی لیکن مجکو کھانے پینے کے واسطے کچھ نہیں دیا گیا۔ جب آدھی رات گذری تو کسی شخص کی آہ و زاری کی آواز کان میں آئی۔ یہ آواز میری کوٹھری کے پاس ہی شمال کی جانب سے آرہی تھی۔ بہت غور سے سنا تو معلوم ہوا کہ کوئی کہہ رہا ہے "ہائے میں نے ایسا ہی قصور کیا جس کی وجہ سے اس قدر تکلیفیں دی جاتی ہیں" مجکو یقین ہو گیا کہ بیشک یہ بھی کوئی ظلم رسیدہ ہے۔ اس سے زیادہ میں اور کچھ نہ دریافت کرسکا۔ آخرکار صبح ہو گئی۔ ایک شخص میرے واسطے کھانا لیکر آیا جس سے میں نے کچھ باتیں پوچھنی چاہیں لیکن جواب نہ پاکر خاموش ہو گیا۔ جب یہ شخص میری کوٹھری کا دروازہ بند کرکے چلا گیا تو پاس والی کوٹھری کے دروا

کھلنے کی آواز آئی۔ میں ہمہ تن گوش ہوگیا۔ معلوم ہوا کہ کانپتی ہوئی آواز سے کوئی شخص کہہ رہا ہے "ارے ظالمو! مجکو کب تک ستاؤ گے؟"

دوسرا۔ جب تک تم ہمارا کہنا نہ مانو گے۔

پہلا۔ ایکبار کیوں نہیں مار ڈالتے جو ان تکلیفوں سے چھوٹ جاؤں؟۔

پھر کوئی آواز نہ آئی۔ دروازہ بند ہوگیا۔ اب مجکو یقین ہوگیا کہ میرے اور دوسرے قیدی کی کوٹھڑی میں صرف دیوار ہی حایل ہے۔ بار بار دل نے چاہا کہ آواز دوں۔ لیکن احتیاط اور خوف نے باز رکھا۔ ایک ہفتہ اسی طرح گذر جانے کے بعد پاس والی کوٹھڑی سے دوسرے قیدی نے مجھے پکارا۔ میرے جواب دینے پر آواز آئی:۔

آواز۔ تم کون بدقسمت ہو جو ان سیاہ کاروں کے پھندے میں پھنس گئے۔

میں۔ واقعی میں ایک بہت بدقسمت شخص ہوں افسوس ہے میں اپنی حقیقت سے خود ناواقف ہوں۔ یہ نہیں جانتا کہ کیا ہوں اور کون ہوں؟۔ آپ کتنے عرصے سے گرفتار ہیں؟

جواب۔ میں تو ایک عرصہ دراز سے یہاں گرفتار رہا ہوں۔ تمکو کتنا عرصہ ہوا؟

میں۔ ایک ہفتہ ہوا۔

وہی آواز۔ تم ان کے ہتھے کیونکر چڑھ گئے؟

میں۔ دو برس سے ان لوگوں کے جال میں پھنسا ہوا بڑی بڑی تکلیفیں اوٹھا رہا ہوں لیکن معلوم نہیں یہ لوگ کیوں میرے پیچھے پڑے ہیں۔

آواز آئی۔ اب خاموش رہو پھر باتیں ہوں گی۔ تم ان لوگوں کی مکاری سے واقف نہیں ہو۔ ان کے ہتھکنڈے میں ہی خوب جانتا ہوں۔ یہ خیال رہے کہ جب تک میں سلسلہ سخن شروع نہ کروں تم ہرگز مجھے آواز نہ دینا۔

کبھی کبھی مجھ میں اور میرے ہمسایہ قیدی میں باتیں ہوجایا کرتی تھیں ہم دونوں میں بڑی محبت ہوگئی۔ ایکدوسرے سے ملنا چاہتا تھا لیکن کوئی صورت نظر نہ آئی تھی باوجودیکہ میں نے بہت اصرار کیا لیکن قیدی نے اپنا مفصل حال نہیں بتلایا۔

قید کی اذیت سے زیادہ میرے واسطے دیوی رانی کی مفارقت کی مصیبت تھی۔ بدن ان لوگوں کی قید میں اور دل دیوی رانی کی قید میں تھا۔ کوئی وقت اور کوئی گھڑی ایسی نہ ہوتی تھی کہ ان کا خیال میری غم خواری نہ کرتا ہو۔

دوپہر کا وقت ہے۔ میری کوٹھڑی کا دروازہ کھلا اور کھانا آیا۔ جو ہمیشہ کھانا لاتا ہے وہی اس وقت بھی لایا ہے۔ اس شخص نے مجھ سے ابتک کوئی بات نہیں کی ہے۔ میں حسب معمول چپ چاپ اٹھا۔ ہاتھ منہ دھو کھانے پر بیٹھ گیا۔ جونہیں چاولوں سے میں نے نوالہ اٹھایا۔ دیکھا کہ کاغذ کا ایک ٹکڑا رکھا ہوا ہے۔ جسکو جلد میں نے کھانا لانیوالے کی نگاہ بچا کر اٹھا لیا۔ جب آدمی برتن لے کر چلا گیا تو روشندان کے پاس آ کر رقعہ پڑھنا شروع کیا۔ لکھا تھا:-

"تیری نکل سے تمھارا پتہ معلوم ہوا۔ صبر کرو گھبراؤ مت جس نے ہمیشہ تمکو بچایا ہے وہ آ پہونچا اور بہت جلد تم سے ملیگا۔ فقط۔ راقم تیرجا"

میری خوشی کی انتہا تھی یہ معلوم کر کے کہ دیوی رانی یہاں آگئی ہیں۔ میری تمام تکلیفیں دور ہو گئیں اور ان کے ملنے کو ہمہ تن شوق بن گیا۔

پچیسواں باب

بدقت بحر غم سے کشتی جان حسرین نکلی
کبھی ڈوبی کبھی اچھلی کہیں ڈوبی کہیں نکلی

تین مہینے گذر گئے لیکن دیوی رانی کی زیارت نصیب نہ ہوئی صبح سے شام اور شام سے صبح انتظار میں بسر ہوتی تھی۔ جس کی بے چینی کا اندازہ سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں کر سکتا۔ دو ایک روز سے برابر ہمسایہ قیدی بالکل خاموش ہے۔ پکارنے پر بھی جواب نہیں دیتا۔ آج کچھ اور گل کھلا چاہتا ہے۔ کیونکہ قرینے سے معلوم ہوا کہ دوسرے قیدی کی کوٹھڑی کا دروازہ

بار بار کھولا جاتا ہے۔ لوگوں کی آمد و رفت جاری ہے۔ معلوم نہیں کہ ماجرا کیا ہے۔

تھوڑی دیر میں خاموشی چھا گئی اور دروازہ بھی بند ہو گیا۔ میری کوٹھری کا دروازہ دوپہر کے وقت کھولا گیا۔ ایک آدمی سیاہ چادر اوڑھے ہوئے کھانا لایا۔ یہ شخص گوبند لال تھا۔ اس وقت میری خوشی کا کیا پوچھنا۔

میں (گوبند لال سے) آخاہ! اتنے دنوں بعد آج خبر لی۔

گوبند لال (آہستہ سے) خاموش رہیے۔ اور جھٹ پٹ کھانا کھا لیجئے۔

میں کھانا کھانے سے پہلے دیوی رانی کی خیریت پوچھنا چاہتا ہوں۔

گوبند لال - وہ یہیں ہیں آپ جلد کھانا کھائیے۔ میں زیادہ ٹھہر نہیں سکتا۔

مجھ سے جو کچھ کھایا گیا جلدی سے کھایا۔ پھر گوبند لال نے کہا

گوبند لال آج آدھی رات کو دیوی رانی آپ کے پاس آئیں گی۔ بشرط امکان ہائی بھی ہو سکی شب کو جو شخص کھانا لاوے اوس سے کوئی بات نہ کیجیے گا۔

یہ کہکر گوبند لال برتن لیکر چلا گیا۔ دیوی رانی کے آنیکی خبر سنکر میں اپنی تمام تکلیفیں بھول گیا۔ انتظار نے یہاں تک سلسلہ دراز خود رفتہ کر دیا کہ ایک ایک لمحہ پہاڑ ہو گیا۔ رفتہ رفتہ شام ہوئی۔ رات کیا آئی سر پر بلا آئی جوں جوں وقت قریب آتا جاتا تھا میری بیتابی بڑھتی جاتی تھی۔ معمولاً جس وقت کھانا آتا تھا ایک نیا شخص کھانا لیکر آیا۔ میں نے چپ چاپ زہر مار کیا۔ ٹھیک نصف شب کے وقت دروازہ کھول کر دیوی رانی بیرھیاؤ کی شکل میں سامنے آئیں میں نے عالم بے اختیاری میں ارادہ کیا کہ بغلگیر ہوں لیکن دیوی پیچھے ہٹ گئی اور کہنے لگیں:-

دیوی رانی - فرمائیے آپ کیسے ہیں؟

میں - شکر ہے۔ جیتا ہوں (ع) دم عیسیٰ نزع دید کو آنکھوں میں لگا رکھا ہے۔

دیوی رانی (شرماکر) شکوے شکایت کے دفتر کو تہہ کیجیے اور میرے ساتھ ہو لیجیے۔

میں آہستہ آہستہ دیوی رانی کے ساتھ ہمسایہ قیدی کی کوٹھڑی میں گیا۔ جہاں عجیب و غریب سین نظر آیا۔ ساٹھ ستر برس کا ایک آدمی بستر مرگ پر پڑا دم توڑ رہا ہے۔ چاروں طرف بہت سی

دوا کی شیشیاں رکھی ہوئی ہیں۔ دیوی رانی نے اس مرنے والے کے پاس لیجا کر مجکو کھڑا کر دیا اور چلا کر مریض کے کان میں کہا "آنکھیں کھولیئے! دیکھئے آپ کے سامنے کون کھڑا ہے؟"
لیکن مریض کو کوئی حرکت نہیں ہوئی اور بدستور آنکھیں بند کیئے ہوئے لیٹا رہا۔

میں۔ رانی یہ کون ہے۔ شاید یہی انھیں کے ساتھ کوٹھڑی میں سے باتیں کیا کرتا تھا۔

دیوی رانی۔ میں نہیں بتا سکتی وہ خود ہی بتائیں گے۔

دیوی رانی نے بہت زور سے آواز دی۔ تب وہ ضعیف شخص ہوشیار ہوا۔ اور آنکھیں کھول کر پوچھا کون ہے؟

دیوی۔ میں ہوں۔ حضور کا مزاج کیسا ہے؟

مریض۔ آخری سانسیں پوری کر رہا ہوں۔

دیوی۔ جسکو آپ دیکھنا چاہتے تھے وہ حاضر ہے۔

مریض۔ کہاں ہے۔ میرے سامنے لاؤ۔

دیوی رانی کے اشارے پر میں مریض کے پاس جا بیٹھا۔ اوس شخص کے چہرے سے کسقدر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے۔

مریض۔ قریب آؤ اور سنو۔ زیادہ بات کرنیکی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ تمھارا کیا نام ہے؟

میں۔ میرا نام برجنارکھو شن بندھو پادھیائی ہے۔

مریض۔ باپ کا کیا نام ہے۔

میں۔ ہری ہر بابو۔

مریض۔ دیوی رانی سے سنا ہے کہ تمھاری زندگی نہایت ہی پرپیچ معاملات میں گذرتی ہے میں تمھارے منہہ سے تمھارے حالات سننا چاہتا ہوں۔

میں نے اپنی رام کہانی شروع سے آخر تک کہہ سنائی۔ وہ بہت غور سے سنتے رہے۔ میرے قصہ کے ختم ہونے پر بولے:۔

مریض۔ افسوس ہمارا وقت آگیا۔ اب زیادہ بات چیت کی مہلت نہیں ہے کان میں سنو

تکیہ کے نیچے ایک کنجی ہے اوسکو لے لینا اور اس مکان کے شمالی گوشہ میں ایک چھوٹا سا بکس زمین میں دفن ہے بکس کو نکالکر اس کنجی سے کھولنا اور اوس میں سے جو کچھ نکلے وہ سب تمہارا ہے۔ بہت سوچ سمجھکر کام کرنا۔

اتنا کہکر مریض بے چین ہو گیا اور ٹوٹے ہوئے لفظوں میں کہنے لگا:۔

مریض (مجھے معاف کرنا۔ (آسمان کی جانب دیکھکر) اے وہ جو ہمیشہ رہیگا اوس پر رحم کر جو نیست و نابود ہو رہا ہے۔

پھر آواز بند ہو گئی اور اس ضعیف العمر شخص کا خاتمہ ہو گیا۔ اس سین کو دیکھکر تمام جسم کانپ گیا اور میں نے چاہا کہ وہاں سے بھاگ جاؤں لیکن دلوی رانی کے سمجھانے سے کچھ اوسان ٹھکانے ہوئے۔ تکیہ کے نیچے سے کنجی نکال کر شمالی گوشہ کیطرف گیا۔ ایک ہاتھ زمین کھودنے پر بکس ملا اوس کو کھولا تو کئی غازوں کا موٹھہ اور سونیکی ڈبیہ ملی۔ ان چیزوں کو حفاظت سے میں نے اپنی کمر میں باندھ لیا اور بکس کو پھر وہیں گاڑ دیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر میں نے دلوی رانی کو تلاش کیا لیکن نہ معلوم وہ کہاں چھپ گئیں اون کی بجائے ایک دوسرا خوفناک چہرہ نظر آیا۔

چھبیسواں باب

فلک کو ضد ہے شاخ گل پہ رہنے ہی نہیں دیتا
ارادہ ہے کہ اب کانٹوں پہ اپنا آشیاں رکھوں

ناظرین! یہ وہی خوفناک شکل ہے جسکو لوگ منگلا بوڑھی کے نام سے پکارتے ہیں اور جسکے یہاں میں بن لنا ہنکر مہمان رہ چکا ہوں۔ اس شریر النفس ڑھیا نے مجکو فوراً پہچان لیا اور یکبارگی اوس نے جھپٹ کر چوٹی پکڑ لیا اور اپنی بے انتہا طاقت سے گھسیٹتی ہوئی لے چلی منگلا (زور سے ہنسکر) کہو بدمعاش تو پھر اپنا نام بن لنا بتلائیگا۔ مجھ سے اور

فطرت - نہایت بیہودہ مقصد و رکھ مجھے دھوکا دے - دیکھ تو اب تجھکو کیسا مزا چکھاتی ہوں -

مجکو پھر وہ لیکر ایک تیرہ و تار کوٹھری میں پہونچی اور وہاں لیجا کر بڑے زور سے دھکا دیا کہ میں گر پڑا - میرے گرتے ہی اوس چڑیل نے دو تین گھونسے مارے تب تو میں بھی ہمت باندھ کر اوٹھا اور نہایت تیزی سے اوس کی ناک پر ایک گھونسہ مارا - گھونسا کھاتے ہی بڑھیا گر پڑی اور چلا چلا کر رونا شروع کیا - اندھیرے کی وجہ سے مجکو بھاگنے کا اچھا موقعہ ملگیا اور کوٹھری سے باہر نکل آیا - خوبیٔ تقدیر سے باہر جانیکا رستہ ملگیا - مکان سے باہر ہونیکے بعد یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ کس طرف کو جانا چاہیئے ذرا ٹھہر گیا - منگلا بوڑھی رو رو کر فریاد کر رہی تھی - زیادہ ٹھہرنا خالی از خوف نتھا - بلا سوچے سمجھے ایک جانب چلدیا - میں بے تحاشہ دوڑتا ہوا جا رہا ہوں ذرا سی آہٹ میرے چونکانے کے لئے کافی ہوتی ہے - جب دوڑتے دوڑتے تھک گیا تو ایک درخت پر چڑھ کر بیٹھ گیا - تھوڑی دیر آرام کرکے میں نے پھر اپنا راستہ لیا - کچھ دور جانے کے بعد ایک تالاب ملا جس کی فضا صاف صاف چاندنی نے قابل دید کر دی تھی میں تالاب پر ٹھہر گیا - ہاتھ منہ دھویا اور رات وہیں بسر کی صبح ہوتی ہی پھر چلدیا - ڈاکوؤں کے تعاقب کا خوف ہر وقت میرے ساتھ تھا - تین دن تک برابر چلتا رہا - اس عرصہ میں کوئی آبادی نہیں ملی جب بھوک لگی جنگل کے پھل پتے کھا لیتا اور اگر کہیں پانی مل جاتا تو پیاس بجھا لیتا - رات ہو جاتی تو کہیں درخت کے نیچے سو جاتا اور سورج نکلتے ہی وہاں سے چلدیتا .. یہی میرا دستور رہا -

جاتے جاتے پانی کا ایک صاف شفاف جھرنا ملا جس میں میں نے اشنان کیا - طبیعت بشاش ہوئی - اس جھرنے کے چاروں طرف رنگ برنگ کے پھول کھلے ہوئے تھے اور بہت سے میوہ دار درخت بھی تھے - آج میں بہت خوش ہوں کیونکہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے - کھانیکے واسطے میوے موجود ہیں - دور نکل آنے کی وجہ سے ڈاکوؤں کا یہاں زیادہ خوف نہیں ہے -

میں ایک شبانہ روز اسی چشمے پر رہا - پھر آبادی تلاش کرنیکی غرض سے روانہ ہوا -

تھوڑی دور چلکر ایک پہاڑ نظر آیا۔ میں اس خیال سے خوش ہوا کہ اس پہاڑ کے قریب ضرور کوئی آبادی ہوگی۔ چلتے چلتے دن تمام ہوگیا رات ہوگئی۔ لیکن پہاڑ تک نہ پہونچ سکا۔ یکایک ایک بڑا سُور میری طرف آتا ہوا معلوم ہوا۔ میں فوراً درخت پر چڑھ گیا وہ سُور جس درخت پر میں بیٹھا تھا وہیں پہونچا اور درخت کی جڑ کھودنا شروع کی خوف کی وجہ سے میرے حواس باختہ ہوگئے۔ احتیاطاً دھوتی سے اپنی پیٹھ کو میں نے درخت سے باندھ دیا کہ کہیں گر نہ پڑوں جب سُور تھک گیا تو وہیں لیٹ کر سو رہا سورج نکلتے ہی پھر اُٹھا اور جنگل میں چلا گیا۔ میری جان میں جان آئی درخت سے اُترا اور پہاڑ کی جانب سُور کے خوف کی وجہ سے بڑی تیزی سے دوڑا اور دوڑنے میں پیچھے پھر پھر کر دیکھتا جاتا تھا کہ کہیں سور تو نہیں آرہا ہے۔ دفعتاً میرے پاؤں میں ایک پتھر کی ٹھوکر لگی انگوٹھا بالکل پھٹ گیا غش آگیا۔ تن بدن کا ہوش نہ رہا۔

ستائیسواں باب

دے داد اے فلک دلِ حسرت پرست کی
ہاں کچھ نہ کچھ تلافی مافات چاہیئے

میں نہایت آرام سے ایک جھونپڑی میں نرم بستر پر لیٹا ہوا ہوں۔ صبح کا سُہانا وقت ہے ایک بوڑھی جوگن بہت صاف اور ستھرا لباس پہنے ہوئے میرے قریب بیٹھی ہوئی بڑی محبت سے میری جانب دیکھ رہی ہے۔

میں۔ مادرِ مہربان تم کون ہو اور مجھپر اسقدر مہربانی کی کیا وجہ ہے۔ میں بدنصیب یہاں کیونکر آیا؟

جوگن۔ بیٹیا تم کو ابھی ان باتوں کے معلوم کرنیکی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ تم ابھی بیحد نحیف و زار ہو رہے ہو۔

میں۔ تم کو میری زندگی کے حالات معلوم ہی نہیں میں بڑا سخت جان ہوں اسلئے اوس وقت تک مجکو چین نہ اویگا جب تک یہ نہ معلوم ہو جاویگا کہ میں یہاں کیونکر آیا اور مجکو اسقدر آرام کیوں دیا گیا؟

جوگن۔ بیٹا میں سب بتا دونگی تم زیادہ بولنے کی کوشش مت کرو سر میں درد ہو جائیگا بسات دن کے بعد تو آج تم کو ہوش ہوا ہے۔ اتنے دنوں میں سوائے دودھ کے اور کوئی غذا تمھارے پیٹ میں نہیں پہونچی بہت ضعیف ہو۔

میں نے خیال کیا کہ ایک ہفتہ بیہوش رہا اور پھر بھی موت نہ آئی دیکھئے قسمت میں کیا کیا تکلیفیں اوٹھانی لکھی ہیں۔

جوگن میرے پاس بیٹھکر پنکھا جھلنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد میری طبیعت کو اور بھی سکون ہوا اور جوگن سے کہنے لگا:۔

میں۔ مجکو اچھی طرح یاد ہے کہ سور کے ڈر سے میں بدحواس دوڑتا ہوا جا رہا تھا کہ یکایک پتھر کی ٹھوکر لگنے سے بیہوش ہو گیا۔ پھر نہیں معلوم کیا ہوا تم وہاں کیونکر پہونچگئیں اور مجکو یہاں کیسے اوٹھا لائیں۔

جوگن۔ اگر تم نہیں جانتے ہو تو سنو۔ اس مقام کو نیلگنج کہتے ہیں سامنے جو پہاڑ نظر آرہا ہے وہ نیل پہاڑ کے نام سے مشہور ہے۔ میں ایک مصیبت زدہ اور دکھیاری عورت ہوں کہ جسکا قصہ پھر کبھی سنوگے۔ مجکو یہاں رہتے ہوئے بیس برس ہو گئے ہیں کوئی سنگی ساتھی نہیں ہے۔ اکیلی رہتی ہوں۔ یہاں سے تھوڑے فاصلے پر ایک گانوں ہے جہاں میں کبھی کبھی جایا کرتی ہوں۔ آج آٹھواں دن ہے کہ میں گانوں گئی تھی۔ واپسی میں رستہ چھوڑکر جنگل کو ہو لی۔ اتفاقاً نگاہ تمپر پڑی۔ بہت غور سے دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ ابھی تم میں سانس باقی ہے۔ تمھارے پانوں کا انگوٹھا زخمی تھا اور بے انتہا خون جاری تھا۔ میں نے جنگل سے ایک بوٹی لاکر تمھاری پانوں میں مل دی خون تو بند ہو گیا۔ لیکن باوجود بہت سی تدبیروں کے تمھیں ہوش نہ آیا۔ وہاں اور کوئی آدمی نہ تھا۔ مجبوراً میں اکیلی تمکو یہاں لائی اور گرم دودھ تمھارے منھ میں ٹپکایا دوسرے دن نہایت شدت سے تمکو بخار آگیا سب کام چھوڑکر میں تمھاری خدمت میں لگی

شکر ہے کہ آج تمھارا یہ راز کھل گیا۔ بیٹا میں فقیرنی ہوں۔ دنیا کو چھوڑ کر جنگل میں رہتی ہوں جب سے تمھیں دیکھا ہے معلوم نہیں کہ کیوں اس قدر محبت پیدا ہوگئی ہے۔ دل یہی چاہتا ہے کہ ہر وقت تمھارے پاس بیٹھی رہوں۔ خوف ہے کہ کہیں پھر دنیا کی طرف دل رجوع نہ ہو جائے میں تمھارا قصہ پھر کبھی سن لونگی۔

اس گفتگو کے بعد جوگن اٹھکر باہر چلی گئی۔ اور میں نے اپنے چاروں طرف دیکھا۔ جھونپڑی بہت مختصر لیکن نہایت صاف تھی۔ بستر کے کھال ہرن کے بچھی ہوئی تھی ایک سفید کمبل بجائے تکیہ کے سر کے نیچے رکھا ہوا تھا۔ بانس کی الگنی پر دو تین ساڑیاں لٹک رہی تھیں۔ چوکی پر دو لوٹے اور تھالی رکھی تھی۔ یہ مختصر سامان بڑے قرینے سے رکھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد جوگن اندر آئی اور مجھ سے کہنے لگی۔

جوگن۔ بیٹا اٹھو اور تھوڑا بہت کچھ کھا لو!

میں جوگن کا ہاتھ پکڑ کر اٹھا۔ آہستہ آہستہ جھونپڑی کے باہر نکلا عجیب خوشنما چمن دیکھا چاروں طرف بیلا چنبیلی۔ چمپا۔ جوہی۔ گلاب کے درخت لگے ہوئے ہیں جن کے پھولوں کی خوشبو سے تمام جنگل مہک رہا تھا۔ سبزہ نے اور بھی رونق دوبالا کر دی تھی۔ میں نے ایک پتھر کی چوکی پر بیٹھکر کھانا کھایا۔ پھر جھونپڑی کے باہر ہی جوگن نے سایہ میں ایک فرش بچھا دیا اور میں وہیں لیٹ گیا۔ اب مجھکو اس بڈھے فقیر کی دی ہوئی ڈبیا اور کاغذات یاد آگئے۔ میں نے جوگن سے ذکر کیا اس نے وہ سب چیزیں فوراً لاکر میرے حوالہ کر دیں۔ خوش قسمتی سے یہ چیزیں کسی اور کے ہاتھ نہ لگیں ورنہ پھر ملنے کی کون سی امید تھی۔ ان کاغذوں کو میں نے دیکھنا شروع کیا۔ بہت سے کاغذوں میں لپٹا ہوا ایک پرانا کاغذ تھا جس پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی

"جس پہاڑ کی کھوہ میں مہاراج نریندر نرائن جی کا پوشیدہ خزانہ اور رتن گڈہ موجود ہے۔ مہاراج کے خاندان کا جو کوئی شخص اس خزانہ کا پتہ لگائیگا وہی جائز مالک ہوگا"

اس تحریر میں نہ کسی کاتب کا نام تھا نہ کوئی تاریخ لکھی تھی۔ میں نے خیال کیا کہ وہ بوڑھا مریض بیشک کوئی معزز آدمی انہیں راجاؤں کے خاندان میں سے تھا ورنہ اس کے پاس

تحریر کہاں سے پہونچی - میں بار بار یہی سوچتا تھا کہ یہہ کاغذ مجھے کیوں دئے گئے؟ اور میں اس قابل کیوں سمجھا گیا - انہیں کاغذوں میں ایک اور تحریر ملی جسکو بجنسہ نقل کرتا ہوں

"ہمارے سات پشتوں سے ایک بہت بڑا خزانہ نیل پہاڑ کی کھو میں پوشیدہ ہے میں نے اور میرے باپ دادا نے بہت کوشش کی لیکن کچھ نشان نہ ملا - مہاراج نریندر کا وصیت نامہ تمہارے حوالہ کرتا ہوں کیونکہ تم اسکے لائق سمجھے گئے ہو اگر تم کو خزانہ کا پتہ مل گیا تو تم ہی اوسکے مالک ہوگے - اور بعد تمہارے تمہاری اولاد وارث سمجھی جاویگی - اگر کوئی شخص یہہ سوال کرے کہ میں نے تمکو کیوں اس بڑے خزانہ کا وارث قرار دیا تو اس کا جواب دیوی رانی دیویں گی کیونکہ وہ تمام حال سے واقف ہیں اگر تمھیں بھی پتہ نہ لگے تو تم کو چاہیئے کہ اپنی اولاد میں سے جس شخص کو لائق سمجھو یہہ کاغذات دیجاؤ - فقط راقم سری نراین دیو سہا - بقلم دیوکی رائے"

ان کاغذوں کو پڑھکر میری خوشی اور تعجب کی کوئی انتہا نہ تھی - سونے کی ڈبیا کھولنے کی میں نے بہت کوشش کی لیکن ناکام رہا - ناچار کاغذ اور ڈبیا بڑی احتیاط سے رکھکر جوگن کا انتظار کرنے لگا - میں جوگن کو ماں کہکر پکارتا ہوں اور وہ بھی مادرانہ شفقت سے پیش آتی تھی -

اٹھائیسواں باب

پھر بہار آئی وہی دشت نوردی ہوگی
پھر وہی پاؤں وہی خارِ مغیلاں ہونگے

پندرہ دن کے بعد میں تندرست ہو گیا - ناطاقتی کی شکایت بھی رفع ہو گئی - جوگن نے آج صبح میری سرگذشت بڑے ہی ذوق شوق سے سُنی - اثنائے بیان میں جہاں بڑی

تکلیفوں کا ذکر آیا - آبدیدہ ہوئی اور میرے چہرے کی طرف غور سے دیکھکر آہستہ آہستہ روتی رہی میں نے اس قصہ میں ریفی سے ملنے کا ذکر مطلق نہیں کیا - جوگن نے اپنا قصہ اتنک بیان نہیں کیا - یہاں تین جھونپڑیاں تھیں جس میں میں رہتا تھا وہ سب میں بڑی اور باقی چھوٹی تھیں ایک رسوئی خانہ کا کام دیتی تھی - دوسری عبادت خانہ کے نام سے موسوم تھی عبادت خانہ میں سوائے جوگن کے اور کوئی نہیں جاتا تھا - دروازہ ہر وقت بند رہتا تھا - سپہر کا وقت ہے سورج ڈھل گیا ہے - جوگن پوجا گھر میں ہے - میں تنہا بیٹھا ڈبیہ کھولنے کی فکر کر رہا ہوں بڑی دقت کے بعد ڈبیہ کھولی اور اس میں سے ایک نہایت خوبصورت ہیرے کی انگوٹھی اور سونے کی کنجی نکلی - میں نے خیال کیا کہ وصیت نامہ میں جس خزانہ کا ذکر ہے شاید یہ اوسی کی کنجی ہو - چونکہ نیل جل پہاڑ میرے سامنے تھا اور اسی پہاڑ کا ذکر وصیت نامہ میں ہے لہذا میں نے بہ تقدیر پہاڑ کی طرف چلدیا - ڈیرھ گھنٹے کے بعد پہاڑ پر پہونچگیا - اس پہاڑ کی سرسبزی اور شادابی نہایت دلفریب ہے - آبشاروں سے صاف اور شفاف پانی جابجا گر رہا ہے - قسم قسم کے درخت آزادی کے ساتھ لہرا رہے ہیں جہاں جس درخت نے اپنے لئے موزوں جگہ پائی وہیں کھڑا ہوگیا - سبزہ نے جابجا فرش بچھا رکھا ہے - چھوٹے چھوٹے مختلف قسم کے خوشبودار درخت پھولوں کے ہار پہنے ہوئے ہر دیکھنے والے کو اپنی طرف متوجہ کر لیتے ہیں - میں بہت دیر تک محو تماشا رہا مجکو یقین تھا کہ خزانہ کا پتہ ملنا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے - کیونکہ ایک عرصہ سے بڑے بڑے لوگوں نے اس کی تلاش کی ناکام رہے - پھر دل ہی دل میں کہتا تھا کہ ہمت ہارنا نہیں چاہیئے شاید یہ خزانہ میری ہی قسمت میں ہو اس وجہہ سے اور کسیکو نہیں ملا - میں نے ادھر اُدھر تھوڑی بہت جستجو کی اور پھر جائے قیام پر لوٹ گیا - جوگن میری منتظر تھی ماں مجھے دیکھتے ہی کہنے لگی

جوگن - بیٹا میں تمھارا بڑی دیر سے رستہ دیکھ رہی ہوں کیا تم پہاڑ پر گئے تھے ؟

میں - جی ہاں !

پھر پہاڑ کے متعلق بات چیت نہیں ہوئی - میرا یہ معمول ہوگیا کہ روز پہاڑ پر جاتا اور

بڑے غور سے ہر مقام کو دیکھتا۔ لیکن کچھ سراغ نہ چلتا تھا۔ جب میں اپنی جھونپڑی میں واپس آتا تو جوگن فوراً بتا دیتی تھی کہ تم آج فلاں فلاں جگہہ گئے تھے۔ میں نہایت حیران تھا کہ یہ لوجا گھر میں جاکر دروازہ بند کر لیتی ہیں اور میں پہاڑ پر جاتا ہوں پھر انکو یہ کیونکر معلوم ہوجاتا ہے کہ میں نے کس کس مقام کو دیکھا۔ جس روز سے میں نے پہاڑ پر جانا شروع کیا قرینہ سے معلوم ہوتا تھا کہ جوگن شک کی نگاہ سے مجکو دیکھتی ہے۔ ایک دن دوپہر کو میں اپنی جھونپڑی میں لیٹا ہوا تھا جوگن حسب معمول لوجا گھر میں تھی۔ یکایک گانیکی آواز میں نے سنی۔ اوٹھا اور چاروں طرف دیکھا۔ مگر کوئی شخص نظر نہ آیا۔ آخر کار میں پہاڑ کی طرف چلدیا۔ یہاں آئے ہوئے مجکو تین مہینے ہوچکے ہیں لیکن میں نے نیل جل کی چوٹی کے سوائے کوئی جگہ دیکھنے سے باقی نہیں چھوڑی تھی۔ خیال گذرا کہ گو اس چوٹی پر چڑھنا دشوار ہے لیکن آج اسکو دیکھوں گا۔ جب میں چوٹی کے نیچے پہونچگیا تو سوائے اس کے اور کوئی تدبیر نہ آئی کہ درختوں کی جڑیں اور ٹہنیاں پکڑ کر پتھر کی چٹانوں پر پیر رکھتا ہوا چڑھ جاؤں۔ بڑی مشکل سے گرتا پڑتا اوس خوفناک چوٹی پر پہونچا۔ یہ سنسان اور ہو کا مقام ہے۔ میں یہاں آکر بہت ہی پچھتایا۔ تھوڑی دیر کے بعد آندھی اور مینہ کا طوفان بڑے زور سے آتا ہوا معلوم ہوا۔ میں نے اوترنا چاہا لیکن ہوا کی تیزی سے پانوں قابو میں نہ تھے۔ ناچار ایک ساکھو کے درخت کا گدا تھام لیا اور کھڑا ہوگیا۔ آندھی بڑے زور سے آئی اور پھر موسلا دھار پانی برسنے لگا بادل بڑے زور سے گرجا بجلی میرے قریب ہی ایک چٹان پر گری میری آنکھیں بند ہوگئیں منہہ سے چیخ نکلی اور بیہوش ہوگیا۔ پھر کچھ سدھ بدھ نہ رہی۔

اونتیسواں باب

بصد مشکل رہائی پائی گرداب مصیبت سے
بچی جان صحیح اندوہ و درد و رنج و زحمت سے

جب مجھے ہوش آیا اور آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ نہایت ہی پر تکلف آراستہ کمرہ ہے

اور جس مسہری پر میں لیٹا ہوا ہوں اوس کے پایے وغیرہ سونے کے ہیں جا بجا موتیوں اور قسم قسم کے قیمتی پتھروں سے جھالر بنا کر اس مسہری میں لگائے گئے ہیں۔ بستر نہایت ہی نرم ہے۔ چاروں طرف سلمے اور نگینوں کا کام کیا ہوا ہے۔ تمام کمرہ شیشہ آلات سے نہایت آراستہ ہے۔ فرش مخملی بچھا ہوا ہے۔ میز کرسیاں سلیقہ سے رکھی ہیں ہر چیز اعلےٰ درجہ کی قیمتی اور خوشنما ہے۔ چھت میں جھاڑ فانوس لٹکے ہیں۔ میں حیران تھا کہ یہ بہشت شداد کہاں سے آ گئی۔ خواب دیکھ رہا ہوں یا عالم بیداری ہے۔ پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ بجلی کے گرنے سے میں جانبر نہیں ہو سکا اور شاید یہ بہشت ہے جہاں مرنے کے بعد لوگ بھیجے جاتے ہیں۔ میں نے آنکھیں بند کر لیں اور کچھ دیر خاموش عالم تحیر میں لیٹا رہا۔ بےچینی نے دل کو گدگدایا۔ دل نے دماغ کو مجبور کر کے پھر آنکھیں کھلوا دیں۔ وہی ساز و سامان پیش نظر تھا۔ میں اٹھ کر بیٹھ گیا اور پھر ایک بار چاروں طرف دیکھنے لگا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ اب دیوی رانی میرے سامنے کھڑی ہیں۔ میں نے چاہا کہ قدموں پر لوٹوں مگر وہ پیچھے ہٹ گئیں۔ میں نے پوچھا :۔

میں:۔ میں یہاں کہاں ہوں؟ کیا مقام ہے؟ کیا اسی کا نام بہشت ہے؟ تمہیں میرے سر کی قسم صحیح حالات بتلاؤ ورنہ میں دیوانہ ہو جاؤں گا۔

دیوی رانی:۔ مطمئن رہیے گھبرانے کی بات نہیں ہے بہت دنوں کے بعد راحت نصیب ہوئی تمھاری مصیبتوں کا خاتمہ ہو گیا۔ ہاں سب باتیں مفصل عرض کروں گی۔ یہ فرمایئے کہ پہاڑ پر بیہوش ہونے کے وقت آپ کے پاس کیا کیا چیزیں موجود تھیں۔

یہ سنتے ہی مجھے اپنی سونے کی ڈبیہ کا خیال آیا۔ جیبوں میں تلاش کرنے لگا۔

دیوی رانی (ہنس کر) گھبراتے کیوں ہو یہ لو اپنی ڈبیا۔ دیکھ لو کہیں تبدیل نہیں ہو گئی۔ کیا تم نے کبھی جوگی ماتا کو پوجا کرتے دیکھا ہے؟

میں:۔ مجھ کو ان سے ایسا موقعہ کبھی نہیں ملا کہ میں پوچھ گچھ کر سکتا۔ وہ بند رہتا تھا۔ مہربانی کر کے آپ ہی ان سب باتوں کو حل کیجیے کہ یہاں میں کیونکر پہنچا تھا

وہاں آپ کیونکر پہونچ گئیں؟ جوگن ماتا کون ہیں؟ کہاں کا مکان ہے اور کیا قصہ ہے؟

دیوی رانی (مسکرا کر) اچھا سنو۔ تمھاری نئی ماتا کے پوجا گھر سے نیل جل پہاڑ تک ایک سرنگ ہے جس وقت تم پہاڑ پر جایا کرتے تھے تو وہ بھی اسی پوشیدہ راستے سے وہاں پہونچ جایا کرتی تھیں۔

میں (قطع کلام کرکے) بیشک یہی سبب تھا کہ وہ مجھ سے پہاڑ کا سب حال میری بی پر بیان کر دیتی تھیں۔

دیوی رانی استقلال سے کام لیجیے اور سنیے۔ جوگنی ماتا تمھاری حقیقی ماں ہیں انھوں نے تمھیں تو ہمیشہ اپنے پیٹ میں رکھکر خونِ جگر پلایا ہے۔

میں (چونک کر) دیوی رانی سچ کہو کیا درحقیقت جوگن میری ماں ہے؟

دیوی رانی ہاں ہاں! وہ تمھاری ماں ہیں۔ کل دوپہر کو جب تم اپنی جھونپڑی میں بیٹھے ہوئے تھے اور تمھاری ماں پوجا گھر میں تمھارے متعلق گفتگو کر رہی تھیں اتنا گفتگو میں سب مجکو یہ معلوم ہوا کہ تمھارے پاس سونے کی ڈبیا ہے جسکو تم ہر وقت اپنے پاس احتیاط تمام رکھتے ہو یہ بھی جوگن ماتا کی زبانی مجھے معلوم ہو گیا کہ اوس ڈبیا میں ایک کنجی ہے پھر میری خوشی کا کوئی اندازہ نہ رہا۔ تم جیسا اپنی جھونپڑی سے اوس پہاڑ کی طرف چلے تو میں اور تمھاری ماں سرنگ کے راستے سے پہاڑ پر جا پہونچے ایکایک آندھی اور مینھ کا طوفان آیا بجلی گرنے کی آواز ہوئی اور ساتھ ہی ایک چیخ بھی سنائی دی۔ میں اور دو تین سپاہی مشعل لیکر اوسطرف ہو گئیں ادہر ادہر پہاڑ جھانکتی پھرتی تھیں کہ لگے۔ تمھاری ماں ایک طرف اور میں دوسری جانب ڈھونڈھ رہی تھی کہ تم کو ایک گرد جنگل میں پڑے ہوئے دیکھا سانس وغیرہ بالکل نہیں معلوم ہوتی تھیں پھر کیا تھا بیتاب ہو گیا کلیجہ منہ کو آیا۔ میں چکر کھا کر بیٹھ گئی اور کچھ ہوش نہ رہا۔ اتنے میں تمھاری ماں بھی وہاں پہونچ گئیں بہت غور سے انہوں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ابھی جان باقی ہے۔ میں اور وہ دونوں ماں بیٹی تم کو یہاں اوٹھا لائیں رات بھر تمھارا جسم سینکتے رہے۔ شکر ہے کہ اب تم بالکل اچھے ہو

اور یہہ تمھارا رتن گڈھ ہے آپ کے لئے تمھیں اسقدر مصیبتیں برداشت کرنا پڑیں اس رتن گڈھ کو کسی کاریگر نے پہاڑ کاٹ کر اس خوبی سے بنایا ہے کہ ہوا اور روشنی بخوبی آجا سکے اس میں بہت سے مکانات ہیں جو خوشنمائی اور آراستگی میں ایک دوسرے سے بڑھکر ہیں اسکے سوا بیشمار جواہرات اور دولت یہاں جمع ہے اور اس سب کے آپ ہی مالک ہیں۔ اب خود تھوڑی دیر میں اپنی آنکھ سے ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس مکان سے باہر جانیکے بہت راستے ہیں جو اب تک بند تھے۔ لیکن صدر دروازہ وہی ہے جہاں پر تپسی ماتا کی سرگزشت تمام ہوئی ہے۔ جوگن ماتا اب تک اس دروازہ کو اسی وجہ سے نہیں کھول سکیں کہ کنجی تمھارے پاس ہے جو سونے کی ڈبیا میں تم کو ملی ہے۔ یہہ تمھارا خزانہ اور رتن گڈھ آج بڑی مدت کے بعد ملا ہے اور اسی کی وجہ سے تمھارا گھر بھر آفت میں مبتلا رہا۔

اب تم مصیبت زدہ اور مجبور شخص نہیں ہو بلکہ تمھارے ذرا سے حکم میں راے جی وغیرہ جہنم واصل ہو سکتے ہیں۔ اون کی زندگی تمھارے رحم پر منحصر ہے۔ تم کو اب دربدر پھرنا نہیں پڑیگا۔ تمھارا تخت تمھارے قدموں کا منتظر ہے۔ آج تم بیچارے برجندر بھوشن نہیں ہو۔ بلکہ مہاراج نریندر نراین کے ساتویں پیڑھی کے راجا سری نراین جی بھوگ بہادر کے بیٹے شیرجان بھوبیندر نراین راے بھوگ بہادر ہو۔ یہی تمھارا اصلی نام ہے اور ایک بڑے راج کے وارث ہو۔

تیسواں باب

اے فلک رشک سے نہ جل مرنا
بچھڑے ملتے ہیں ایک مدت کے

اس قلعہ کو جب میں نے دیوی دانی کی مدد سے پورے طور پر دیکھا تو میری خوشی اور تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ ہم ابھی سیر ہی کر رہے تھے کہ ایک آدمی سامنے آیا اور بڑے ادب سے

سلام کیا - ہاتھ باندھکر کھڑا ہوگیا -

دیوی رانی - بیجے کیا کہتے ہو ؟

بیجے - حضور سب آدمی جمع ہو گئے ہیں جوگن ماتا آپ کو یاد فرما رہی ہیں -

ہم لوگ فوراً پوجا گھر کی طرف کو چلے - دروازے پر میری ماں موجود تھیں اُنہوں نے مجکو اپنے گلے سے لگا کر بہت پیار کیا اور یوں کہنے لگیں :-

جوگن - بیٹا تو میرا کھویا ہوا رتن ہے - مجکو تو اور تجکو راج پاٹ اور یہہ رتن گڈھ ملا میں نہیں کہہ سکتی کہ ہم دونوں میں کس کو زیادہ خوشی ہوئی ہے - غالباً وہ ماں سب سے زیادہ خوش قسمت ہے جسکا بیٹا برس بعد کھویا ہوا بیٹا مل جائے -

یہ کہکر اون کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو جاری ہوگئے اور میری زبان پر خوشی کی وجہہ سے مہر خاموشی لگ گئی - اسکے بعد میری ماں نے مجکو پوجا گھر میں جانیکا حکم دیا اور خود دیوی رانی سے کچھہ باتیں کرنے لگیں جب میں پوجا گھر میں پہونچا تو میرے ہوش و حواس غایب ہو گئے اور دیوانہ وار ایک شخص کی جانب دیکھنے لگا - صاحبو میری حیرت کا سبب وہی بوڑھا شخص ہے جسنے قیدخانہ میں مرتے وقت سونے کی ڈبیا دی تھی اور جس کا دم میرے سامنے ٹوٹا تھا - مجکو تو خیال تھا کہ یہہ شخص مرگیا ہے اب اُسکو زندہ دیکھہ رہا ہوں میں اُسی عالم تحیر میں تھا کہ اوس شخص نے مجکو اپنے پاس بُلایا اور میری پیٹھہ پر ہاتھہ پھیر کر کہنے لگا -

ضعیف - تم مجھے پہچانتے ہو ؟ میں وہی تمھارا دوست قیدی ہوں جو عرصہ تک تمھارے ساتھہ قیدخانہ میں گفتگو کرتا رہا تھا - میں تمھارے سامنے مرگیا تھا اب تم مجکو زندہ دیکھکر متعجب ہو گے - بیٹا میں اُس وقت حقیقتاً مرا نہیں تھا - ایک قسم کے سخت زہر سے میری وہ حالت ہو گئی تھی جو تمنے دیکھی تھی - اگر ایسا نہ کیا جاتا تو تمام عمر مجکو ان ظالموں کی قید سے رہائی کا موقع نہ ملتا - یہہ سب دیوی رانی کی تدابیر کا نتیجہ ہے کہ میں اور تم اون بیرحموں کی قید سے رہا ہوئے اور پھر ملنا نصیب ہوا - دیوی رانی کے پاس ایک ایسا عجیب و غریب

زہر ہے جسکے کھانے سے انسان تین روز تک بیہوش رہتا ہے اور اگر کسی مُصلح کا استعمال نہ کیا جائے تو بعد تین روز کے نتیجہ موت ہوتا ہے۔ دیوی رانی نے جب کوئی اور ترکیب بیری ہائی کی نہ دیکھی تو وہ زہر مجکو دیدیا۔ جب مجھے اپنے مرنے کا یقین ہو گیا تو میں نے مُنا سب سمجھا کہ سونے کی ڈبیا وغیرہ تم کو دیدوں۔ کیونکہ دیوی رانی سے مجکو معلوم ہو چکا تھا کہ تم اس امانت کے مستحق ہو یہہ وہ چیز ہے بنفس جن کی خبر سوائے میرے اور کسیکو نتھی۔ جب میں زہر کے اثر سے بیہوش ہو گیا تو دیوی رانی نے ایک میری ہمشکل نعش اوس پلنگ جسپر میں پڑا رہتا اٹھا لا کر لٹا دی اور مجکو ایک محفوظ مقام پر لیگئی۔ ان کے علاج کی وجہ سے میں تندرست ہو گیا۔ کئی روز بعد دیوی رانی سے معلوم ہوا کہ لوگوں نے میرے دھوکے میں اس نعش کو دریا میں پھنکوا دیا۔ مجھے یہہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ میں کون ہوں اور میرے کیا ہوا۔ تم کو خود بخود ابھی معلوم ہو جائیگا۔ اب میں تمکو ایک نیا تماشہ دکھاتا ہوں۔

ضعیف (زور سے) گوبندلال یہاں آؤ!

گوبندلال۔ حاضر ہوا مہاراج۔

مہاراج۔ سب قیدیوں کو یہاں حاضر کرو۔ اگر کوئی شخص باقی رہگیا ہو تو اوسکی گرفتاری کے لئے احکام جاری کئے جائیں۔

گوبندلال (ہاتھ باندھکر) مہاراج کے اقبال سے سب گرفتار ہو گئے اور ابھی حاضر ہوتے ہیں۔

گوبندلال چلا گیا اور تہوڑی دیر بعد ہتھکڑی اور بیڑیوں کی جھنکار سے سارا مکان گونج گیا۔ راے جی اور ہری ہر بالو ہے میں جکڑے ہوئے آرہے ہیں اور اُن کے تمام ساتھی بھی اوسی حال میں گرفتار ہیں۔ پوجا گھر کے باہر یہہ لوگ ایک صف میں کھڑے کئے گئے۔

مہاراج (میری طرف مخاطب ہو کر) ہر چند یہہ کون لوگ ہیں تم پہچانتے ہو؟

میں - مہاراج میں ان کو خوب جانتا ہوں - ان بدمعاشوں نے مجکو وہ وہ تکلیفیں دی ہیں کہ جن کے عرض کرنے کی نہ مجھ میں اور نہ سُننے کی آپ میں طاقت ہے - میرے خیال دُنیا کے پردہ پر ان سے زیادہ کوئی بیرحم نہ ہوگا -

مہاراج (مجھے اپنے سینے سے لپٹا کر اور خوب پیار کرکے) پیارے بیٹے تم تو ایک سوال کے جواب میں بہت سی باتیں کہہ گئے - بیشک اون کے ظلم و ستم نے تم کو تیز زبان اور ان کو گنہگار بنا دیا ہے - اچھا بیٹا ہری ہر بابو کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے؟ اسکو تو تم نے اٹھارہ برس تک اپنا باپ سمجھا ہے -

میں - یہہ سب ایک ہی سزا کے مستوجب اور بے شمار ظلم کے بانی ہیں -

مہاراج (رائے جی سے مخاطب ہوکر) رائے جی آپ تشریف رکھیئے آپکے پاؤں دُکھ جائیں گے - (ہری ہر بابو سے مخاطب ہوکر) بابو صاحب آپ بھی بیٹھ جایئے - ڈرنے کا کیا موقع ہے - آپ لوگ تو بڑے بہادر ہوتے ہیں -

یہہ سب غرق خیالات میں غرق اپنے اپنے گریبانوں میں سر ڈالے ہوئے بیٹھ گئے - اتنے میں جوگنی ماتا شرمائی ہوئی اور دیوی رانی کا ہاتھ پکڑے ہوئے آئیں اور مہاراج کو بندگی کرکے کچھ دور فاصلے پر بیٹھنا چاہا - مہاراج نے جوگنی ماتا کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا - دیوی رانی بھی میری ماں کے پاس بیٹھ گئیں - اس وقت دیوی رانی گھونگھٹ لگائے عجب انداز سے جھکی ہوئی بیٹھی ہیں - تیزی او شوخی کا کہیں پتہ نہیں - تھوڑی دیر تک عالم خموشی رہا - پھر مہاراج نے بڑے غصہ سے کہا :-

مہاراج - رائے اور ہری ہر تم بتاؤ کہ تمھیں کیا سزا دی جائے - سزا دینے سے پیشتر میں یہہ مناسب سمجھتا ہوں کہ تم صحیح صحیح حالات میرے سامنے بیان کرو -

ہری بابو (ہاتھ جوڑ کر اور مہاراج کے پاؤں پر گر کے) مہاراج آپ ہم غریبوں پر دیا کریں ہم اپنی خطاؤں پر نہایت شرمندہ ہیں - بغیر آپکے رحم کے ہمارا کہیں ٹھکانہ نہیں ہے -

مہاراج - میری نرم دلی سے تو تم کو ان حرکتوں کا موقع ملا - خیر میں پھر اپنا حال

کہنا اور میں سب کا الگ الگ قصہ سننا چاہتا ہوں۔

اکتیسواں باب

کلیجہ تھام لوگے گر سنو گے
نہ سنو اے خدا یون کسی کا

مہاراج نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد یوں کہنا شروع کیا :-

مہاراج۔ میرے مورث اعلیٰ مہاراج نربدنراین بہادر نواب میر جعفر کے وقت میں اول پنج ہزاری فوج کا منصب رکھتے تھے۔ رفتہ رفتہ نواب کے یہاں اقتدار بڑھتا گیا اور وہ بجائے ایک فوجی افسر کے وزیر اعظم مقرر کئے گئے۔ زمانہ ہمیشہ انقلاب پسند رہا ہے۔ عروج کے بعد زوال تمام بات ہے۔ زمانہ نے میرے مورث اعلیٰ پر بھی اپنی چالیں ڈالنی شروع کیں۔ اکثر لوگ مہاراج سے منحرف ہوکر نواب کے کان بھرنے لگے اور نواب کی حرکتوں سے بھی ناخوشی ظاہر ہونے لگی۔

کملاکانت مہاراج کا ایک دلی دوست اور خیرخواہ تھا اوس نے رائے دی کہ آپ اپنا مال وخزانہ کسی پہاڑ کے دامن میں محفوظ رکھدیں زمانہ کی حالت ٹھیک نہیں ہے نربدنراین راؤ بہادر نے اپنے دوست کی رائے پر عمل کیا اور اس نیل جل پہاڑ کو لپٹ کرکے یہ موجودہ مکان تعمیر کرایا اور بیشتر ساز و جواہرات اس میں محفوظ طور پر رکھدیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد نواب کی ملازمت ترک کردی ایک بہت بڑا علاقہ خرید کرکے کلکتہ میں بود و باش اختیار کی۔ مہاراج نے اس مکان کو خاص ترکیب کا بنوایا تا کہ اگر کوئی ڈھونڈ تلاش کرے تب بھی خزانہ اور مکان کا پتہ نہ پاوے۔ علاقہ خریدنے کے بعد بھی مہاراج کے پاس اسقدر دولت باقی رہی کہ اون کو تمام عمر اس خزانہ کی ضرورت نہیں ہوئی اور وقتاً فوقتاً علاقہ میں اضافہ کرکے ایک راج کی شکل قایم کرلی۔ اون کے مرنے کے بعد ایک وصیت نامہ

اُن کے جانشین کو ملا جس میں مہاراج نریندر نراین بہادر نے وصیت کی تھی اور لکھا تھا کہ
نیل جل پہاڑ کی کھوہ میں ہمارا خزانہ ایک بہت بڑے اور عالیشان مکان میں محفوظ اور
مدفون ہے اس مکان کو ہمنے نہایت ہوشیاری سے اس طرح کا بنوایا ہے کہ ہر کس و ناکس کو
سُراغ نہ ملے۔ اوس مکان کے دروازے کی چابی سونے کی ڈبیا میں رکھی ہوئی ہے۔ ہمارے
جانشینوں میں سے اگر کسی شخص کو ضرورت مجبور کرے تو وہ پہاڑ مذکور پر مکان کو تلاش کر کے
خزانہ کو اپنے کام میں لائے۔ نیز یہہ خیال ہے کہ اگر اوس کو خزانہ کا پتہ نہ لگے یا ضرورت
واقع نہ ہو تو وہ یہ وصیت نامہ اپنے جانشین کو دیدے اور اسی طور سے منتقل ہوتا رہے۔
ہمیشہ بڑا بیٹا راج اور اوس خزانہ کا مالک سمجھا جائیگا۔ یہہ وصیت نامہ اوس وقت سے
ایک دوسرے کے پاس منتقل ہوتا ہوا چلا آیا۔ بعض نے تو بے انتہا دولت و ثروت کی وجہ سے
اس خزانہ کی تلاش ہی نہیں کی اور بعض کو پتہ نہیں لگا۔ آخر کار جب میں مہاراج نریندر نراین
بہادر کی نسل میں ساتواں راجہ ہوا تو وصیت نامہ مجھ تک پہونچا۔ کملا کانت کا قصہ بھی
قابل بیان ہے جس مکان میں ہر چند بہادر قید ہوئے تھے وہ مکان انھیں کا تھا۔
کملا کانت بہت دن تک زندہ نہیں رہے اون کی املاک اور مکان وغیرہ جو بہت
بڑی مالیت کے تھے اون کے جانشینوں میں منتقل ہوتے رہے اور ہمارے خاندان سے
ہمیشہ دوستانہ تعلقات قایم رہے۔ ہماری محسن دیوی رانی عرف بیریا اونکے بیٹے کے
خاندان میں سے ہیں۔ ان کے باپ بھیروں چندر گنگولی تھے جن کو میرے ساتھ بڑی محبت
تھی۔ دیوی رانی کو ان کے باپ پیار سے بنلتا کہا کرتے تھے۔ یہ تین بہنیں تھیں
سب سے بڑی بہن کا نام سرولتا تھا جو رائے جی کی بدمعاشیوں کا شکار ہوئی اور دوسری
بہن ششی ولا کا بھی یہی حشر ہوا۔ کیونکہ بھیروں چندر چھوٹا ہی سا ان کو چھوڑ کر مرگئے تھے
رائے اون کا دیوان تھا۔ مرتے وقت اونھوں نے تمام جائداد اور اپنی تینوں لڑکیوں کو
اس رائے کمبخت کے سپرد کیا اور یہہ وصیت کی کہ شادی کر کے تمام جائداد ان میں تقسیم
کر دینا اور جب تک یہ جوان نہوں تم ان کے ولی اور سرپرست رہنا۔ بھیروں چندر نے

اس مضمون کا ایک وصیت نامہ لکھکر میرے پاس بھی احتیاطاً بھجوا دیا تھا - منحوس رائے نے اُن
کی وصیت کی مطلق خیال نکیا - نرولتا اور شنشی ولد رائے کی شرارت سے بیاہ کاریوں
میں مبتلا رہکر انتقال کر گئیں - میر جا ان سب میں چھوٹی بہن تھیں اور شروع ہی سے
نہایت ذی عقل اور ذی فہم تھیں - اُنہوں نے دس بارہ برس کی عمر سے مردانی پوشاک
پہنکر دریافت حال کی غرض سے باہر نکلنا شروع کیا - گوبند لال دیوی رانی کے باپ کا
نہایت نمک حلال ملازم تھا دیوی رانی کو ہمیشہ مشورہ اور مدد دیتا رہا - اس رائے نے
اپنے آقا کے تمام احسانوں کو بھلا دیا اور جائداد کا مالک بن بیٹھا - یہیں تک صبر نہیں کیا
بلکہ ہزار ڈاکوؤں کا گروہ جمع کرکے ڈکیتی شروع کر دی - گوبند لال اور چند دیگر نمک حلال
ملازم تھے جو بظاہر تو رائے جی کے ساتھ رہتے مگر درپردہ ہمیشہ دیوی رانی کی بہی خواہی پر
کمربستہ رہے - انہیں کی عقلمندی اور کوشش سے دیوی رانی اور میرے بیٹے برجندر بھوشن
کی جان بچی - یہ لوگ پیچھے ہی سے بالے کو جہنم واصل کر دیتے - لیکن بیدل چندر کی تمام
دستاویزات وغیرہ رائے کے قبضہ میں تھیں جو حسن اتفاق سے برجندر کو مل گئیں اُسنے
دیوی رانی کو دیدیں - دیوی رانی نے فوراً اپنے رفقا کی مدد سے رائے کو معہ اُس کے
ساتھیوں کے گرفتار کرا لیا اور اب بجہہ اپنے باپ کی تمام حقیت کی مالک اور مہارانی ہیں
میرے باپ نے نیل جل کا خزانہ تلاش کرنے میں بہت کوشش کی - لیکن اس زمین دوز
قلعہ کا پتہ نہ معلوم کر سکے - جب میں جانشین ہوا تو وصیت نامہ اور سونیکی ڈبیا میرے سپرد
کی گئی - ھرمی ھریالی - جو یہاں موجود ہے میرا دیوان تھا - اسنے مجھکو خزانہ کے تلاش
کرنے کی ترغیب دی - میں اسکو اپنا بڑا خیرخواہ سمجھتا تھا - ریاست کے کاروبار اور برجندر بھوشن
کو میں نے اس کے سپرد کیا - کیونکہ برجندر بہت چھوٹی ہونیکی وجہ سے سفر کی تکلیف برداشت
نہیں کر سکتے تھے - میں اور میری باعصمت بی بی معہ بہت سے ہمراہیوں کے دریا کے راستے
نیل جل پہاڑ کی طرف روانہ ہوئے - دو تین روز کے بعد یکایک ابر اٹھا اور موسلادھار
مینہ برسنے لگا - کشتیاں کنارے لگا دی گئیں اور سب لوگ خشکی میں اُتر گئے صرف

میں اور میری رانی اپنی کشتی ہی میں ہے، کیونکہ یہاں سے واسطے ہر قسم کا آرام اوس کشتی میں
موجود تھا اور رہائش وغیرہ سے کچھ تکلیف نہیں تھی۔ دوپہر رات گذری ہوگی کہ چوبدار نے
آکر مجھکو اطلاع دی کہ دریا میں کچھ کشتیاں آتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا
ہے کہ یہ لوگ ڈاکو ہیں۔ ہم سب جان نثاری کو حاضر ہیں حضور ذرا فکر نہ کریں۔ رات ایسی
تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا تھا۔ عجیب الجھن اور پریشانی کا ساتھ ان خیالات نے
مجھکو بہت ہی پریشان کر دیا۔ زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ ڈاکوؤں نے ہمپر حملہ کر دیا۔ میرے
آدمیوں نے خوب مقابلہ کیا اور خوب جان توڑ توڑ کر لڑے۔ لیکن تعداد میں بہت کم ہونیکی
وجہ سے سب کام آ گئے۔ ڈاکوؤں نے جب میدان خالی پایا تو میری تلاش شروع کی۔ میں
کشتی کی کوٹھری میں اپنی رانی بی بی کے پاس بیٹھا تھا ڈاکوؤں نے مجھے تلاش کر لیا
اور بیباکی سے میری کمر پکڑ لی۔ میرے پاس کوئی ہتھیار نہ تھا۔ جب اوسنے بڑھکر ہاتھ پکڑنے
لگا تو میں نے اوسکو گھونسا اپنی پوری طاقت سے اوسکے منھ پر مارا۔ وہ وہیں چکر کھا کر
گر گیا۔ لیکن اوسی وقت ایک دوسرے ڈاکو نے میرے سر پر لاٹھی ماری جسکے صدمہ سے مجھکو
غش آگیا۔ جب ہوش ہوا تو اپنے آپکو ایک تہہ دار کوٹھری میں قید دیکھا۔ رانی کا
مجھکو کچھ حال معلوم نہیں ہوا کہ کس قسمت میں مبتلا ہوئیں۔ سپاہی کی وجہ اور وصیت نامہ بیگم
ڈاکوؤں کی آنکھ بچا کر جو میرے پاس تھی میں نے کوٹھری کے ایک کونے میں دفن کردی۔ اپنی یاد
بی بی اور بچے کی جدائی نے ہمیشہ مجھکو رلایا۔ ایک شخص اکثر میرے پاس آتا اور جیل خانہ اور قلعہ
کے خزانے کا پتہ دریافت کرتا۔ باوجود طرح طرح کی تکلیفوں کے جو مجھکو برداشت کرنا پڑیں
خزانہ کا حال میں نے نہیں بتلایا۔ آخرکار بیس برس قید بھگتنے کے بعد دلیپ چالی
کی مدد سے رہائی پائی اور آج اپنے بیٹے اور عصمت بی بی سے ملا۔ اب میں چاہتا ہوں
کہ جوگن بھی اپنی بیتی کہہ سنائے۔

بتیسواں باب

کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہو بیٹھ جاتے
سُنا ہی نہیں تم نے نالہ کسی کا

بڑے اصرار کے بعد مہارانی نے اپنا حال اس طرح بیان کرنا شروع کیا :-

مہارانی ڈاکوؤں کے ظلم و ستم کے متعلق مہاراج سب کچھ فرما چکے ہیں جب میں نے مہاراج کو لاٹھی کھا کر گرتے ہوئے دیکھا تو دھاڑیں مار مار کر رونے لگی۔ رائے نے جب میرا ہاتھ پکڑنا چاہا تو میں بغیر سوچے سمجھے دریا میں کود پڑی۔ مجھکو تیرنا آتا تھا۔ میرے ساتھ ہی دو تین آدمی اور کودے۔ اندھیرے نے میری بہت بڑی حفاظت کی اور جب ڈاکوؤں کو میرے ڈوب جانے کا یقین ہو گیا تو وہ کشتیوں میں بیٹھکر چلدیئے تھوڑی دیر کے بعد میں کنارے پر جا پہونچی۔ لیکن حیران تھی کہ کیا کروں اور کدھر جاؤں؟۔ تمام جسم بھیگا ہوا تھا اور تیرنے سے چور چور ہو گیا تھا۔ لیکن جان کا خوف بُرا ہوتا ہے یہہ خیال کر کے کہ شاید یہاں بھی ڈاکو آکر پکڑ لیں ایک جانب کو جلدی جلدی چلنے شروع ہو گئی۔ پاؤں تھک گئے۔ مجبور ہو کر ایک درخت کے نیچے لیٹ رہی اور پھر کچھ ہوش نہ رہی۔ جب آنکھ کھُلی تو دیکھا کہ تیسرے پہر کا وقت ہے اور ایک عورت پاس بیٹھی ہوئی میرا جسم آگ سے سینک رہی ہے۔ میں نے ڈرتے ڈرتے پوچھا "تم کون ہو؟"

عورت- ڈرو مت۔ تمھاری یہہ حالت دیکھکر مجکو ترس آیا اپنی جھونپڑی سے جو یہاں سے قریب ہے آگ لاکر تمھیں سینکنے لگی۔ اگر تم میں چلنے کی طاقت ہو تو میری جھونپڑی تمھارے لئے حاضر ہے۔ اور میں حتی الوسع خدمت کو موجود۔

میں نے اس عورت کا شکریہ ادا کیا۔ اُٹھی اور اس کے ساتھ ہولی۔ ہم بہت جلد جھونپڑی میں جا پہونچے مجھے فوراً معلوم ہو گیا کہ یہہ کسی کسان کا گھر ہے جھونپڑا

بہت بڑا تھا چہار دیواری کھنچی ہوئی تھی۔ جابجا کھیتی کرنیکا سامان رکھا ہوا تھا۔ ایک جانب چار بیل بندھے ہوئے تھے۔ جب میں جاکر پہونچی تو میں نے وہاں دو لڑکیاں اور ایک مرد دیکھا۔ میرے ساتھ والی عورت نے مجکو بتادیا کہ مرد اوس کا خاوند ہے اور سوائے ان دو لڑکیوں کے اوس کے کوئی اولاد نہیں ہے۔ کسان اور اوسکی لڑکیاں بہت خاطر سے پیش آئیں۔ ہیمونتی انکی بڑی بیٹی کا نام تھا جو میرے ساتھ بہت جلد مانوس ہوگئی۔ میں نے اپنی سرگذشت اُن سکو سُنائی کسان نے مہاراج کی تلاش میں بہت کوشش کی لیکن کچھ پتہ نہ لگا۔ اثنای گفتگو میں ایک روز ہیمونتی نے کہا :۔

ہیمونتی۔ میری سسرال نیل جل پہاڑ کے پاس ہے لوگ کہتے ہیں کہ کسی راجا کا بہت بڑا خزانہ نیل پہاڑ کی کھو میں پوشیدہ ہے :۔

یہ سنکر میرے کان کھڑے ہوئے اور نیل پہاڑ کے دیکھنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ لیکن نیل جل پہاڑ کے حال کو میں نے سب سے پوشیدہ رکھا۔ جب ہیمونتی سسرال جانیلگی تو اوسنے مجھ سے چلنے کے لئے کہا میں فوراً تیار ہوگئی۔ ہیمونتی کی سسرال پہونچکر میں آرام سے رہنے لگی یہ لوگ بہت شریف اور کھاتے پیتے تھے۔ کسی بات کی کمی نتھی۔ پہونچنے کے دو تین روز بعد ایک شخصکو ساتھ لیکر میں اور ہیمونتی پہاڑ کی طرف چلے۔

ہیمونتی کی سسرال سے پہاڑ دو تین کوس کے فاصلے پر تھا۔ ہم تھوڑی دیر میں جا پہونچے ساتھ والے آدمیوں نے سب مقامات کی سیر کرائی۔

آدمی (ایک مقام پر پہنچکر) یہہ جگہہ بہت خوفناک ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہیں کسی راجہ کا بہت بڑا خزانہ دفن ہے۔ بہت سے آدمیوں نے تلاش کی لیکن خزانہ کا پتہ نہیں چلتا۔

دو چار قدم چلکر میں نے ایک غار دیکھا جس میں بانس کے درختوں کے پتے وغیرہ جمع ہوگئے تھے یکایک دل میں خیال پیدا ہوا شاید یہیں خزانہ ہوگا۔ پہاڑ کی سیر سے فارغ ہوکر شام کے قریب یہہ لوگ گھر واپس آئے۔ مجکو مختلف خیالوں نے رات بھر جگایا اور اپنے دل میں ارادہ کرلیا کہ نیل جل پہاڑ کے دامن میں رہکر خزانہ کی تلاش کروں گی۔ صبح ہوئی میں اٹھکر پہاڑ کو چلدی۔ غار پر پہنچکر میں نے ایک جھونپڑی بنانیکی تجویز کی۔ یہ غار پہاڑ سے کسیقدر

فاصلے پر دامن کوہ میں واقع تھا۔ میں نے اوس مقام پر تین جھونپڑیاں بنوائیں ایک غار کے منھ پر اور دو کسیقدر فاصلے پر مجکو بار بار یہہ وہم ہوتا تھا کہ یہہ ضرور خزانہ تک پہونچنے کا راستہ ہے آخر کار میں یہیں رہنے لگی اور اوس غار کے پتھے نکلوانا شروع کیئے۔ لیکن تھوڑے صاف ہونے کے بعد بکثرت سانپ نکلے جن کی وجہ سے صفائی بند کرنی پڑی۔ تلاش سے معلوم ہوا کہ یہاں ایک قوم رہتی ہے جو سانپوں سے بالکل نہیں ڈرتی ہے۔ میں نے اُن لوگوں کو مزدوری دیکر اوس غار کو جو درحقیقت سُرنگ تھا بہت دور تک صاف کرایا۔ جب یقین کامل ہوگیا کہ اب سانپ وغیرہ کا کچھ خوف نہیں ہے تو کام بند کردیا گیا۔ میں نے غار کے مُنھ پر ایک پوجا گھر بنوایا اور اوس کا دروازہ ہروقت بند رکھتی تھی تاکہ لوگ سُرنگ سے واقف نہوں باقی ماندہ سُرنگ کی صفائی میں نے اپنے ہاتھوں سے کرنا شروع کی کئی مہینے متواتر کوشش کے بعد سُرنگ کے آخری حصہ پر پہونچی جہاں ایک لوہے کا پھاٹک لگا ہوا تھا۔ یہاں میں مجبور ہوگئی۔ کیونکہ نہ تو میرے پاس پھاٹک کی قفل کی کنجی تھی نہ اوس کے توڑنیکا یارا تھا۔ دوسرے شخص کو بخوف افشاے راز اپنا شریک حال نکرسکی۔ ایک مدت تک اسی اُمید میں پڑی رہی کہ کوئی نہ کوئی صورت ضرور اس پھاٹک کے کُھلنے کی پیدا ہوجائیگی۔ چار مہینے کا عرصہ ہوا کہ دیوی رانی لڑکے کے بھیس بدل کر مجھ سے ملی اور بہت سے حالات بیان کئے۔ ایک لوہے کی کُنجی دیوی رانی کے پاس تھی جس سے پھاٹک کُھل گیا۔ لیکن دس قدم چلنے کے بعد ایک اور آہنی دروازہ ملا جو پہلے سے زیادہ مضبوط تھا ہمنے اسکے کھولنے کی بہت کوشش کی لیکن سب بیکار ہوئی۔ آخرکار دیوی رانی چلی گئیں اور میں بھی تھک کر بیٹھ رہی۔

تین مہینے ہوئے ہونگے کہ بہونتی کی سسرال سے میں واپس آرہی تھی یکایک میری نظر ایک لڑکے پر پڑی جو بیہوش پڑا ہوا تھا۔ بڑی مُصیبت سے اوسکو اوٹھاکر اپنے جھونپڑے میں لائی سات روز بعد بیر چندر کو ہوش ہوا اور اوسنے اپنی تمام رام کہانی مُجھ سے بیان کی مجھے بار بار شبہہ ہوتا تھا کہ کہیں یہہ میرا لڑکا تو نہیں ہے۔ کچھ تندرست ہوگیا تو خزانہ کی تلاش میں پہاڑ پر جانا شروع کیا۔ اس کی یہہ حرکت مجھے اور بھی شبہہ دلاتی تھی کہ شاید یہہ میرا ہی کھویا ہوا بچہ ہے

اور کیا عجب ہے کہ خزانہ کی تلاش میں یہاں تک پہونچا ہو اس طرح ایک عرصہ گذر گیا لیکن نلو برجندر نے اپنی اصلی مقصد کو مجھ سے ظاہر کیا اور نہ میں نے ہی خزانہ کا کوئی ذکر کیا۔ یکا یک دیوی رانی پھر یہاں آکر مجھ سے ملیں اور تمام حقیقت حال بیان کی۔ اوس وقت کی میری خوشی کا اندازہ صرف وہ ماں کرسکتی ہے جسکا کھویا ہوا بیٹا بیس برس بعد ملے برجندر حسب معمول شام کو خزانہ کی تلاش میں گیا اوس کے جانے کے بعد آندھی اور مینھ کا طوفان آیا۔ میں اور دیوی رانی گھبرا کر پہاڑ کی طرف اوس کو ڈھونڈھنے چلے۔ برجندر کو پہاڑ کی چوٹی پر بیہوش پڑے ہوئے دیکھا ہم دونوں اُسکو یہاں اُٹھالائے۔ سونے کی ڈبیا میں سے کنجی نکال کر تن گڈھ کا دروازہ کھولا اور برجندر کو وہیں چھپر کھٹ پر لٹا دیا۔ اتنے میں مہاراج کے آنیکی خبر معلوم ہوئی۔ میں دیوی رانی کو تن گڈھ میں اُسکے پاس چھوڑ کر مہاراج کے درشن کو دوڑ آئی اور قدموں پر گر پڑی۔ یہی میرا قصہ ہے۔

تینتیسواں باب

آج ہم سب کو سناتے ہیں فسانہ اپنا
یاد آتا ہے وہ اب دور پرانا اپنا

مہاراج میں چاہتا ہوں کہ دیوی رانی بھی اپنی سرگذشت اور کارنامہ تفصیلی طور پر بیان کریں ہم سب کو انکا شکریہ ادا کرنا چاہیئے کیونکہ انھیں کی کوششوں سے میری اور برجندر کی جانیں بچیں۔

مہاراج کا یہ ارشاد سنکر دیوی رانی کا چہرہ مارے شرم کے عرق آلود ہو گیا آنکھیں نیچی کرلیں آخر کار مہاراج کے اصرار سے مجبور ہو کر اس طرح بیان کرنا شروع کیا۔

دیوی رانی۔ میرے خاندان کا حال تو مہاراج خود بیان کر چکے ہیں باقی حال میں عرض کرتی ہوں۔ جب میں نے ہوش سنبھالا تو دیکھا کہ میں اور میری منجھلی بہن ششی لتا مثل قیدیوں کے راے جی کے زیر نگرانی رہتے تھے۔ راے جی کو ہم لوگ ماما کہکر

پکارا کرتے تھے۔ تر ملنا مجکو یاد نہیں کیونکہ وہ میرے ہوش سنبھالنے سے پیشتر ہی مرچکی تھی۔ شنشی ولا جب جوان ہوئی ماموں کی نیت میں فتور آیا اور وہ ایکایک غائب ہوگئی میں نے اپنی بہن کو بہت تلاش کیا لیکن کچھ پتہ نہ چلا۔ جب میں بہت روئی پیٹی تو رائے جی نے مجھے اس طور سے سمجھایا۔

رائے جی۔ بیٹی ہمنے شنشی ولا کا بیاہ کردیا ہے وہ اپنی سسرال کو گئی ہے۔ رونیکی کیا بات ہے۔ تو بھی سیانی ہوگئی ہے اور ہمنے تیری سگائی بہت بڑے گھرانے میں کردی ہے عنقریب تیرا بیاہ ہوگا۔ لیکن تم دولھا دولھن ایکدوسرے کو دیکھ نہیں سکوگے۔ صرف دل میں سمجھ لینا کہ تمھارا بیاہ ہوگیا۔ اس میں خاص مصلحت ہے۔ بیاہ کے دن صرف ایک روز کے لئے تمکو قید میں رہنا ہوگا۔ گو کہ تمھاری طرف سے مجکو کوئی بدگمانی نہیں ہے لیکن ہر معاملہ میں ضروری احتیاط کرنا میری طبیعت کا خاصہ ہے۔ مجکو یقین ہے کہ تم کو کوئی عذر نہوگا اور تمھارے برا ماننے کی کوئی وجہ نہیں۔

میں خاموش ہو رہی اور کچھ جواب ندیا۔ مجکو معلوم ہوچکا تھا کہ رائے میرا ماموں نہیں ہے بلکہ میرے باپ کا کارکن تھا اور اب آجکل وہ ڈاکوؤں کا سردار ہے اور نہایت شرارت پیشہ ہے۔ شادی کا دن آیا میں ایکروز کے لئے قید کردی گئی۔ بیاہ ہوگیا اور میں نے دولھا کو نہیں دیکھا۔ میں قید سے آزاد کردی گئی۔ ایک ہفتہ گذر گیا کوئی نئی بات ظہور میں نہیں آئی بیاہ سے آٹھویں روز شنشی ولا اور مجھ سے ملاقات ہوئی میں اور وہ مل کر بہت روئیں۔ یہ معلوم کرکے مجھے اور بھی صدمہ ہوا کہ شنشی ولا رائے جی کے قبضہ میں ہے۔ شنشی ولا نے مجھے شوہر کے سامنے جانے سے منع کیا اور یہ بھی کہا

شنشی ولا۔ میں خود دولھن بنکر تمھارے مالک کے پاس جاؤں گی اور اوسے بیہوشی کی دوا کھلاؤں گی۔ رائے جی نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ میں مجبور ہوں ان کی مصلحتیں وہ ہی خوب جانتے ہیں میں اور کچھ زیادہ اس بارے میں تم کو نہیں بتلاؤں گی۔

گوبند لال میرے باپ کا نہایت نمک حلال اور بڑا ہی خیر خواہ تھا اوسے مجکو تمام حال

بتلایا اور اوسی کی رائے سے میں نے مردانہ لباس پہنکر باہر نکلنا شروع کیا۔ راجی نے میری اس حرکت پر کچھہ ناخوشی ظاہر نہیں کی۔ مجکو ایک روز گوبند لال کی زبانی معلوم ہوا کہ جی جی نے میرے سوامی کو زہر دیکر بیہوش کر دیا اور وہ قید کر دئے گئے۔ میں نے اپنے ہوا خواہوں کی مدد سے اون کو رہا کر کے منگلا بوڑھی کے مکان پر بھیجدیا اور پھر وہاں خود پہونچکر اون کو کشتی میں بٹھا کر روانہ کیا۔ راجی کے کسی جاسوس نے کشتی میں اون کو دیکھ لیا اور اوسی کی شرارت سے کشتی ڈوب گئی۔ میرے شوہر کی جان دیونراین بابو کی مہربانی سے بچگئی اور اونھوں نے اپنے گھر لیجا کر اولاد کی طرح رکھا۔ دیونراین بابو کا نوکر ملازم رائے جی سے سازش رکھتا تھا اوس سے اون کی وہاں کی موجودگی کا کل حال ڈاکوؤں کو معلوم ہوگیا۔ رائے جی نے اون کی گرفتاری کے لئے جال پھیلایا اور ایک دوکان کرایہ پر لیکر خرید و فروخت شروع کر دی۔ میں بھی گوبند لال کے ساتھ وہاں پہونچگئی۔ دیونراین بابو سے میں نے ملنا چاہا۔ لیکن کوئی موقعہ نہیں ملا میں پوشیدہ طور پر بستی کے قریب ایک گنجان جنگل میں جھونپڑی بنا کر رہنے لگی سوا گوبند لال کے اور بھی چند لوگ میرے خیر خواہ تھے اور مجکو میرے کاموں میں امداد دیتے تھے۔ ایک روز شام کو میں نے سنا کہ میرے مالک کو بدمعاشوں نے پھر پکڑ قید کر دیا۔ میں نے اون کی رہائی کی تدبیر کی اور جیپال نے اونکو رہا کر کے پھر میرے حکم کے موافق ایک تہہ خانے میں بند کر دیا۔ میں بھی وہاں پہونچگئی۔ اتفاقاً اوسی روز دیونراین بابو زہر کے اثر سے بیہوش کر کے اوسی تہخانے میں ڈال دئے گئے۔ میں نے جس طور سے ان دونوں کو وہاں سے نکالا اوس کا بیان پہلے ہوچکا ہے۔ ایک عرصہ تک میرے سوامی مجھے لڑکا سمجھتے رہے لیکن آخر کار انکو معلوم ہوگیا کہ میں عورت ہوں۔

نرمل کنوار اپنی سوتیلی ماں کی نالایق حرکتوں سے جلا وطن ہوگیا رائے جی نے اوس بیچارے کو بھی قید کر دیا۔ میں نے نرمل کی رہائی ضروری سمجھی اور جس طرح سے وہ رہا ہوئے اوس کا قصہ آپ لوگوں کو معلوم ہی ہوچکا ہے۔ دیونراین بابو سے بنگالی کی سب حقیقت اور بدأطواری بیان کر دی گئی جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ بنگالی کو دیونراین بابو نے چھوڑ دیا؟ میں نے غلطی سے

اپنے شوہر کو جے کالی کی طلاق کا تماشہ دیکھنے کے لئے تنہا دیو گرام بھیج دیا وہ پھر قید ہو گئے شکر ہے کہ میں نے اپنے مالک کو پھر قید سے چھڑا دیا۔

دیو نرائن بالو اپنے تمام کاروبار نرمل کے سپرد کر کے عبادت میں مشغول ہو گئے جے کالی کو اون سے سخت عداوت ہو گئی اور اوس نے کئی مرتبہ نرمل کو گرفتار کرایا۔ میری تدبیریں ہمیشہ کارگر ہوئیں اور نرمل کی جان جے کالی کے چنگل سے بچ گئی۔ جے کالی کی کوئی رشتہ دار نارا کالی نامی تھی جو رائے جی کے پاس تھی اوس نے کسی تدبیر سے رائے کے پاس سے اون کاغذات کی تھیلی جو میری ریاست وغیرہ کے متعلق تھے لیلئے جو اتفاقی میرے خاوند کے ہاتھ لگے اور مجھ تک پہونچ گئے نارا کالی نے کاغذات دینے سے انکار کیا تو رائے جی نے بخوف افشائے راز اوسکو مار کر جنگل میں دفن کر دیا۔

میرے ایک جاسوس سے مجکو معلوم ہوا کہ رتن گڈھ کے پھاٹک کی کنجی ہری ہر کے پاس موجود ہے میں نے بڑی کوششوں سے ہری ہر بابو سے شتنی والانیکر لیلی میں اپنے مالک کے ہمراہ ہری ہر بابو کے گھر پہونچی جہاں مجکو بہت سے ضروری کاغذات اور دستاویزیں ہاتھ لگیں میرے سوامی بھوڈا کوؤں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئے اور ایک عرصہ تک اون کا پتہ نہیں لگا۔ ایک دن رائے جی نے فخریہ اپنے کسی ساتھی سے کہا "پر چندر کو میں نے بیران پور کے خوفناک جیل میں قید کر دیا ہے دیکھوں اب وہ کیونکر اور کس کی مدد سے چھوٹ سکتا ہے"۔

میں بھیر ول پور پہونچگئی اور ایک عرصہ تک باوجود کوشش کے رائے جی کی احتیاطوں کی وجہ سے اپنے مقصد میں کامیاب نہوئی اور مہاراج تک رسائی نہو سکی۔

ایک شخص سے مجکو معلوم ہوا کہ نیل پہاڑ کے پاس ایک جوگن رہتی ہے جو اپنا حال کسی سے نہیں کہتی میں جوگن کی خدمت میں پہونچی دریافت سے معلوم ہوا کہ وہ میرے سوامی کی ماں ہے۔ میں نے رتن گڈھ کے پھاٹک کی کنجی اون کو دیدی اور سب حالات بیان کر دئے۔

میں بھیروں پور چلی گئی اور آخر کار اپنے ارادہ میں کامیاب ہوئی جسکا حال ابھی مہاراج بیان فرما چکے ہیں۔ منگلا بوڑھی کے ہاتھ سے بچکر میرے بالو اتفاقاً جوگن ماتا کے پاس پہنچگئے